UNIVERSAL LIBRARY
OU_222734
UNIVERSAL LIBRARY

OUP—552—7-7-66—10,000

OSMANIA UNIVERSITY LIBRARY

Call No. ۸۹۱۵۴۳۱۰۹ Accession No. U ۵۶۸
ص م

Author صفدر میرزا پوری

Title مشاطۂ سخن معروف بہ شمع سخنوران ۱۳۳۶

This book should be returned on or before the date last marked below.

Checked 1978

بزم ناز شاعرانہ طرح حسن و نسبتیں ✦ آن مطلع ابرو کو اصلاح طرازی بیند

مشاطۂ سخن

معروف بہ

شمع سخنوری

از

جناب صفدر مرزاپوری

اپنی نوعیت کے لحاظ سے

دنیائے ادب مین پہلی کتاب ہے جسمین مسلم الثبوت اور ماہرین فن اساتذہ کی وہ
اصلاحین جمع کی گئی ہین جو اُنھون نے اپنے ہونہار شاگردرشیدون کو دین اور جنکی بدولت
وہ لوگ شاعری کی دُنیا مین آفتاب و ماہتاب بن کر چمکے۔ انتخاب مین صرف انہین باکمالون کو
لیا ہے جنکا حرف حرف قابل تسلیم ہے اور جنکے قول کو اُردو دنیا سند مانتی ہے۔ جناب ناسخ آتش
اسیر ذوق غالب مومن منیر تسلیم دہلوی انیس دبیر امیر داغ تسلیم جلال ایسی ہستیان نہین ہین کہ
جنکی اصلاحات قابل توجہ نہون شاعرانہ مذاق رکھنے والے حضرات
کے لیئے نایاب تحفہ ہے

صدیق بک ڈپو - امین آباد پارک لکھنؤ

اصلاحات پر غائر نظر ڈالکر ایک ہونہار شاعر گھر بیٹھے استادون سے سیکھتا ہے

[illegible]

مشاطۂ سخن

معروف بہ

شمع سخنوری

[illegible]

۱۳۳۶ھ

کاملِ الفن اور مسلم الثبوت اساتذہ کی اصلاحوں کا نایاب مجموعہ جس کو دنیائے ادب کے مشہور سخنور حضرت صفدر مرزاپوری مولفِ مرقعِ ادب و بزمِ خیال و مصنفِ دُرِ فلک و دیوانِ صفدر نے بڑی کوشش و کاوش سے تالیف فرمایا

(اور)

منیجر صدیق بکڈپو امین آباد لکھنؤ

(نے)

میتھوڈسٹ پبلشنگ ہوس لکھنؤ

میں چھپوایا

فہرست مضامین

نمبر شمار	مضامین	صفحہ	نمبر	مضامین	صفحہ
۱	مشاطۂ سخن کا خیر مقدم	۳	۲۰	منیر	۸۶
۲	مقدمہ۔	۶	۲۱	داغ	۹۱
۳	تمہید۔	۱۶	۲۲	تسلیم	۹۷
۴	مصحفی۔	۲۳	۲۳	جلال	۱۰۱
۵	آتش	۲۵	۲۴	شوق	۱۰۳
۶	ناسخ	۳۳	۲۵	جلیل	۱۲۰
۷	اسیر	۳۷	۲۶	ناطق	۱۲۹
۸	مومن	۴۱	۲۷	ریاض	۱۳۳
۹	ذوق	۴۳	۲۸	زکی	۱۳۶
۱۰	غالب	۴۴	۲۹	رشید	۱۳۷
۱۱	مفتی میر عباس	۴۶	۳۰	شاد عظیم آبادی	۱۳۸
۱۲	انیس	۴۷	۳۱	تمنا۔	۱۳۹
۱۳	دبیر	۴۹	۳۲	جاوید	۱۴۰
۱۴	نسیم دہلوی	۵۰	۳۳	جگر	۱۴۴
۱۵	عاشور	۵۳	۳۴	آرزو	۱۴۶
۱۶	آغا جو ہندی	۵۳	۳۵	اوج	۱۴۷
۱۷	بقا	۵۴	۳۶	صفدر	۱۴۹
۱۸	امیر	۵۵	۳۷	رسا	۱۵۱
۱۹	لطافت	۵۸			

بسم اللہ الرحمن الرحیم

مشاطۂ سخن

کا

خیر مقدم

پیارے صفدر! تسلیم، بزم خیال اور مرقع ادب کی صورت مین آپنے اِس سے پہلے ارباب ذوق سلیم کی لذت نظر اور تفریح دل و جگر کے لیئے جو کچھ سامان بہم پہونچایا اُس کی داد مین کیا دون تمام ملک آپ کو دے چکا اور اِس کا ثبوت کافی ان دونون کی مقبولیت ہے۔

اَب آپ "مشاطۂ سخن" کے حسین جمیل نام سے ایک اور لطیف چیز ملک مین پیش کر رہے ہین مین آپ کو مبارکباد دیتا ہون کہ یہ جدت بھی آپ ہی کے حصہ مین آئی سچ تو یہ ہے کہ آپ کے نکتہ رس دل و دماغ کو جو کچھ سوجھتی ہے نئی سوجھتی ہو آپکے حسن انتخاب اور ندرت تلاش کا کون قائل نہین؟

ابھی چاہے دشمن اہل نظر اِس کا خیال اور قدر کمال نہ کرین مگر آگے چل کے ماننا پڑے گا کہ آپ نے جو کام کیئے وہ کس درجہ سزاوار تحسین و آفرین ہین۔

مرقع ادب ہی کو لے لیجئے، اِس کے دیکھا دیکھی اور مجموعے بھی چھپ گئے اور اِس سے بہتر چھپنا ممکن! لیکن "الفضل للمتقدم"، شرف ایجاد آپ ہی کو حاصل رہا۔ ولی سے بہتر کہنے والے بہت ہوئے مگر ولی کوئی نہین! اسی طرح "مرقع ادب" اور "مشاطۂ سخن" سے بہتر ملک مین اکثر و بیشتر مجموعے تیار ہونا ممکن مگر ہو قبولیت کا سہرا صفدر کے سر رہا

کسی دوسرے کے حصہ کا نہین مصرع

دیتے ہین بادہ ظرف قدح خوار دیکھکر

کلمبس نے امریکہ کی نئی دُنیا تلاش کر کے سارے عالم مین نام پایا۔ آج آپ بھی ہمارے سامنے ایک "نئی دنیا" پیش کرنے والے ہین تو کیا یہ کہنا صحیح نہین کہ آپ بھی ہماری غریب دنیائے اُردو مین ایک کلمبس ہین اور "شاطۂ سخن" آپکا امریکہ ہے۔ یہ اور بات ہے کہ ناقدر شناس سخن اور دشمن علم و فن آپ کے اِس لطیف مجموعۂ اصلاح "کو قدر کی نگاہون سے نہ دیکھین، پھر بھی آپ افسوس نہ کیجئے گا، وہ یورپ ہی ہے۔ جہان انسان ذرا سا نیا کام کر کے تمام جہان مین آفتاب شہرت بنکر چمکتا ہے، وہان کی حکومت اور پبلک دونون زر و گوہر سے اہل ہنر کی قدر کرتے ہین، اخبارات صور اسرافیل بنکر تمام عالم انسانی مین ہلچل ڈالدیتے ہین اور اس کی جدت و اختراع کا آوازہ گھر گھر پہونچا دیتے ہین، یہان سب سے پہلے رشک و حسد اور نقص و اعتراض کی نگاہین اُٹھتی ہین اور مصنف یا موجد کے نازک دل کو اپنے قدرتی تیرون سے چھلنی کر دیتی ہین پھر بھی آپ ہمت نہ ہارین اور اپنا حوصلہ پست نکرین۔ کوئی کچھ نہ بولے مگر کچھ گدڑی کے لال ایسے نکل آئین گے جو "شاطۂ سخن" کو ہاتھون ہاتھ لین گے، آنکھون سے لگائین گے اور یہ کہکر دل مین جگہ دین گے ؎

بیٹھے ہین تری بزم مین کچھ اہل نظر بھی

ہان ایک نگاہ غلط انداز ادہر بھی

بلا سے آپ کی زندگی مین نہ سہی، کبھی تو "شاطۂ سخن" آپ کے حسن انتخاب اور اسکا ملک سے خراج لیکر رہے گی۔ مگر نہین ناشکری ہو گی اگر ہمارے ملک کے قدر شناسان سخن کو ناقدر دانان علم و فن کہا جائے۔ اب یہ آپکے تالیف کی خوبی ہے یا ارباب نظر کی خوش مذاقی، یا یون سمجھیے کہ کوئی امر اتفاقی مگر مین یہ ضرور کہونگا کہ بزم خیال اور مرقع ادب کی ملک مین اُمید سے زیادہ قدر ہوئی۔ اور آپ کے جیتے جی داد بھی مل گئی اور اب کیا چاہیئے!

"شاطۂ سخن" کو بھی بازار ادب مین لائیے ؎

بازارِ مصر مین چل یوسف کا سامنا کر
کھوٹے کھرے کا پردہ کھلجائے گا چلن مین

مجھے یقین ہے کہ اُس کے لیئے بھی سیکڑون آنکھین مجبور تمنا ہو کر مشتاق تماشا نظر آیئن گی انھین تماشائیون مین یا یون سمجھیئے کہ تمنائیون مین ایک دیرینہ نیاز مند محوی بھی ہے، جو اِس کساد بازاری مین بھی متاع جان لیکر حاضر ہے اور دور ہی سے ایک طرف کھڑا ہوا آواز لگا رہا ہے ؎

نشاطِ سخن کوئی آئے لیئے ہوئے
بیٹھے ہین ہم بھی دیدۂ دل وا کیئے ہوئے

خاکسار محوی صدیقی
از بھوپال

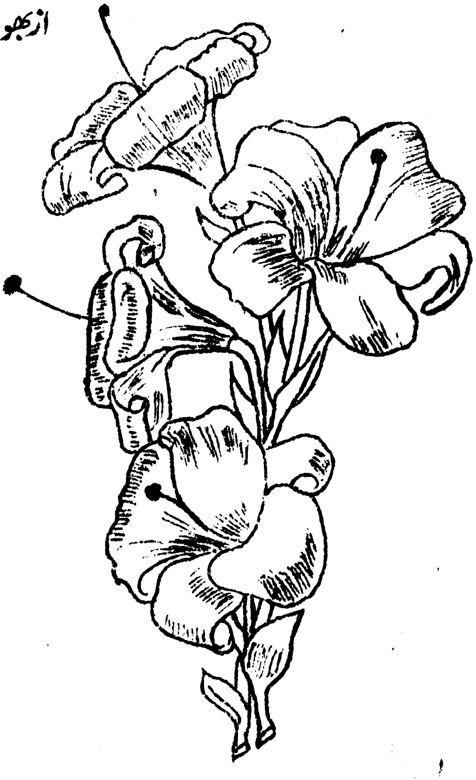

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مُقدّمہ

مشاطہ را بگو کہ بر اسبابِ حُسنِ یار
چیزے فزون کند کہ تماشا بما رسد

شاعر کے واسطے جو چیزیں طغرائے امتیاز ہیں انہیں ایک اصلاح بھی ہی جسکا کمال شاعر کے انتہائے کمال پر موقوف ہی اصلاح کے معنی یہ نہیں کہ شاگرد کو دوسرا شعر کہہ دیا جائے جیسا آجکل بعض شعرا کا شعار ہی اِس طرزِ عمل سے نہ شاگرد کو اُستاد سے فیض پہونچ سکتا ہی نہ اُستاد کو اُستادی کا تمغا مل سکتا ہی کیونکہ شعر کہہ دینا آسان ہی مگر اصلاح دینا مشکل۔

شاعری صرف موزونیت طبع کا نام نہیں کم از کم علوم رسمیہ اور معائب و محاسن شعر پر عبور ہونا شاعر کا پہلا فرض ہی علمائے معنی بیان کے نزدیک معنی روح ہی۔ الفاظ جسد، محاسن لفظی زیور شعر پر تینوں حیثیتوں سے نظر کرنا چاہیے اگر معنی نہیں تو شعر بے روح، اگر حسنِ بندش نہیں تو حسنِ ظاہری سے معرّا۔

اکثر لوگ صرف الفاظ پر نظر کرتے ہیں معنی سے کوئی غرض نہیں رکھتے الفاظ میں شوکت و جزالت ترکیبوں کی ندرت انکا نصب العین ہوتا ہے سلیس صاف پُرلطف شعروں کی بعض مشاعروں میں داد نہیں ملتی مرصع پیچیدہ لغو شعر پر ہنگامہ برپا ہوتا ہے۔

شاعری کا ایک دور ایسا تھا جسمیں رعایات لفظی مراعاۃ النظیر کی بھرمار تھی تشبیہات

استعارات کی کال کوٹھری مین معنی کو قید کرتے تھے شعر کا وہ اصلی جوہر جو جذبات دلی کو متحرک کرتا ہو اُن کے کلام مین معدوم تھا اُسوقت مین صلاح بھی رسم زمانہ کے موافق دیجاتی تھی جیساکہ اِسی مجموعہ مین آپ کو بعض اشعار سے ظاہر ہوگا؛

صلاح کی خوبی یہ ہو کہ جب اُستاد کوئی شعر بنائے تو پھر لفظاً و معناً اُس سے بالاتر کوئی درجہ ترقی کا شعر مین نظر نہ آئے جو لفظ رکھدے وہ ایک ترشا ہوا ہیرے کا نگینہ ہو، خواجہ آتش نے خوب کہا ہے ؎

بندش الفاظ جڑنے سے نگونکے کم نہین ۔ شاعری بھی کام ہو آتش مرصع ساز کا

بعض اوقات صرف ایک لفظ رکھ دینے سے زمین شعر کا پایہ آسمان سے مل جاتا ہو اور اسی کو قدما نے کہا ہے۔ لفظیکہ تازہ است بمضمون برابر است۔

نظامی عروضی سمرقندی جو نظامی گنجوی کا معاصر اور باکمال شاعر تھا اُس نے اپنے مقالات[1] مین شاعری کی حقیقت کو نہایت عمدہ الفاظ مین ادا کیا ہے جس سے ہمارے مقصود پر بھی روشنی پڑتی ہے۔

"شاعری صناعتی ست کہ شاعر بدان صناعت اتساق مقدمات موہومہ کند و التیام قیاس منتجہ بر انوجہ کہ معنی خورد را بزرگ کند و بزرگ را خورد و نیکو را در لباس زشت و زشت را در حلیہ نیکو جلوہ دہد با یہام قوت ہائے غضبی و شہوانی برانگیزد تا بدان ایہام طباع را انبساطی و انقباضی بود و امور عظام را در نظام عالم سبب گردد"۔

مقدمات موہومہ کی ترتیب سے حسین چیزون کا بدنما اور بُری چیزون کا خوشنما ثابت کرنا جس سے محبت اور غضب کی قوتین مشتعل ہو جائین یا کم معنی کو پھیلانا یا دریا کو کوزہ مین بند کرنا اِس کے واسطے شاعر کے دماغ مین ذخیرہ الفاظ ہونا چاہیے جیسے دور آخر مین قاآنی کا دماغ الفاظ کا ایک طوفان خیز سمندر تھا؛

بعض اوقات شاعر ایک مطلب کو ادا کرنا چاہتا ہے عالم وجدان مین ایک مضمون

---

[1] چہار مقالہ نظامی

کو نظم کرتا ہے مگر درحقیقت الفاظ اظہار معنی کے لیئے مساعدت نہین کرتے اور شعر المعنی فی بطن الشاعر ہو جاتا ہے ایسے ہی مقامات پر کسی اُستاد کی اصلاح کی ضرورت ہے۔

ارسطو کے مذہب کے موافق جو شعر کو ایک قسم کی مصوری یا نقالی بتاتا ہے الفاظ پر نظر کرنے کی بڑی ضرورت ہے الفاظ ہی کی خوبی شاہد معنی کے رُخ سے نقاب اُٹھاتی ہے حسّان ابن ثابت کے ایک چھوٹے بچے کو ایک مرتبہ بھڑ نے کاٹ کھایا حسان نے پوچھا کہ کس جانور نے کاٹا بچہ نام نہین جانتا تھا کچھ نہ بتا سکا حسان نے پوچھا کس قطع کا جانور تھا بچہ نے کہا کانہ ملتف بردی حبرہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ ایک دھاریدار چادر مین لپٹا ہوا ہے، بھڑون کے پرون پر رنگین خطوط ہوتے ہین اس لیئے اُس نے اس کو دھاری دار چادر سے تشبیہ دی حسان اُچھل پڑے اور کہا واللہ صار ابنی الشاعر خدا کی قسم میرا بیٹا شاعر ہوگیا۔ دیکھو یہان الفاظ اور تشبیہ نے اصل معنی کی طرف متوجہ کیا۔

"شاعری کی حقیقت"

شاعری کا علاقہ زیادہ تر تخئیل سے ہے اسی سے بعض محققین نے موزونیت اور غیر موزونیت کی قید کو اٹھا دیا ہے اور یہین سے شاعر کا فطری اور شعر کا غیر اکتسابی ہونا ثابت ہوتا ہے اسی لیئے شعرا کو تلامیذ الرحمٰن کہتے ہین شاعری کی حقیقت کے متعلق مین نے ایک نظم کہی تھی جس کے چند شعر مناسب مقام ہین[1]

شاعری کیا ہے؟ فقط اک جذبۂ طوفان خروش — قوتِ تخئیل مین اک ولولہ انگیز جوش
شاعری کیا ہے؟ فقط تصویرِ جذباتِ نہان — قوتِ تخئیل کے ہمراہ تاثیر زبان
ساغرِ جذباتِ باطن مین جب آجائے اُبال — دل کے سرچشمہ مین جب پیدا ہو جوشِ انفعال
ولیہ ہو جس وقت قدرت کے مناظر کا اثر — منھ سے کچھ باتین نکل جایئن اثر مین ڈوب کر
صورتین اُس نے مجسم کین امید و یاس کی — اُسکی خاکستر مین ہین چنگاریان احساس کی

[1] ازشعر العجم حصہ اول

جب یہان شعلے باقی ہین وہی چنگاریان
گلشن تخئیل مین کھلاتی ہین گلکاریان

واردات قلب کی تفسیر طولانی ہی یہ
اک مجسم ہستی اغراض نفسانی ہی یہ

روح تازہ اسنے پھونکی پیکر جذبات مین
مہرتابان کردیئے خاکستر جذبات مین

نغمۂ خوابیدہ کو اسنے جگایا خواب سے
ساز ہستی اسنے چھیڑا ناخن مضراب سے

اسکے نالونسے ہوئین آباد لاکھون بستیان
جاگ اٹھین آنکھونکو ملکر سونیوالی ہستیان

اک نگاہ شوخ سے دل درد کا برما دیا
جلوہ رنگین دکھاکر روح کو گرما دیا

اک خلاصہ تھا وہ اسکے درد کی تفصیل کا
جب کہا تھا مرثیہ قابیل نے ہابیل کا

اک سخن سکا ہی جو کچھ دہر کی محفل مین ہے
متن قدرت کی مفصل شرح اسکے دل مین ہے

ہین جو ارباب صفا انکو تو کافی ہی یہی
روح موجودات کی تفسیر صافی ہی یہی

دل ہی یہ اور عالم ارواح اسکا سینہ ہی
شاعری تصویر روحانی کا اک آئینہ ہی

روح خوابیدہ مین دوڑائی ہی بیداری کی لہر
دل کے خولستان مین جاری کی ہی ہشیاری کی نہر

رزم کی یہ روح ہی اور بزم کی یہ جان ہی
عشق کا قرآن ہی اور حسن کا ایمان ہی

سرزمین عشق پر سکہ ہی اسکے نور کا
سنگ بنیاد ہی رکھا ہی اسنے کوہ طور کا

مدتون بزم سلاطین مین رہی یہ سرفراز
یہ وہ سلطان ہی دل محمود تھا جسکا ایاز

اسکے گلدستونسے زینت ہی بساط بزم میں
دلکو زرہ بہنا دیتی ہی دشت رزم مین

جڑتی بھرتی ہی ستارے منظر آفاق مین
بجلیان دوڑا رہی ہی پیکر آفاق مین

غیر محسوسات کا ادراک کرتی ہی یہی
تخلیہ مین سیر ہفتا فلاک کرتی ہی یہی

ظلمت اسکی شام گیسو صبح اسکی صبح عید
طبع قدرت کا لطیفہ قلب فطرت کی امید

دلکشا منظر نسیم صبح نورانی سحر
یہ پرندان فضا اور انکے وہ رنگین پر

جگمگاتی یہ ستارہ دلن کی پریشان انجمن
یہ مہکتی بزم پھولون کی چمن اندر چمن

یہ شفق کی سرخ بیرق یہ روپہلی تیلیان
یہ حصار لاجوردی پر چمکتی گمزیان

یہ ردائے آسمانی یہ نگارِ شعلہ فام	یہ کرہ سونے کا جس سے ہی ثوابت کا نظام
وہ شفق کے رنگ مین شانِ غروب آفتاب	اِس حسین ڈالے ہوئے چہرے پہ نارنجی نقاب
نغمہ سنجانِ حقیقت طائران خوش نوا	کوئلون کا کوکنا اور یہ پپیہے کی صدا
آسمانِ حسن کے ٹوٹے ہوئے تارے تمام	وہ رخِ قدرت کی افشان جگنوؤن کا ازدحام

نقش معنی خیز ہین ایوانِ فطرت کے یہی
مختلف اشعار ہین دیوانِ قدرت کے یہی

اِن شعرون سے معلوم ہوگا کہ شعر کا مفہوم کس قدر وسیع ہے۔ اب مین نظامی عروضی کے بعض خیالات درج کرتا ہون جو اُس نے ایک شاعر کے لیئے ضروری سمجھے ہین ارباب فن کو اِس پر غور کرنا فائدہ سے خالی نہین،

فن شعر مین اُستاد کون ہے؟

(۱) سلیم الفطرۃ[1]،
(۲) عظیم الفکرہ۔
(۳) صحیح الطبع،
(۴) جید الرویہ،
(۵) دقیق النظر کہ از انواع علوم متنوع باشد و در اطراف رسوم مستطرف زیرا کہ چنانکہ شعر در ہر علمے بکار آید ہر علمے نیز در شعر بکار مے شود۔
(۶) شاعر باید در مجلس محاورت خوش گوئے بود و در محفل معاشرت خوش روئے۔
(۷) باید کہ شعر او بآن درجہ رسیدہ باشد کہ در صحیفہ روزگار مسطور بود و بر السنہ و افواہ مشہور و بر سفائن بنویسند و در مدائن بخوانند کہ حظ اوفر و قسم اکمل از شعر بقائے اسم است و تا مقرر و مسطور نباشد آنرا اثر نبود۔ اما شاعر بدین درجہ نرسد الا کہ در عنفوان شباب و روزگار

[1] مقالات نظامی سمرقندی

جوانی بست ہزار بیت از اشعار متقدمین یا دگیرد و دہ ہزار کلمہ از آثار متاخرین در پیش چشم کند و پیوستہ دواوین استادان ہمی خواند و متحفظ ہمی باشد و آگاہی میدارد کہ در آمد و بیرون شد ایشان از مضایق و دقایق سخن بر چہ وجہ بودہ است تا کہ طرق و انواع شعر در طبع او مرتسم شود و عیب و ہنر شعر در صفحہ خرد او منقش گردد تا سخنش روے در ترقی آرد و طبعش بعلو میل کند ہر کرا طبع در نظم شعر راسخ شد سخنش ہموار گشت روے بعلم آرد و عروض بخواند و گرد تصانیف استاد ابو الحسن بہرامی سرخسی گردد مانند غایۃ العروضین و کنز القافیہ و نقد معانی و نقد الفاظ و سرقات و تراجم و انواع این علوم بخواند بہ استادی کہ او داند تا نام استادی را سزاوار شود و اسم او در صحیفۂ روزگار بماند چنانکہ اسامی دیگر استادان کہ نامہائے ایشان یاد کردیم تا آنچہ از مخدوم و ممدوح بستاند حق آن تواند گذاردن و بقاے اسم او بیابد۔

اسکے بعد ایک طولانی بحث اسپر لکھی ہے کہ شاعر کے واسطے بدیہ گوئی سے بہتر کوئی چیز نہین، اسکو مین نظر انداز کرتا ہون لیکن امور مندرجہ پر شعرائے عصر کو لحاظ کرنا چاہیئے اور اصلاح لینے والون کو بھی مشورہ سخن کے لیئے ایسے شاعر کو انتخاب کرنا چاہیئے جو کم از کم انہین سے اکثر صفات سے موصوف ہو۔

شاعری کو اصلاح سے کسقدر تعلق ہے

اُستادی اِن صفات کے بعد مشاقی پر موقوف ہے جسقدر مشق زیادہ ہوگی اُتنا ہی نظم پر اُسکو زیادہ تسلط ہوگا اسی لیئے نومشقون کو ابتدا مین کسی اُستاد کی ضرورت ہوتی ہے استاد کا کام فقط الفاظ کا رد و بدل کر دینا ہے ورنہ شاعر کوئی کسی کو نہین بنا سکتا ہزارہا ایسے شاعر گذرے جنھون نے کبھی کسی سے اصلاح نہین لی اُن کا علم و فن اُنکی خداداد طبیعت اُن کا صحیح ذوق اُن کا اُستاد تھا مجھے تو یہ سلسلہ صرف ہندوستان مین نظر آتا ہے عرب و عجم مین کوئی تاریخ مشکل سے اِس کا ثبوت دے سکتی ہے کہ امراء القیس اعشی حسان متنبی یا عسجدی عنصری فرخی و فردوسی سعدی حافظ وغیرہ وغیرہ نے

کس سے اصلاح لی علوم وفنون کی کتابین تو اساتذہ سے پڑھین لیکن مشورہ سخن کے لیئے کس کے سامنے زانوے تلمذتہ کیا، ہندوستان مین میرتقی میر، غالب، مومن، ناسخ وغیرہ نے کس سے اصلاح لی؟

میرے خیال مین اسکا سبب صرف یہ ہو کہ اس زمانہ مین موزونی طبع کا نام شاعری رکھا گیا ہے، اسی سے اِس سلسلہ کو ترقی ہوتی جاتی ہے اور قریب قریب پیری مریدی کی حد تک پہونچ گیا ہے جیسے فقرا کے یہان سجادہ نشین ہوتے تھے ویسے ہی یہان بھی ایک جانشین کی ضرورت ہے اور اسکے لئے کوشش کی جاتی ہین۔

رموز فن علم سینہ نہین اساتذہ کی کتابین اُس سے مالامال ہین کھوٹا کھرا پرکھنے کے لیئے ذوق سلیم اور وجدان ہی جس پر تمام شعر کا دار و مدار ہے یہ واضح رہے کہ شاعری بالکل ذوق وجدانی اور عطیہ فطرت ہے جو لوگ اسکو علم سینہ خیال کرتے ہین وہ سخت غلطی پر ہین شاعری کسی اُستاد کی محتاج نہین سیکڑون شاعر ایسے گذرے اور ہین جنکی عمرین شعر گوئی مین گذر گئین مگر شعر کہنا نہ آیا۔

واقعہ

مولوی علیؒ میان صاحب کاملؔ مرحوم جنکا فضل وکمال ارباب علم مین مُسلّم تھا اور نہایت جیّد الفکر شاعر تھے اُنکی خدمت مین ایک بزرگ آیا کرتے تھے جنکی عمر اسّی بچاسی سال کی ہوگی اور زندگی بھر سوا شعر گوئی کے کوئی دوسرا شغل نہین رہا۔ آخر عہد مین مجھ سے بھی ملاقات ہوئی چند بار فقیر خانہ پر بھی تشریف لائے تھے تین دیوان فارسی کے مرتب اور مدّون تھے جسمین تقریبًا اکثر اصناف سخن تھے غزلین زیادہ تھین نہایت خوشخط لکھی ہوئی نفیس جلدین بندھی ہوئین ایک بار مجھے زیارت نصیب ہوئی تھی، فارسیت اعلیٰ درجہ کی ترکیبین نہایت صحیح زبان کے اغلاط بہت کم مگر ستم یہ تھا کہ تمام کلیات مین ایک شعر بھی دقت سے موزون مل سکتا تھا یہ تینون دیوان حضرت کاملؔ کی خدمت مین بغرض اصلاح لیجاتے تھے آخر ایک روز مولوی صاحب نے لیکر رکھ لئے اور دوسرے روز یہ کہکر واپس دیئے کہ

حضرت انہیں کہین بنانے کی ضرورت نہین،
اِس سے میرا یہ مقصد نہین کہ اصلاح نہ لینا چاہیے کلام مین مشورت نہ کرنا چاہیے شاعر مدت العمر مشورہ سخن کا محتاج ہے۔ یہی سبب ہے کہ متقدمین مین اور آجکل یورپ مین بھی تنقید ایک ضروری چیز سمجھی گئی ہے۔

اِصلاح اور اُسکے طریقے

اُستادانِ فن اِس خوبی سے کلام مین حک و اصلاح کرتے ہین کہ بیاختہ وجد آجاتا ہے اور یہ ملکہ نہین ہو سکتا مگر سخن فہمی اور نکتہ رسی سے شاعری اور نکتہ سنجی دو توالگ الگ دو چیزین ہین یہ ضروری نہین کہ ایک ذات مین دونو جمع ہون۔

شعر گفتن گرچہ دُر سُفتن بود
لیک فہمیدن بہ از گفتن بود

اصلاح سے نہ صرف اصلاح لینے والے کو فائدہ پہونچتا ہے بلکہ اُستادانِ فن کی قوتِ مشق بھی بڑھتی ہے، شعر مین علاوہ وزن و محاکات و تخییل کے ایک خوبی بندش الفاظ کی ہے اور اسی مین اُستادی کے جوہر کھُلتے ہین، اگر نادر سے نادر مضمون سُست الفاظ مین ادا ہوگا تو شعر خاک مین ملجائیگا بخلاف اسکے اگر سُست مضمون کو پُر تکلف جامہ پہنادوگے تو اُسکا مرتبہ بلند ہوجائیگا مضمون کی خوبی پر خراب بندش نقاب ڈالتی ہے۔

اُصُولِ اِصلاح

(۱) شاگرد کو پہلے ضروریات شعر پر مطلع کرنا چاہیے،
(۲) شعر مین صرف الفاظ کا تغیر چاہیے خیال بدلنے کی ضرورت نہین اگر شعر معنوی حیثیت سے خراب ہے تو قلم زد کرنا چاہیے۔
(۳) پورے شعر یا مصرع کی ترمیم منظور ہو تو شاگرد کو ہدایت کی جائے کہ وہ خود کوشش کرے اس طرح اسُ کی قوت نظم مین ترقی ہوگی۔

(۴) جب شعر مین کوئی ترمیم کیجائے تو اُسکا سبب سمجھا دینا چاہیئے تاکہ آیندہ وہ اس غلطی سے بچے۔

(۵) تمام معائب سے شعر کو پاک کرنا اور ترقی کے ایسے الفاظ رکھنا جس سے بالاتر کوئی درجہ نہو۔

(۶) خود شعر کہکر شاگرد کو نہ دینا چاہیئے اِس سے اُسکی ہمت فکر سخن مین کم ہوتی ہے اور اُستاد پر بھروسا رہتا ہے۔

(۷) ردیف کی چُستگی کا خیال اسقدر رکھنا چاہیئے کہ اگر ردیف نکال دیجائے تو تمام شعر بیمعنی ہوجائے اسی طرح قافیہ بھی برائے بیت نہو بلکہ قافیہ سے مضمون پیدا کرنا چاہیئے۔ بعض شعرا مضمون سوچنے کے بعد قافیہ تلاش کرتے ہین اِس سے شعر سُست ہوجاتا ہے

(۸) غزل قصیدہ مثنوی اِن سب کی زبانین مختلف ہین اصلاح مین یہ بات بھی مدنظر رکھنا چاہیئے غزل کی زبان نہایت سلیس اور روزمرہ ہو توالی اضافات اور غیرمانوس ترکیبون سے کلام کو محفوظ رکھو، ہان قصیدہ مین تم آزاد ہو جزالت وشوکت الفاظ سے کام لو مثنوی مین واقعہ نگاری کی حیثیت ملحوظ رکھو مثلاً کسی واقعہ کو نظم کررہے ہو تو مخاطب ومتکلم کی زبان کا خیال رکھو جس طبقہ کا آدمی ہے ویسی ہی زبان بھی ہو۔

الغرض یہ اور بہت سی باتین ایسی ہین جنکا ذکر اس مختصر مقدمہ مین نہین ہوسکتا شاعری کو امعان نظر سے دیکھو گے تو اُسمین دشوار گذار راہین ملین گی اور اِسی سے شعر کو آخرالعلوم کہا ہے۔

اساتذہ کی اصلاحین اور اُن کے مقالات وملفوظات سے بتدی اور منتہی سب فائدہ اُٹھاسکتے ہین ایسے تالیفات کی ملک مین اِس وقت بیحد ضرورت ہے کیونکہ علم وفن کی کسادبازاری ہے لوگ ایسی ہی چیزون سے متمتع ہون میرے مکرم دوست جناب صفدر مرزاپوری نے یہ مجموعہ تیار کیا اور مین جانتا ہون کہ اِس مین اُنھون نے نہایت جانکاہی اور جانفشانی کی ہے بیشک اس کی اوّلیت کا سہرا اُن کے سر ہے میری نظر سے اِسوقت تک عربی فارسی اُردو مین کوئی مستقل تالیف ایسی نہین گذری جسمین

شعرا کی اصلاحین جمع کی گئی ہون یہ کتاب نہ صرف نو آموزانِ فن کے لیے مفید ہے بلکہ اساتذۂ فن بھی اس سے لطف اندوز اور مستفید ہو سکتے ہین۔

حضرت صفدر سے مجھ سے ایک عرصہ سے ملاقات ہے وہ اُردو زبان سے نہایت صحیح ذوق رکھتے ہین ان کی طبیعت تالیفات کے متعلق نہایت سنجیدہ انتخاب کرتی ہے جو کتابین انھون نے ملک مین اس وقت تک پیش کی ہین وہ بلحاظ اپنی دلچسپی کے آپ اپنی نظیر ہین مجھے امید ہے کہ اُن کا قلم میدان بداعت مین اپنے جوہر دکھائیگا۔ اور اس کے بعد بھی وہ کوئی مفید اور دلچسپ تالیف پیش کرین گے۔

مرزا محمد ہادی عزیز

یکم فروری ۱۹۴۱ء لکھنؤ

بسم اللہ الرحمن الرحیم

تمہید

پھر جمع کر رہا ہون دلِ لخت لخت کو
عرصہ ہوا ہے دعوتِ مژگان کیے ہوے

صرف علوم و فنون ہین مین نہین بلکہ دنیا کی ہر بات مین اصلاح کی ضرورت ہی اگر کوئی چیز اصلاح پائی ہوئی نہ ہو تو گویا وہ اپنی اصلی حالت پر نہین ہی - یاد رکھنا چاہیئے کہ جس کلام اور خصوصاً کلام اصلاح شدہ نہین ہی اُسکا ہر دیکھنے والا اُستاد ہی اور جو اصلاح پا چکا ہی وہ اور اُسکا کلام دوسرون کو سبق دیتا ہی جسنے ایک کے آگے سرِ تلمذ خم کیا وہ بزم عالم مین سربلند ہی اور جو کسی ایک کے آگے سر جھکانے سے پہلوتہی کرتا ہی اسکی گردن سب کے سامنے نیچی رہتی ہی اور رہیگی اکثر حضرات بزعم ہمہ دانی جو کہ اِس زمانے مین بہت کثرت سے پائے جاتے ہین کسیکو اپنا کلام دکھانا اپنی توہین سمجھتے ہین - اِسکی بظاہر کئی وجہین ہین مگر ان سب کا ماخذ یہ ہی کہ وہ اپنے آپ کو خود ہی سب سے بہتر سمجھتے ہین اور اپنے کلام مین کوئی نقص نہین دیکھتے - حالانکہ جسقدر وہ اپنے کلام کو اعلیٰ جانتے ہین اُسی قدر وہ دنی ہوتا ہے یہان تک کہ ہر مشاعرے مین بیسیون اشعار بے معنی سننے مین آتے ہین اور یہ وہ بزرگ ہین جو صاحبِ تلامذہ اور مدعی اُستادی ہین مگر مشاعرے سے باہر نکلکر لوگ اُن اشعار پر مضحکہ کرتے ہین اور بجائے توقیع اُنکی تذلیل ہوتی ہے مگر وہ آتش کے اِس شعر کو خاطر مین نہین لاتے ؎

سن تو سہی جہاں میں ہے تیرا فسانہ کیا　　کہتی ہے تجھ کو خلق خدا غائبانہ کیا

اس خود رو جماعت نے مذاق فن کو اس قدر بگاڑ دیا ہے کہ وہ اشعار جو معانی سے خالی ہیں اُن پر مشاعرے میں چھینٹیں اڑتی ہیں اگر اُن سے پوچھا جائے کہ کیا سمجھے؟ "تو کچھ نہیں" مگر صرف یہ عقیدہ دلایا گیا ہے کہ بہت اچھا اور بلیغ شعر ہوگا۔ بعض حضرات مصرع اس قدر دور کے لگاتے ہیں کہ باہم ربط نہیں رہتا اس کو وہ کمال فن جانتے ہیں مگر اہل تحقیق میں یہ ننگ شاعری اور توہین فن ہے۔ ایک مصرع دوسرے مصرع کے ساتھ جزو لاینفک ہونا چاہیے ایک استاد کا قول ہے کہ اگر سکندر دو مصرعوں کو باہم چسپاں کر سکتا تو سد سکندری اپنی نامردی کے لیے نہ بناتا ؎

سکندر سد نمی بستی کہ نامش در جہان ماند　　دو مصرع را توانستے اگر با یکدگر بستن

بے اصلاحی غزلوں کا رواج اس قدر بڑھ گیا ہے کہ اب اصلاح لینا گویا فیشن کے خلاف ہو گیا ہے ایک مرتبہ حکیم ناطق نے لکھنؤ کے خوش گویوں سے کہا کہ آپ لوگ اپنے احباب کی ایک انجمن قائم کر لیجیے جس میں مشاعرے سے پہلے سب لوگ آپس میں ایک دوسرے کو غزل سنا لیا کریں تاکہ بعد کو مخالفین پر یورش کرنا آسان ہو۔ میں نے اور بعض احباب نے اُن سے یہ خواہش کی کہ آپ ایک تنقیدی رسالہ نکالیے جس کے مضامین سے یہ معلوم ہو جائیگا کہ اصلاح کے بغیر کیا نقائص رہ جاتے ہیں اور اصلاح کی کس قدر شدید ضرورت ہے موصوف نے اس شرط پر وعدہ کیا ہے کہ اگر یہ روش حسد پر محمول نہ کی جائے تو میں تیار ہوں۔ انھیں خرابیوں کی طرف جو اردو ادب کی تخریب و تنزلی میں جزو اعظم ہیں توجہ دلانے کی ضرورت سمجھ کر یہ ایک دلچسپ پیرایہ اختیار کیا گیا ہے جس کا منشا یہ ہے کہ حصۂ نظم کی آرائش ہو اور اسی رعایت سے اس کا نام "مشاطۂ سخن" رکھا گیا ہے۔ "مشاطۂ سخن" جسے اب آپ دیکھنے والے ہیں اس کے لیے میں اتنی سفارش ضرور کر سکتا ہوں کہ یہ کتاب اپنی نوعیت کے لحاظ سے دنیائے ادب میں پہلی کتاب ہے جو ادا شناسوں کے سامنے زیور معانی سے آراستہ ہو کر ایک نئے انداز سے جلوہ آرا

بزم ادب ہوتی ہے۔

اسمین شک نہین کہ سخن گوئی سے سخن فہمی مشکل اور بہت زیادہ مشکل ہی شعر کہنا آسان مگر شعر کا سمجھنا دشوار۔ اساتذۂ فن کے کلام سے اس امر کا اندازہ تو کیا جا سکتا ہو کہ وہ کیا کہتے تھے اور کیسا کہتے تھے لیکن انکی وسیع النظری کا اندازہ صرف اصلاح ہی ایک چیز ہو جس سے کیا جا سکتا ہو یہی ایک بات دیکھنے کی ہو کہ شاگرد نے کیا کہا اور اُستاد نے کیا بنایا۔ اصلاح دینا کوئی معمولی بات نہین اصلاح سخن کی قوت قدرت نے ہمیشہ مخصوص افراد کو عطا کی ہو جو اس وقت انگلیون پر شمار کیے جاتے ہین صلاح مین جن جن باتونکا خیال اور لحاظ رکھا جاتا ہو اُن کو اگر مین تحریر کرون تو طوالت تحریر کا خیال ہو مگر مختصر یہ کہ فصاحت، بلاغت، تاثیر زبان، محاورہ، تعقید لفظی و معنوی، ترکیب، بندش، چستی، نشست الفاظ، روانی، سلاست، موزونیت، متروکات، اور جملہ ظاہری و باطنی عیوب و محاسن سب ہی باتین اصلاح کے وقت دیکھی جاتی ہین اور یہ سب باتین وہی دیکھ سکتا ہو جسے قدرت نے ایسا ہی دل و دماغ عطا کیا ہو۔

اس جدید تالیف کا خیال ایک زمانہ سے میرے دل مین تھا جسمین شاگردون کے کلام پر اساتذۂ فن کے اندازہ و طریقہ اصلاح کا تذکرہ اور نمونہ اصلاح کے ساتھ وجہ اصلاح بھی ہو۔ اس قسم کی تالیف بظاہر کوئی اہم چیز نہین اور ممکن ہو کہ بعض کے نزدیک کچھ وقع بھی نہ ہو لیکن مین اسکو اہم اور نہایت اہم سمجھتا ہون میرا اعتقاد ہو کہ اساتذہ فن کے کمال فن پرداز فکر، انداز خیال اور الفاظ محاورات کے طریقہ استعمال کی جانچ کرنے اور اس سے فائدہ اُٹھانے کا اس سے بہتر کوئی دوسرا ذریعہ نہین۔

اپنے رنگ مین اس نئی تالیف کا خیال جب میرے دل مین موجزن ہوا ہو تو اس کے ساتھ ہی یہ مشکلین بھی پیش نظر تھین کہ جن اساتذہ مسلم الثبوت اور کاملین فن کی اصلاحین مدنظر ہین اُن کو تو زمانہ نے خاک مین ملا دیا جو دو چار باقی ہین وہ بجھتے ہوئے چراغون کی طرح ایسے گوشۂ کس مپرسی مین پڑے ہوئے ہین کہ انکو روشن

کرنے یا اُن سے روشنی لینے کی اِس نئی روشنی کے زمانے مین کسیکو پروا بھی نہین۔ اگر اسی طرح زمانہ کا ایک ورق اور اُلٹا تو اِن کے جواہر کمالات بھی صفحۂ ہستی سے حرف غلط کی طرح مٹ جائین گے اور آنیوالی نسلین اس نعمت غیر مترقبہ سے ہمیشہ کے لئے محروم رہجائین گی ہر چند کلام اِن باکمال بزرگون کا موجود ہے جن سے اِن کی علمی ادبی یادگارین قائم ہین مگر ان سے اِن کے جواہر کمالات کا صحیح اندازہ ناممکن ہی۔ مین جس شعبہ کو اِس وقت دکھانا چاہتا ہون وہ صرف "اصلاح" ہے اِن کے کلام کے دیکھنے سے اِس مقصود کا حق پورا ادا نہین ہوسکتا اور نہ اِس لطف کا عالم زمانہ دیکھ سکتا ہے جو مین دکھانا چاہتا ہون۔

اِن اصلاحون سے نومشق تو کیا کہنہ مشق شعرا بھی مستفید ہوسکتے ہین نیز ہر استاد کی اصلاح اُس زمانے کے مذاق کے نقطۂ نظر سے دیکھنا چاہیے۔ صرف ایک لفظ کی ترمیم سے شعر کو زمین سے آسمان پہ پہنچا دینا ایسے ہی باکمال اُستادانِ فن کا حصّہ ہے۔ اَب آپ کو یہ بھی بتادون کہ "مشاطۂ سخن" مین کن کن باکمال بزرگون کی اصلاحین مجھے مل سکین یہ بزرگ بھی وہ بزرگ ہین جن کی کوششون سے ہماری ملکی زبان کا لفظ لفظ اور حرف حرف گرانبار احسان ہی۔ اُنکی اصلاحون کا اس گمنامی کے ساتھ صفحۂ ہستی سے مٹ جانا کچھ کم افسوس کی بات نہ تھی مین تو یہ کہونگا کہ ایسی چیزونکا مٹ جانا حقیقتہً ایک غم ناک علمی حادثہ ہے۔

مصحفی، خلیق، آتش، ناسخ، اسیر، ذوق، غالب، مومن، انیس، دبیر، نسیم دہلوی، نواب عاشور علیخان عاشور، آغا حجو ہندی، مفتی میر عباس مجتہد، امیر، منیر، داغ، تسلیم، جلال، شوق، جلیل، ناطق، ریاض، شاد، رشید، جاوید، جگر، لطافت وغیرہ۔ اِن باکمال بزرگون کی اصلاحین زمین شعر کے پیچیدہ راستون مین خضر راہ بنکر ہمین صحیح راستہ بتائین گی ہماری معلومات مین معتدبہ اضافہ کرین گی کلام کی خوبی اور صحت وسقم کی کیفیت ہماری آنکھون کے سامنے بلاتش

کر دین گی اور زبان اُردو کی ترقی اور اصلاح کا طلسم اِن سے کھل جائے گا وہ نازک مسائل جو برسون کسی سخنور کامل کی صحبت مین رہ کر بھی نہ معلوم ہون چشم زدن مین نظر کے سامنے آجائین گے۔ یہ کتاب سخن سنجون کو ایک شفیق استاد کا کام دے گی اور سخن فہمون کے لئے تو ایک عجیب اور دلچسپ منظر ہوگا۔ ان خیالات اور زبان اُردو کی محبت نے مجھے اُبھارا اور اس دھن مین دیوانہ وار لکھنؤ کی گلیون کی خاک چھاننے لگا، یہ بکھرے ہوے موتی جس محنت اور کاوش سے یکجا کئے گئے ہین اُس کا صحیح اندازہ وہی حضرات کر سکتے ہین جن کو میدان علم وادب مین اُترنے کا موقع ملا ہے اور خود بھی جو اپنی تصنیف و تالیف سے تشنہ کامان ادب کی پیاس بجھاتے رہتے ہین، مجھے افسوس کے ساتھ یہ کہنا پڑتا ہے کہ اکثر وہ حضرات جو ملک مین مستند اور مسلم الثبوت استاد کہے جاتے ہین اُن کو ایسے ادبی کامون سے ذرا بھی دلچسپی نہین بعض لکھنؤ کے مقتدر شعرا نے نہایت سرد مہری سے کام لیا وہ چاہتے تو بہت کچھ عمدہ ذخیرہ بہم پہنچا سکتے تھے مگر سہل انکاری کا خدا بھلا کرے کہ صرف دو فقرے کہکر مجھے ٹال دیا کہ مسودے گم ہو گئے خیر یہ عذر تو ایک حد تک قابل تسلیم بھی تھا مگر بعض بزرگون سے یہ سُن کر سخت تعجب ہوا کہ ابتدا سے آج تک میرے کلام پر اُستاد نے قلم ہی نہین اُٹھایا گویا (مادرزاد استاد پیدا ہوے) اس جملے پر مجھے بے اختیار ہنسی آگئی۔

ملک مین جابجا شاگردان امیر و داغ، جلال تسلیم۔ وغیرہ کو خطوط لکھے مگر نہین بہت کم حضرات ایسے تھے جنھون نے میری ناچیز استدعا پر توجہ فرمائی۔ ہان جن حضرات نے اپنے کلام پر اپنے اُستادون کی اصلاحین مرحمت فرمایئن اُن کا شکریہ ادا کرنا کفران نعمت ہے۔ سب سے پہلے ہمارے محترم دوست جناب سید محمد نوح صاحب شہپر تعلقدار و رئیس مچھلی شہر نے حضرت منیر مرحوم کی اصلاحین مجھے مرحمت فرمایئین۔ جناب عابد حسین صاحب عابد سہسوانی جو پہلے حضرت اسیر مرحوم کے شاگرد

تھے اُن کے بعد جناب امیر مینائی رح کو اپنا کلام دکھانے لگے اُن کے کلام پر اسیر و امیر کی جسقدر اصلاحیں تھیں سب میرے حوالے کین۔ جناب سید زاہد حسین صاحب زاہد رئیس سہارنپور تلمیذ حضرت امیر مینائی نے حضرت اقدس کی اصلاحین اور اُنھین کے دست مبارک کی لکھی ہوئی وجوہ اصلاح نقل کر کے ارسال فرمایئن۔ مُحبّی ضمیر الدین احمد صاحب عرش گیاوی مؤلف حیات تسلیم نے بھی حضرت تسلیم کی اصلاحین اور خود منشی صاحب کے قلم کے لکھے ہوے نوٹ نقل کر کے میرے پاس بھیجے۔ جناب حکیم عابد علی صاحب کوثر خیرآبادی جناب ضمیر حسن خانصاحب دل شاہجہان پوری جناب سید تصدق حسین خانصاحب قرار شاہجہان پوری جناب ماسٹر باسط علی صاحب باسط بسوانی جناب مرزا واجد حسین صاحب یاس عظیم آبادی جناب مولوی عبدالغفور صاحب شہرت استھانوی بہاری۔ مولوی انعام اللہ خان صاحب عارف منصرم کمشنری لکھنؤ اور مولوی عبدالرحیم صاحب کلیم کا مین دل سے شکر گزار ہون کہ اِن حضرات نے توجہ فرما کر اپنی اپنی اصلاحین مجھے مرحمت فرمایئن جو مشاطۂ سخن کی زیب و زینت مین صرف کی گیئن۔

مجھے زبان اُردو سے محبت ہے اسکی خدمت جہان تک میرے امکان مین ہے کرنے کی ہمیشہ کوشش کرتا ہون اور تازیست انشاءاللہ کرتا رہون گا۔ اسوقت جہانتک اصلاحین اساتذہ سابق و حال کی مجھے سعی اور کوشش سے مل سکین اُن کو کتابی صورت مین ملک کے سامنے پیش کرنے کی عزت حاصل کرتا ہون اور جو کچھ ملجایئن گی انشاءاللہ اگر حیات مستعار باقی ہے تو طبع آیندہ مین اس کا اضافہ ہوگا۔ اِسیقدر اصلاحین جس محنت اور کاوش سے مجھے دستیاب ہوئی ہین وہ کچھ میرا ہی دل جانتا ہے ایک مصرع پر بھی اگر کسیکی اصلاح سن لی اسکو منت خوشامد سے جسطرح ممکن ہوا حاصل کیا۔ بقول ذوق مرحوم ؎

یون لائے وان سے ہم دلِ صد پارہ ڈھونڈھ کر ۔۔۔ پایا پڑا جہان کوئی ٹکڑا اُٹھا لیا

برسون کی کوشش اور محنت مین آتنی اصلاحین فراہم کر سکا اب دیکھنا ہو کہ
اِن جواہر پارون کی ملک کیسی قدر کرتا ہے اور اہل مذاق "شاطۂ سخن" کے لئے کیا داد
پاس کرکے مولف کی ہمت افزائی کرتے ہین۔ اسمین کوئی شبہہ نہین کہ مین نے "شاطۂ سخن"
کے چھپوانے مین بہت عجلت سے کام لیا مگر میرے بعض سخن سنج دوستون نے مجھے مجبور کیا
کہ کتاب ملک مین جلد پیش کی جائے خدا کرے اہلِ ملک اِسے محبت بھری نگاہ سے
دیکھین کہ میری ہمت افزائی ہو اور آیندہ اس سے بھی زیادہ کوئی مفید کام کرنے کی
ہمت کرون۔

آخر مین اپنے عزیز بھائی حضرت محوی کا بھی شکریہ نہ ادا کرنا بھی ایک قسم کی
ناسپاسی ہے جنھون نے نہایت شوق اور دلی مسرت سے میرے خیال کی تائید کرکے
حوصلہ بڑھایا اور "شاطۂ سخن" کا نیر مقدم نہایت دلچسپ پیرایہ مین تحریر فرمایا جو
شاطۂ سخن کے لئے ایک خوش نما زیور ہے۔

اور خصوصیت سے مین سید ابوالعلا مولوی حکیم سید احمد صاحب ناطق لکھنوی
کا ممنون ہون جنھون نے بہت زیادہ مدد دی۔

مین اپنے محترم دوست مرزا محمد ہادی صاحب عزیز لکھنوی کا بھی شکریہ
ادا کرتا ہون کہ مرزا صاحب موصوف نے باوجود ناسازی مزاج "شاطۂ سخن"
کا مقدمہ لکھا اور خوب لکھا۔

خاکپائے شاعران
بے ہنر صفدر مرزاپوری

شیخ غلام ہمدانی مصحفی

خواجہ آتش ؎

تری تقلید سے کبکِ دری نے ٹھوکریں کھائیں — چلا جب جانور پریوں کی چال اُسکا چلن بگڑا

اُستاد مصحفی نے دوسرے مصرع میں "پریوں" کو اڑا کر "انسان" بنایا۔ اب اِس شعر کو یوں پڑھیے ؎

تری تقلید سے کبکِ دری نے ٹھوکریں کھائیں — چلا جب جانور "انسان" کی چال اُسکا چلن بگڑا

پہلے مصرع میں کہا گیا ہے کہ تری تقلید سے کبک دری نے ٹھوکریں کھائیں۔ آتش نے معشوق کو پری کہا۔ مگر اصلاح میں اُستاد نے انسان بنایا اب انسان اور جانور کا تقابل لطف دے گیا۔

آتش ؎

سختیِ ایام ہو میرے لئے سامانِ عیش — سنگِ در کو بھی سمجھتا ہوں میں زانوے حور کا

اصلاح ؎

سختیِ ایام ہے میرے لئے سامانِ عیش — خشتِ بالیں کو سمجھتا ہوں میں زانوے حور کا

بجائے "سنگِ در" کے "خشتِ بالیں" بنایا سنگِ در سے زانوے حور کو بقدر مناسبت نہ تھی سنگ در سر ٹیکنے کے لئے زیادہ مستعمل ہے اور خشتِ بالیں تو اِس معنی کے لئے سانچے ہی میں ڈھلی ہوئی ہے۔

آتش ؎

درماں سے اور درد دوبالا ہوا دوچند — مرہم سے زخم سینہ میں ناسور پڑ گیا

اصلاح ؎

درماں سے اور درد دوبالا ہوا دوچند — مرہم سے داغ سینہ میں ناسور پڑ گیا

اُستاد نے بجائے "زخم" کے "داغ" بنایا داغ سے کسقدر شعر میں ترقی پیدا

ہو گئی زخم و داغ مین جو نازک فرق ہے وہ ماہرین فن ہی خوب سمجھ سکتے ہین استاد کی
اصلاح ہے۔

آتش ؎

داغ دل خون جگر ہے نعمت الوان عشق — سیر اپنی جان سے ہوتے ہین مہمان عشق

اصلاح ؎

داغ دل زخم جگر ہے نعمت الوان عشق — سیر اپنی جان سے ہوتے ہین مہمان عشق

اُستاد نے بجائے "خون جگر" کے "زخم جگر" بنایا خوان نعمت مین پینے کی چیز سے کھانے کی شے زیادہ وزن ہے اسلیئے خون سے زخم بہتر۔

نوٹ ۔ یہ اصلاحین مولوی فصیح اللہ صاحب وفا فرنگی محلی لکھنوی مرحوم تلمیذ صبا لکھنوی سے مولف نے سُنین جلو صدہا ایسی اصلاحین یاد تھین افسوس کہ قبل ترتیب "مشاطۂ سخن" اُن کا انتقال ہو گیا۔

میر مستحسن خلیق

میر انیس مرحوم کی نومشقی کا زمانہ تھا ایک مرثیہ مین ایک بند جناب سکینہؑ کی زبان سے جس کا مفہوم یہ تھا کہ وہ گریہ وزاری کے ساتھ فریاد کر رہی ہین اس بند کا آخری مصرع یہ تھا (ع) شمر خنجر لیئے آتا ہے مرے باپ کے پاس۔

میر خلیق مرحوم نے مذکورہ بالا مصرع سُن کر انیس سے سوال کیا کہ جناب سکینہ کا کیا سن اُس وقت تھا؟ آپ نے جواب دیا کہ ڈھائی یا تین سال کا۔ پھر آپنے فرمایا کہ ایسی صغر سنی مین یہ امتیاز کہ یہ شمر ہے خلاف فطرت ہے اس مصرع کو یون بنا دو۔

؎ اس اصلاح کو مولف نے حکیم عنایت حسین صاحب بارق لکھنوی سے سُنا جو ایک ذی علم اور معمر بزرگ ہین۔

(ع) کوئی خنجر لیئے آتا ہے مرے باپ کے پاس۔ اللہ اللہ کیا اصلاح دی۔ پختہ مغزانِ سخن اس "کوئی" کی بلاغت کو ملاحظہ فرمایئں اور اس مذاق سلیم کی داد دین۔

صاحب آبحیات لکھتے ہین کہ میر انیس مرحوم فرماتے تھے کہ والد میرے گھر مین تشریف رکھتے تھے مین ایک مرثیہ مین وہ روایت نظم کر رہا تھا کہ جناب امام حسینؑ عالم طفولیت مین سواری کے لئے ضد کر رہے تھے جناب آنحضرتؐ تشریف لائے اور فرط شفقت سے خود جھک گئے کہ آؤ سوار ہو جاؤ تاکہ پیارے نواسے کا دل آزردہ نہ ہو، اس موقع پر ٹیپ کا دوسرا مصرع کہہ لیا تھا۔ ع۔ اچھا سوار ہو جیئے ہم اونٹ بنتے ہین۔ پہلے مصرع کے لئے الٹ پلٹ کرتا تھا جیسا کہ دل چاہتا تھا ویسا برجستہ نہ بیٹھتا تھا۔ والد نے مجھے غور مین غرق دیکھکر پوچھا کہ کیا سوچ رہے ہو؟ مین نے مضمون بیان کیا اور جو مصرع خیال مین آئے تھے پڑھے۔ فرمایا یہ مصرعِ لگا دو (ذرا زبان کی لطافت تو دیکھو)

جب آپ روٹھتے ہین تو مشکل سے منتے ہین   اچھا سوار ہو جیئے ہم اونٹ بنتے ہین

خواجہ حیدر علی آتش[1]

میر دوست علی خلیل خواجہ صاحب کے ارشد تلامذہ مین سے تھے ایک مشاعرے مین خلیل نے بلا اصلاح غزل پڑھی آتش کو بھی یہ خبر پہنچ گئی۔ مشاعرے کے دوسرے دن خلیل خواجہ صاحب کی خدمت مین حاضر ہوئے یہ چلے ہوئے تو بیٹھے ہی تھے۔ پوچھا رات کو مشاعرے مین کیا غزل پڑھی تھی۔ خلیل نے نہایت فخر کے ساتھ یہ مطلع پڑھا ؎

مدت کے بعد آج وہ لے مہربان سے   دل کی کہون جو بیان کی مجکو امان ملے

[1] اس لطیفہ کو مولف نے حضرت ناطق لکھنوی سے سنا۔ جو بیان فرماتے تھے کہ مرزا امیر بیگ لکھنوی سے مین نے سنا جنکی چشم دید یہ واقعہ تھا۔

سُنتے ہی منھ بنا کر یون فرمایا کہ یہ جو جان " آپ کی خالہ کا نام تھا،
خلیل بہت دیر تک سناٹے مین رہے پھر پوچھا کہ آخر کیا ہوتا۔ جواب دیا اِس سے
بہتر تو یہی تھا ؎

مدت کے بعد آج وہ اے مہربان ملے دلکی آہو نگاجان کی مجکو امان ملے

میر وزیر علی صبا مرحوم نے جلا دکبھی ۔ بیداد کبھی اِس طرح مین غزل کہی اور خواجہ
آتش مرحوم سے صلاح لینے آئے ۔ خواجہ صاحب کا عام قاعدہ صلاح کا یہ تھا کہ
شاگرد غزل پڑھتا تھا جو شعر بنانے کا ہوتا تھا بنا دیتے تھے اور جو شعر درست ہوتا اُس پر
"ہُون" کر دیتے تھے اور جو شعر زیادہ پسند آتا اُسکی داد بھی دیتے ۔ صبا مرحوم اپنی غزل
سُنا رہے تھے جب یہ شعر پڑھا ؎

فصلِ گل مین مجھے کہتا ہے کہ گلشن سے نکل ایسی بے پر کی اُڑاتا نہ تھا صیاد کبھی

اسپر بھی حسب معمول خواجہ صاحب نے ہون کہکر ٹالنا چاہا مگر میر صاحب نے
کہا حضرت مین نے یہ شعر خون جگر کھا کر کہا ہے (مطلب یہ تھا کہ داد دیجیے) فرمایا پھر پڑھیے
جب اُنھون نے دوبارہ پڑھا آپ نے فرمایا کہ پہلا مصرع یون بنا دیجیے ؎

پر کتر کر مجھے کہتا ہے کہ گلشن سے نکل ایسی بے پر کی اُڑاتا نہ تھا صیاد کبھی

صبا کے مصرع مین بے پر کی اُڑانے کا کافی ثبوت نہ تھا۔ اب ان دو لفظون
کے بدل جانے سے شعر مین کسقدر حسن پیدا ہو گیا اور بے پر کی اُڑانے کا کافی ثبوت ملگیا
سبحان اللہ کیا خوب بنایا۔

صبا ؎

اے صبا جذب پہ جسدم دلِ ناشاد آیا اپنی آغوش مین وہ بانیٔ بیداد آیا

اصلاح ؎

اے صبا جذب پہ جسدم دلِ ناشاد آیا اپنی آغوش مین اُڑکر وہ پریزاد آیا

اِس اصلاح سے مطلع مین کتنی ترقی پیدا ہو گئی ۔ صبا کی مناسبت سے اُڑکر

...پر نزاد آیا. کیا خوب بنایا۔

صبا ؎

...نب دشت جو میں چاک گریبان نکلا کوہ فرہاد سے مجنون سے بیابان نکلا

اصلاح ؎

...سے وحشت میں جو میں چاک گریبان نکلا کوہ فرہاد سے مجنون سے بیابان نکلا

"گھر سے وحشت میں" یہ ٹکڑا اُستادانہ رکھ دیا جس سے مطلع کتنا بلند ہو گیا اب ...م دونوں مصرعوں میں کس قدر ربط پیدا ہو گیا۔ قیس و فرہاد کے لیے وحشت ہی کا لفظ ...سب تھا۔

صبا ؎

...ی نے بات نہ پوچھی ملال لیکے چلے لحد میں ساتھ ہم اپنا کمال لیکے چلے

اصلاح ؎

...ی نہ قدر ہوئی یہ ملال لیکے چلے لحد میں ساتھ ہم اپنا کمال لیکے چلے

کمال کے لیے قدر ہی کی ضرورت تھی "یہ" کا لفظ بھی بڑھایا جب تک یہ کا لفظ ...توا شعر کا صحیح مفہوم ادا نہ ہوتا تھا۔ اور جو مغالطہ صبا کے شعر میں پیدا ہوتا تھا کہ ملال ...کو کمال سے تعبیر کیا ہے وہ اَب نہ رہا۔

صبا ؎

...یب میں نہ گریبان میں تار باقی ہے یہ سُن رہا ہوں کہ فصلِ بہار باقی ہے

اصلاح ؎

...یب کا ہے نہ دامن کا تار باقی ہے جنون کا جوش ہی فصلِ بہار باقی ہے

پہلے مصرع میں جیب و گریبان" کے بجائے "نہ جیب کا ہے نہ دامن کا" بنایا ...رے مصرع میں جنون کا جوش بڑھایا جیب و دامن کے چاک کرنے کے لیے جوش جنون ...ضرورت تھی اور فصلِ بہار میں جوش جنون کا ہونا لازمی ہے۔ اِس اصلاح سے شعر میں

کس قدر ترقی ہوگئی،

صبا ؎

ہزار بار قیامت اُٹھائی نالون نے　　گر ہنوز شب انتظار باقی ہے

اصلاح ؎

ہزار بار قیامت گزر گئی ہمپر　　مگر ہنوز شب انتظار باقی ہے

قیامت گزر گئی ہمپر - اس ٹکڑے نے شعر کو زمین سے آسمان پر پہنچا دیا۔ اے سبحان اللہ

صبا ؎

فصل گل اے صبا جب آتی ہے　　ہم کو سودا ضرور ہوتا ہے

اصلاح ؎

صبا کے پہلے مصرع مین تعقید تھی۔ اصلاح سے انتہائی بے ساختگی اور فصاحت پیدا ہوگئی - اور تعقید کا عیب بھی رفع ہو گیا۔

لکھنؤ کے ایک معرکۃ الآرا مشاعرے مین حسن اتفاق سے آتش و ناسخ مع اپنے شاگردون کے تشریف لائے۔ میان مصحفی اُستاد آتش مرحوم سے بھی وعدہ تھا مگر وہ ابھی مشاعرے مین نہ آئے تھے۔ مشاعرہ شروع ہوا ایک نومشق کمسن لڑکے نے ایک مطلع پڑھا وہ مطلع یہ تھا ؎

جس کم سخن سے مین کرون تقریر بول اُٹھے　　مجھ مین کمال وہ ہے کہ تصویر بول اُٹھے

اِس پر مشاعرے کی چھتین اُڑ گیئن اور ناسخ مرحوم نے کئی بار اِس مطلع کو پڑھوایا اور اس لڑکے کی خلاف معمول بے حد داد دی۔ اِس کے پڑھ لینے کے بعد میان مصحفی بھی تشریف لائے۔ اہل بزم تعظیم کے لیئے اُٹھ کھڑے ہوے اور صدر مین آپ کو جگہ دی شیخ صاحب نے اپنے دل مین یہ عزم کر لیا کہ جب اُستاد مصحفی کی باری آئے تو مین انکو نیچا دکھاؤن۔ چنانچہ جب سب کے

نوٹ یہ اصلاحین مولوی فصیح اللہ صاحب فرنگی محلی لکھنوی سے مولف کو ملین۔

خر مین شمع گردش کرتی ہوئی اُنکے سامنے آئی۔ ناسخ نے کہا کہ اُستاد آپ کے شریف لانے کے قبل (لڑکے کی طرف اشارہ کرکے) اس لڑکے نے ایسا بیمثل مطلع پڑہا جس کی تعریف مین زبان قاصر ہے مصحفی نے کہا ہان میان پڑہا ہوگا کہا کہ میری خواہش ہے کہ آپ بھی سن لین یہ کہکر اشارہ کیا اور ان کے ایک شاگرد نے اُستاد مصحفی کے آگے سے شمع اُٹھا کر اس لڑکے کے آگے رکھ دی اور لڑکے سے مخاطب ہوکر کہا کہ میان ذرا اپنا مطلع اُستاد کو بھی سُنا دو اُس نے پھر وہی مطلع پڑہا۔ آتش مرحوم اپنے اُستاد کے آگے سے شمع اُٹھوا لینے پر آگ ہوگئے اور ناسخ سے مخاطب ہوکر کہا کہ کیا ایک غلط مطلع پر اس قدر ناز کیا جاتا ہے تصویر کا کم سخن ہونا دور از قیاس ہے۔ اُسی وقت اصلاح دے کر لڑکے سے مخاطب ہوکر کہا کہ میان اِسے یون پڑھو ؎

اُس بیزبان سے مین کرون تقریر بول اُٹھے | مجھ مین کمال وہ ہے کہ تصویر بول اُٹھے

آتش مرحوم کی اس جودت طبع پر میان مصحفی دل مین اُچھل پڑے۔ اور ناسخ صاحب صورت تصویر خاموش ہوگئے۔ فی البدیہ ایسی اصلاح دینا واقعی آتش ہی ایسے اُستاد کا حصہ تھا۔

ایک مُشاعرے مین خواجہ آتش مرحوم نے طرح کی غزل مین یہ مطلع پڑھا

سُرمہ منظور نظر ٹھہرا جو چشم یار کو | نیل کا گنڈا پنہایا مردم بیمار کو

شیخ ناسخ بھی شریک بزم تھے۔ نیل کا گنڈا سُن کر کہا کہ کیا خوب نیل کا گنڈا پنھایا مردم بیمار کو۔ پھر ارشاد ہو۔ آتش فوراً سمجھ گئے کہ یہ تعریف طعن سے کی گئی اُسی وقت دوسرے مصرع پر اصلاح دے کر دوبارہ یون پڑھا ؎

سرمہ منظور نظر ٹھہرا جو چشم یار کو | نیلگون گنڈا پنھایا مردم بیمار کو

فوراً سر بزم معترض کے اعتراض کو سمجھکر دفعتاً اصلاح دینا آتش کے

نوٹ یہ اصلاح عام طور سے مشہور اور اہل لکھنؤ کی زبانون پر ہے۔

خیالات کی تیزی اور شوخیٔ طبع کی ایک ایسی مثال ہے جس سے زیادہ کسی دوسرے شاعر مین نہین ہو سکتی۔ نواب سید محمد خان صاحب رند لکھنوی تلمیذ خواجہ آتش مرحوم کا شعر یہ تھا۔

پھر لیچلا ہو دل مجھے بتخانے کی طرف اب ساکنان کعبہ ہمارا اسلام ہے

اصلاح ؎

پھر کھینچتی ہے الفتِ بت دیر کیطرف لو ساکنانِ کعبہ ہمارا اسلام ہے

"پھر کھینچتی ہے الفتِ بت" ؟ اس ٹکڑے کی کیا تعریف ہو سکتی ہے۔ رند کے پہلے مصرع مین اس کی وضاحت نہ تھی کہ کیون دل بتخانے کی طرف لیچلا۔ اصلاح سے یہ بات پیدا ہوئی کہ الفتِ بت دیر کی طرف کھینچتی ہے۔ دوسرے مصرع مین لو ساکنانِ کعبہ ہمارا اسلام ہے۔ اُستاد کامل نے "لو" کا لفظ ایسا رکھ دیا کہ بلاغت زبان کا سکہ بٹھا دیا جس کے دو پہلو اور دونون پُرلطف یعنی ساکنان کعبہ لو ہمارا اسلام ہے اور دوسرا پہلو ظاہر ہے کہ ایسے موقع پر "لو" کا لفظ کیسا برمحل ہے اور محاورہ مین کس قدر ڈوبا ہوا ہے۔ جیسے لو ہم جاتے ہین۔ لو وہ آگئے وغیرہ وغیرہ[1]

پنڈت دیا شنکر نسیم لکھنوی مصنف گلزار نسیم تلمیذ خواجہ آتش کا شعر یہ تھا ؎

قلیان پئے مشکبو دھوان دھار بیڑے پچکے پان کے مزیدار

اصلاح ؎

قلیان پئے مشکبو دھوان دھار بیڑے چکھے بہت مزیدار

خواجہ آتش کی یہ اصلاح نسیم نے قبول نہ کی اور مثنوی مین اپنا ہی شعر رہنے دیا۔ اس شعر پر مولانا عبدالحلیم صاحب شرر نے بھی اردوے معلی علی گڈھ مین اعتراض کیا تھا جس کا جواب پنڈت برج نرائن چکبست نے نہایت قابلیت سے

---

[1] یہ اصلاح خواجہ محمد صفر صاحب صفر لکھنوی سے مؤلف کو ملی۔

یا ہے۔ مگر مولف کے خیال ناقص مین صرف پیڑے کہدینا کافی تھا۔ پان کے پیڑے
ھی کہتے ہین جس کی کئی مثالین چکبست نے پیش کی ہین۔ مگر اصل اعتراض مولانا کا
چکھے اور چکھے پر تھا (چکھے) کی جگہ (چکھے) بقول مولانا شرر غیر فصیح ہی نہین غلط ہے)
س کی تردید مین پنڈت صاحب تحریر فرماتے ہین کہ "اس موقع پر لفظ (غلط) کن
عنی مین استعمال کیا ہے۔ ظاہر ہے کہ سودا وغیرہ نے (چکھا) برابر نظم کیا ہے"
مگر باوجود کوشش کے کوئی شعر میر یا سودا کا مثال مین پیش نہ کرسکے۔ اس لفظ کا غیر
صیح ہونا تو خود بھی تسلیم کرتے ہین۔ مگر مین کہتا ہون کہ واقعی غلط ہے۔

رندؔ ؎

کب تک ڈٹے رہوگے بتو نکی گلی مین رندؔ تلوار کھینچو بھیڑ ہٹے راستہ ملے

اصلاح ؎

کب تک ڈٹے رہوگے بتون کی گلی مین رندؔ تلوار کھینچو بھیڑ چھٹے راستہ ملے

دوسرے مصرع مین استاد نے بجائے "ہٹے" کے "چھٹے" بنایا جس سے
شعر مین کس قدر ترقی پیدا ہوگئی۔ تلوار کے کھینچنے کی مناسبت سے "چھٹے" کا لفظ
کس قدر موزون بنایا گیا۔

رندؔ ؎

مرگیا خاک ہوا گو مرا مدفن نہ رہا تیرا کھٹکا بھی تو برق شر افگن نہ رہا

اصلاح ؎

جل گیا خاک ہوا گو مرا مدفن نہ رہا خوف تیرا بھی تو برق شرر افگن نہ رہا

پہلے مصرع مین بجائے "مرگیا" کے "جل گیا" برق شرر افگن کی مناسبت سے
دیا دوسرے مصرع مین بجائے "تیرا کھٹکا" کے "خوف تیرا بھی" بنایا جس سے مصرع مین

نوٹ۔ یہ اصلاحین مولوی فصیح اللہ صاحب فا مرحوم فرنگی محلی تلمیذ صبا مرحوم سے مولف کو ملین۔

سلاست اور روانی پیدا ہوگئی۔ یہ محل "کھلے" کا نہیں تھا بلکہ خوف ہی کا تھا، جو اُستادِ کامل نے بنا کر مطلع کو بلند کر دیا۔

شیخ امام بخش ناسخ

فتح الدولہ بہادر برق ایک دن اپنے اُستاد شیخ ناسخ مرحوم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ یہ وہ زمانہ تھا کہ جب برق مرحوم کا کلام اصلاح سے مستغنی ہو چکا تھا اور ان کی اُستادی کے ڈنکے لکھنؤ میں بج رہے تھے۔ اُستاد نے پوچھا کہ آجکل کوئی نئی غزل کہی ہے؟ برق نے کہا جی ہاں۔ کل شب کو ایک مشاعرے میں مزار میں، بہار میں، (اس طرح میں) ایک غزل پڑھی تھی جس کا ایک شعر مشاعرہ میں بہت پسند کیا گیا اور اہل بزم نے بے انتہا داد دی، شیخ صاحب نے کہا بھئی ہمیں بھی سناؤ۔ آپ نے نہایت فخر کے ساتھ یہ شعر پڑھا[1]

اُس گُل نے ایک رات جو پہنا تو بس گیا　　　بوئے گلاب آتی ہے موتی کے ہار میں

شیخ صاحب سن کر چپ ہوگئے۔ برق کا دل تڑپ اٹھا کہنے لگے کیا حضرت اس میں کوئی نقص ہے کہ آپ خاموش ہوگئے۔ فرمایا ہاں بھئی یہی سوچ رہا ہوں اول تو گلاب کے لغوی معنی عرق گُل کے ہیں، دوسرے گلاب کے پھولوں کا ہار سوائے اُن لوگوں کے جو کسی مندر یا مٹھ کے پوجاری ہوں کوئی اور نہیں پہنتا میں نے تو کسی شریف مرد آدمی کو گلاب کے پھولوں کا ہار پہنے نہیں دیکھا۔ ان اعتراضوں

[1] اس اصلاح کو مولف نے حکیم عنایت حسین صاحب بارق لکھنوی سے سنا جو کہ ایک ذی علم اور معمر بزرگ ہیں وہ فرماتے تھے کہ میں نے اس اصلاح کا ذکر حکیم مسیحا تلمیذ ناسخ مرحوم سے سنا جن کے سامنے یہ اصلاح دی گئی،

کے بعد فرمایا کہ سامنے کی بات ہے دوسرے مصرع کو یون بنادو۔ مصرع

بو موتیئے کی آتی ہے موتی کے ہار مین

اللہ اللہ کیا اصلاح دی ہے۔ موتی اور موتیئے سے جو مناسبت ہو ظاہر ہو۔ بقول ناسخ مرحوم جب گلاب ہندی ہی تو مصرع ثانی مین اضافت کیسی؟ یہ نقص بھی اصلاح سے رفع ہو گیا۔

خواجہ وزیر ؎ غضب ہوا کہ کسی سنگدل پہ دل آیا الٰہی خیر کہ شیشہ گرا ہے پتھر پر

اصلاح ؎ غضب ہوا کہ بتِ سنگدل پہ دل آیا خدا بچائے کہ شیشہ گرا ہے پتھر پر

پہلے مصرع مین سنگدل کی رعایت سے بُت کا لفظ اور دوسرے مصرع مین بجائے "الٰہی خیر" کے "خدا بچائے" بنا دیا حالانکہ الٰہی خیر سے بھی وہی مفہوم ادا ہوتا تھا مگر خدا بچائے نے ایک قسم کی دلاویزی پیدا کر دی اور الٰہی کی "ہی" دب کر ادا ہوتی تھی، یہ نقص بھی رفع ہو گیا۔

وزیر ؎ جانور جو ترے صدقے مین رہا ہوتا ہی اے شہ حسن وہ چھٹتے ہی ہما ہوتا ہی

اصلاح ؎ جو پرندہ ترے صدقے مین رہا ہوتا ہے اے شہ حسن وہ چھٹتے ہی ہما ہوتا ہی

جانور مین چرند پرند دونون آ جاتے تھے اور صدقہ صرف پرندون ہی پر مخصوص ہو کوے اور ممولے صدقے مین چھوڑے جاتے ہین اسلیئے "پرندہ" کا لفظ بنایا گیا۔

وزیر ؎ جو بہر صلح کسی دن وہ جنگجو آیا بڑھا یہ تیغ کا پانی کہ تا گلو آیا

اصلاح ؎ جو بہر صلح بھی وہ ترک جنگجو آیا بڑھا یہ تیغ کا پانی کہ تا گلو آیا

ترکون کی شجاعت اور انکی تلوار مشہور عالم ہے اِس مناسبت سے ترک جنگجو کیا خوب بنایا جس سے مطلع کی شان دوبالا ہو گئی اور اب یہ مطلع وزیر کے مشہور مطلعون مین ہے۔[1]

جناب مہدی حسین خانصاحب آبادی لکھنوی تلمیذ حضرت ناسخ کا شعر یہ تھا ؎

گل گلزار انگارون کی صورت سے دہکتے ہین لگا دی آگ کس کے آتش رخ نے گلستان مین

---

[1] یہ اصلاحین خواجہ عبدالرؤف صاحب عشرت لکھنوی سے مولف کو ملین وہ بیان فرماتے تھے کہ مین نے خلق مرحوم مصنف طلسم الفت کی زبان سے یہ اصلاحین سنکر نوٹ کر لی تھین۔

اصلاح ؎ گل گلزار انگارونکی صورت سے دہکتے ہین — لگادی آگ کسکے شعلۂ رخ نے گلستان مین

آگ لگانے کے لیئے "آتش رخ" سے "شعلۂ رخ" زیادہ موزون ہے کیونکہ مصرع اولیٰ مین بھی انگارون کی صورت سے دہکتے ہین کہا گیا ہے بجائے تکرار کے شعلہ کی لپک نے زیادہ ترقی دی۔

آباد ؎ ہجر مین وصل کو ہم یاد کیا کرتے ہین — شاد اپنا دلِ ناشاد کیا کرتے ہین

اصلاح ؎ ہجر مین وصل کو ہم یاد کیا کرتے ہین — شاد یونہی دلِ ناشاد کیا کرتے ہین

دوسرے مصرع مین بجائے "اپنا" کے "یونہی" بناکر مصرع کی معنویت مین اضافہ کردیا۔ یونہی کے لفظ سے مطلع مین کیسی روانی پیدا ہوگئی۔ اب اس مطلع کا بیساختہ پن عجب کیفیت پیدا کر رہا ہے۔

آباد ؎ پانی ہوجائینگے دیکھینگے اگر قامتِ یار — سرو دعویٰ نہ کرین باغ مین رعنائی کا

اصلاح ؎ قدِ دلجوئے صنم کو جو چمن مین دیکھے — سرو دعویٰ نہ کرے باغ مین رعنائی کا

ظاہر ہے کہ اصلاح سے شعر مین کس قدر صفائی اور بندش مین کتنی چستی پیدا ہوگئی۔

آباد ؎ دوستو صحبتِ احباب غنیمت جانو — سامنا کسکو نہین گور مین تنہائی کا

اصلاح ؎ دوستو صحبتِ احباب غنیمت سمجھو — سامنا کسکو نہین گور مین تنہائی کا

پہلے مصرع مین بجائے "غنیمت جانو" کے "غنیمت سمجھو" بنایا جس سے شعر مین کسقدر تاثیر پیدا ہوگئی

آباد ؎ ایک دن دیکھا تھا تیرے عارضِ شفاف کو — آنکھ نرگس کی بنی ہے چشمِ حیراں باغ مین

اصلاح ؎ ایک دن دیکھا تھا اُسکے عارضِ شفاف کو — دیدۂ نرگس بنا ہے چشمِ حیراں باغ مین

پہلے مصرع مین بجائے "تیرے" کے "اُسکے" زیادہ فصیح ہے دوسرے مصرع کی ترمیم سے شعر مین سلاست پیدا ہوگئی۔

آباد ؎ تیری دوری سے کسے وحشت نہین اے رشکِ گل — گل نے ٹکڑے کردیا اپنا گریبان باغ مین

اصلاح ؎ تیری دوری سے کسے وحشت نہین اے رشکِ گل — گل نے ٹکڑے ٹکڑے کرڈالا گریبان باغ مین

مصرع ثانی مین "اپنا" حشو تھا کیونکہ جب گل کا ذکر آیا تو "اپنا" کی کیا ضرورت تھی۔
اس اصلاح سے شعر مین روانی پیدا ہو گئی اور حشو کا نقص بھی رفع ہو گیا۔

آباد ۵ رکھتا ہی نور روے صنم آفتاب کا — تارِ شعاع مہر ہے رشتہ نقاب کا

اصلاح ۵ رکھتا ہی نور رُخِ صنم آفتاب کا — خطِ شعاع مہر ہے رشتہ نقاب کا

"تارِ شعاع" سے "خطِ شعاع" نہایت پُر لطف ہی اس نازک فرق کو اہل مذاق ہی خوب سمجھ سکتے ہین

آباد ۵ نہین پروانے جل جلکر موے ہین ڈھیر تربت پر — ہمارے غم نے خاکستر کیا ہی شمع سوزان کو

اصلاح ۵ نہین جل جلکے پروانے ہو گئے ڈھیر تربت پر — ہمارے غم نے خاکستر کیا ہی شمع سوزان کو

پہلے مصرع مین "مکر" غیر فصیح تھا اسلیے تقدیم و تاخیر سے اس عیب کو رفع کیا۔

آباد ۵ چشمِ اختر سے نظر کرتے ہین راتوں کو جو ہم — یاد آجاتے ہین روزن یار کی دیوار کے

اصلاح ۵ دیدۂ انجم رُلاتے ہین تصور مین مجھے — پھرتے ہین آنکھون مین روزن یار کی دیوار کے

اس اصلاح سے شعر مین کسقدر ترقی ہو گئی مضمون وہی ہو۔ مگر چند لفظوں کی ترمیم سے مصرعون مین کیسی بے تکلفی پیدا ہو گئی اور پہلے مصرع مین جو بھونڈا پن تھا جاتا رہا "پھرتے ہین آنکھون مین روزن" اس ٹکڑے کی کیا تعریف ہو۔

آباد ۵ بجلی ہمارے اس دلِ بیتاب پر گری — چمکے جو اسکے دانت دُرِ آبدار سے

اصلاح ۵ بجلی سی گر پڑی دلِ پُر اضطراب پر — چمکے جو اسکے دانت دُرِ آبدار سے

آباد کا پہلا مصرع سست اور معمولی تھا "اس" کا لفظ بھی بلا ضرورت تھا اصلاح سے شعر مین صفائی اور بندش مین چستی پیدا ہو گئی اور حشو کا نقص بھی رفع ہو گیا "بجلی سی گر پڑی" اس ٹکڑے کی کیا تعریف کی جاے وقعی استادانہ اصلاح ہے۔

آباد ۵ جس جا وہ کنگھی کرنے لگے زلف کھول کر — مہکا مکان خام وہ مشکِ تتار سے

اصلاح ۵ جس جا وہ کنگھی کرنے لگے زلف کھول کر — مہکا مکان وہ نکہتِ مشکِ تتار سے

آباد کے مصرع ثانی مین "مکان خام" برائے بیت تھا استاد نے نکہت کا لفظ یہان ایسا بنایا جسکی ضرورت تھی۔

آباد ۵ آباد وصفِ گوہرِ دندان بہت لکھا — یہ بحر بھر گئی ہے دُرِ آبدار سے

اصلاح سے آباد وصف گوہر دندان بہت لکھا لبریز ہے یہ بحر دُرِ آبدار سے

ظاہر ہے کہ اصلاح سے شعر مین کسی قدر صفائی پیدا ہو گئی۔ "لبریز ہے" بہت فصیح ہے۔

آباد سے محبت مصحف عارض سے بڑھ جائے یہ خواہش ہے بہت مین سورۂ اخلاص کو پڑھتا ہوں قرآنین

اصلاح سے محبت ہے مصحف جمالون کو کسی صورت پڑھینگے سورۂ اخلاص کو ہم روز قرآنین

آباد کا شعر بہت سُست اور معمولی تھا گو مضمون پاکیزہ تھا مگر بندش دلپسند نہ تھی اب اصلاح سے اِس شعر مین کتنا حُسن پیدا ہو گیا۔ قرآن کی مناسبت سے صورت کا لفظ بھی قابلِ تحسین ہے محبت ہے مصحف جمالون کو کسی صورت۔ اے سبحان اللہ۔ کیا خوب بنایا۔

آباد سے رگِ جان عاشقانِ خستہ ولکے ہوئے گیسو مین ذرا آہستہ شانہ کیجیے زلفِ پریشان مین

اصلاح سے رگِ جان عاشقو نکے اے پری رو ہے گیسو مین ذرا آہستہ شانہ کیجیے زلفِ پریشان مین

پہلے مصرع کی بندش خراب تھی اصلاح سے کسی قدر صاف ہو گیا۔[۱]

ایک دن شیخ ناسخ مرحوم کے سامنے کسی نے میر خلیق مرحوم کے مرثیہ کا یہ شعر پڑھا

لیلاف پڑھا جبکہ اُسے دودھ پلایا اصغر علی اللہ نگہبان تمہارا

آپ سُنکر مسکرائے فرمانے لگے کہ نہین میر صاحب نے ہرگز یہ نہ کہا ہو گا صحیح لفظ لایلاف ہے اور پھر دوسرے مصرع مین "اصغر علی" کیسا؟ عرب مین ایسے نام نہین سُننے مین آئے۔ آپ بھول گئے ہون گے میر صاحب نے اِسے یون کہا ہو گا سے

پڑھ پڑھ کے لایلاف اُسے دودھ پلایا پیارے مرے اللہ نگہبان تمہارا

ناسخ مرحوم کی نازک دماغی مشہور تھی مگر یہ اُس زمانہ کی تہذیب تھی کہ اس غلطی کو میر صاحب سے منسوب کرنے کے بجائے شیخ صاحب نے یہ فقرہ فرمایا کہ آپ بھول گئے میر صاحب نے ایسا کبھی نہ کہا ہو گا۔[۲]

---

[۱] یہ اصلاحین حافظ محمد فاروق صاحب اثر لکھنوی سے مؤلف کو ملین جو ایک ردی مین اُنکو دستیاب ہوئی تھین،

[۲] اِس اصلاح کی نسبت مختلف روایتین مشہور ہین بعض حضرات کہتے ہین کہ میر مجلس ناسخ نے میر صاحب کو ٹوک کر یہ اصلاح دی تھی۔ واللہ عالم بالصواب۔

منشی مظفر علی اسیر

منشی امیر احمد صاحب امیر مینائی تلمیذ حضرت اسیر مرحوم کا شعر یہ تھا ؎

غضب داغ تو نے دیئے اے فلک　　کلیجا گلِ نیلوفر ہو گیا

اصلاح ؎ غضب چٹکیاں ہیں تری اے فلک　　کلیجا گلِ نیلوفر ہو گیا

جناب امیر کے پہلے مصرع میں کلیجے کے گلِ نیلوفر ہونے کا ظاہری ثبوت نہ تھا۔ چٹکیوں سے کلیجے کا گلِ نیلوفر ہونا بالکل ثابت ہو گیا۔ اللہ اللہ کیا اُستادانہ اصلاح دی۔

امیر ؎ کبابِ سیخ ہیں ہم کروٹیں ہر سو بدلتے ہیں　　جو جل جاتا ہے یہ پہلو تو وہ پہلو بدلتے ہیں

اصلاح ؎ کبابِ سیخ ہیں ہم کروٹیں ہر سو بدلتے ہیں　　جل اُٹھتا ہے جو یہ پہلو تو وہ پہلو بدلتے ہیں

بدل اُٹھتا ہے جو" بہت خوب ہے کیونکہ مصرع ثانی میں کئی جیم جمع ہو گئے تھے۔

جناب غضنفر حسین صاحب حکیم خلف اکبر حضرت اسیر مرحوم ؎

گلچین سے دو قصور ہوئے ایک چھوڑ کے　　بلبل کا دل شکستہ کیا گل کو توڑ کے

اب اصلاح ملاحظہ ہو۔ دوسرے مصرع کو یوں بنایا (بلبل کے بال باندھے رگِ گل کو توڑ کے)

بلبل کے دو قصور جناب حکیم کے مصرع ثانی سے ثابت نہ تھے کیونکہ پھول کے توڑنے ہی سے دلِ بلبل شکستہ ہو گیا، اسلئے ایک ہی قصور گلچین کا ثابت ہوتا ہے۔ اور اب اصلاح سے بلبل کے بال باندھے اور رگِ گل کو توڑا دونوں قصوروں کی تشریح کر دی گئی۔

میر عابد حسین صاحب عابد سہسوانی ؎

شکوہ ہو شمع سے کیا محفل کی برہمی کا　　دل ہی جلا ہوا تھا وقتِ سحر ہمارا

اصلاح ؎ شکوہ ہو شمع سے کیا محفل کی برہمی کا　　دل ہی بجھا ہوا تھا وقتِ سحر ہمارا

اُستاد اسیر مرحوم نے دوسرے مصرع میں بجائے "جلا" کے "بجھا" بنا دیا وقتِ سحر دل کا بجھا ہونا بہت لطیف ہے اور شمع سے جو بجھ جانے کی شکایت تھی وہ واضح ہو گئی۔

عابد۔ غصہ آیا تھا تم کو موسے پر — طور کو کیون جلا کے خاک کیا
اصلاح۔ تم کو آیا جلال موسے پر — طور کو کیون جلا کے خاک کیا

چونکہ معشوق حقیقی سے خطاب ہے اسلیئے اُستاد کامل نے بجائے "غصہ" کے "جلال" کتنا پُرشوکت لفظ رکھ دیا۔ اِس ایک لفظ سے شعر کس قدر بلند ہوگیا۔ جلال کا کام ہی جلا دینا اسلیئے اسکی اس موقع پر خاص ضرورت تھی۔ بلاغت کی یہ اعلیٰ مثال ہے۔

عابد۔ تری راہ دیکھنے کا عجب اک مزا تھا ہم کو — کہ کسی سے وعدہ ہوتا ہمین انتظار ہوتا
اصلاح۔ تری راہ تکنے کا بھی عجب اک مرض تھا ہمکو — کہ کسی سے وعدہ ہوتا ہمین انتظار ہوتا

پہلے مصرع مین بجائے "دیکھنے" کے "تکنے" نے کس قدر لطف دیا۔ راہ تکنا خاص محاورہ ہے۔ اور بجائے "مزا" کے "مرض" نے شعر مین کسقدر صحت پیدا کر دی۔

عابد۔ جان حسینون پہ کیون نہ دون عابدؔ — کچھ فرشتہ نہین بشر ہون مین
اصلاح۔ جان پریون پہ کیون نہ دون عابدؔ — کچھ فرشتہ نہین بشر ہون مین

پہلے مصرع مین بجائے "حسینون" کے "پریون" بنایا۔ جان مین اعلان نون فصحا ضروری سمجھتے ہین گو لفظ جان بغیر اعلان نون بھی صحیح ہے مگر غیر فصیح چونکہ مصرع ثانی مین فرشتہ اور بشر کا بھی ذکر ہے اس مناسبت سے پریون کا لفظ بھی خوب بنایا گیا۔

عابد۔ دامن مین گل نہین ہین ظالم کسی شجر کے — آنکھون سے گر رہے ہین ٹکڑے دل و جگر کے
اصلاح۔ حوضون مین گل نہین ہین ظالم کسی شجر کے — آنکھون مین آگئے ہین ٹکڑے دل و جگر کے

پہلے مصرع مین آنکھ کے لئے حوضون کا استعارہ کس قدر لطیف ہے اور پھر دوسرے مصرع مین بجائے "آنکھون سے گر رہے ہین" کے "آنکھون مین آگئے ہین" مطلع کو کسقدر دل آویز کر رہا ہے۔

عابد۔ تم نہا کر جو چلے جاؤ تو فرطِ غم سے — ہر حباب آبلۂ سینۂ دریا ہو جائے
اصلاح۔ تم نہا کر جو چلے جاؤ تو سوزِ غم سے — ہر حباب آبلۂ سینۂ دریا ہو جائے

فرطِ غم سے آبلہ نہین بنتا تھا۔ سوزِ غم سے آبلہ بن گیا۔ اصلاح اسی کا نام ہے۔

عابد ؎ لبِ خنجر پہ رواں ہیں یہ گلے بسمل کے　　حوصلے تو نے نکلنے نہ دیئے قاتل کے
اصلاح ؎ لبِ خنجر پہ نئے ہیں یہ گلے بسمل کے　　حوصلے تو نے نکلنے نہ دیئے قاتل کے

اِس "نئے" کے لفظ نے مطلع میں معنوی خوبیاں کسقدر پیدا کر دیں یعنی بسمل کو خود آرزوے قتل ہے ایسی حالت میں اگر بسمل کے یہ گلے ہوتے کہ حوصلے تو نے نکلنے نہ دیئے قاتل کے تو مشربِ عاشقی کے خلاف تھے مگر نئے کے لفظ نے بلاغت زبان کا سکہ بٹھا دیا اور اب دوسرے مصرع کا مفہوم بھی پہلے مصرع سے ادا ہو گیا۔

عابد ؎ ہوں وہ عاشق کہ مرے بعد مری تربت پر　　آرزوئیں مری روتی ہیں گلے مِل مِل کے
اصلاح ؎ ہوں وہ عاشق کہ مرے بعد مری تربت پر　　حسرتیں روتی ہیں آپس میں گلے مِل مِل کے

مصرعِ ثانی میں بجائے "آرزوئیں" کے "حسرتیں" اور بجائے "مری روتی ہیں" کے "روتی ہیں آپس میں" بنایا۔ اِس اصلاح سے اول تو شعر میں تاثیر پیدا ہو گئی۔ دوسرے یہ کہ مصرع اولیٰ کا یہ ٹکڑا کہ "میرے بعد مری تربت پر" زمانہ مستقبل کی خبر دیتا ہے۔ مگر مصرع ثانی میں "روتی ہیں" زمانہ حال دکھاتا ہے اب "روتی ہیں آپس میں" اس ٹکڑے سے پہلے مصرع سے دوسرا مصرع کسقدر دست و گریباں ہو گیا اور پہلے مصرع میں جو کہا گیا تھا اُس دعوے کی تائید کس خوبی سے پیدا ہوئی۔ واقعی ایسی اصلاحیں دینا ایسے ہی باکمال اُستاد کا کام ہے۔

عابد ؎ مرے ارماں یوں پورے کیے سوزِ محبت نے　　جلا جب دل تو دل سے حسرتیں نکلیں دھواں بنکر
اصلاح ؎ مرے ارماں یوں پورے کیے سوزِ محبت نے　　پُھنکا جب دل تو دل سے حسرتیں نکلیں دھواں بنکر

اُستاد نے مصرع ثانی میں بجائے "جلا" کے "پُھنکا" بنایا۔ جلنے اور پُھنکنے میں جو نازک فرق ہے اُسے کچھ اہلِ مذاق ہی سمجھ سکتے ہیں جلنے میں امکان تھا کہ کچھ باقی رہ جائے اور پُھنکنے سے یہ ظاہر ہوا کہ دل بالکل جل گیا اب یہاں ایک نازک بات یہ پیدا ہو گئی کہ حسرتیں اس وقت تک نہ نکلیں جب تک دل بالکل نہ جل گیا۔ اصلاح اِسی کا نام ہے۔

شاہ محمود احمد صاحب۔ شریف ردولوی تلمیذ حضرت اسیر مرحوم کا یہ شعر تھا ؎

آئینہ پیش رو ہی تو شانہ ہی ہاتھ مین — آنکھون مین ہے حضور کے سرمہ لگا ہوا

حضرت اسیر مرحوم یہ شعر سن کر مسکرائے اور فرمایا کہ یہ شعر تو اس شعر کا جواب ہے ؎

دندانِ تو جملہ در دہانند — چشمانِ تو زیر ابروانند

یہ کہکر پہلے مصرع کو یون درست کیا ؎

عشاق پر گری ضرور آج برقِ طور — آنکھون مین ہی حضور کے سرمہ لگا ہوا[1]

شریف ؎ اس سبزہ خط نے میری لحد پر چڑھائی دوب — سنگِ مزار مین اثر کہربا ہوا

اصلاح ؎ یہ جذب عشق سبزۂ خط تھا کہ بعد مرگ — سنگِ مزار مین اثر کہربا ہوا

شریف کا پہلا مصرع بہت سست اور معمولی تھا صرف رعایت لفظی کی بھرمار تھی یعنی سبزۂ خط کے لیئے دوب لائے تھے اب اصلاح سے شعر اچھا خاصا ہو گیا۔

شریف ؎ رویا جو مین فقیر کبھی اپنے حال پر — تختِ روان کی طرح مرا بوریا ہوا

اصلاح ؎ رویا جو مین فقیر کبھی اپنے حال پر — تختِ روان کی طرح روان بوریا ہوا

مصرع ثانی مین بجائے "مرا" کے "روان" بنایا صرف ایک لفظ کے بدل دینے سے شعر اُڑ چلا۔ چونکہ مصرع اولیٰ مین رونے کا ذکر ہے اِسی رونے سے بوریا روان ہوا۔

شریف ؎ عبث پھرا کیئے عشاق تیرے آوارہ — تری گلی مین جو آتے تو وہ بھی بہل جاتے

اصلاح ؎ عبث پھرا کیئے عشاق تیرے آوارہ — تری گلی مین جو آتے تو کچھ وہ بہل جاتے

شریف کے مصرع ثانی مین "بھی" کا ثبوت نہ تھا "کچھ" کا لفظ بنا کر اُستاد نے شعر کو صحیح کر دیا۔

شریف ؎ کہتا ہی عشق قبر مین مجکو اُتار کر — اُلفت کی راہ طے ہوئی منزل یہی تو ہی

[1] اس اصلاح سے اب یہ شعر کس قدر بلند ہو گیا۔

اصلاحﮯ کہتا ہو عشق قبر مین مجکو اُتار کر الفت کی دیکھ اوّل منزل یہی تو ہو

دوسرے مصرع مین قبر کے لیے "اول منزل" کا ٹکڑا ایسا اُستادانہ رکھ دیا گیا ہے، جس سے شعر مین ترقی پیدا ہو گئی "دیکھ" کا لفظ بھی اہل نظر کے دیکھنے کا ہے[1]۔

جناب حکیم عابد علی صاحب کوثر خیر آبادی تلمیذ حضرت اسیر و جناب امیر مینائی لکھنوی

کوثرﮯ آج پہلو مین جو وہ غیرتِ خورشید نہین عشرہ ماہ محرم ہو مجھے عید نہین

اصلاحﮯ آج پہلو مین جو وہ غیرتِ خورشید نہین روزِ عاشورِ محرم ہو مجھے عید نہین

دوسرے مصرع مین بجائے "عشرۂ ماہِ محرم کے "روزِ عاشورِ محرم" بنایا اول تو یہ کہ عشرہ بفتحتین ہو دوسرے عشرۂ ماہِ محرم ظاہر ہو کہ محرم کے دس دن مین سے ہر دن کو کہہ سکتے ہین مگر "روز عاشورِ محرم" سے خاص دسوین محرم کی تخصیص کی گئی ہے جس سے شعر مین کس قدر ترقی پیدا ہو گئی۔

مومن خانصاحب مومن

مومن خان صاحب مومن دہلوی کے ایک شاگرد جن کا نام صاحب آبحیات کو بھی نہ معلوم ہو سکا یہ مطلع لکھاﮯ

ہجر مین کیونکر بھرون ہر سو نہ گھبرایا ہوا وصل کی شب کا سمان آنکھو مین ہے چھایا ہوا

اصلاحﮯ اس طرف کو دیکھتا بھی ہو تو شرمایا ہوا وصل کی شب کا سمان آنکھو مین ہے چھایا ہوا

اہل مذاق جانتے ہین کہ اس اصلاح سے زمین شعر کا پایا آسمان سے مل گیا اور خصوصًا واقعیت کے اظہار نے اثر پیدا کر دیا۔

انھین کے ایک اور شاگرد نے الٰہی بخش کا سجع یہ لکھا تھا (ع) مجھ گنہگار کو الٰہی بخش۔ خانصاحب مرحوم نے یون بنایا (ع) مین گنہگار ہون الٰہی بخش۔

---

[1] یہ اصلاحین جناب واجد حسین صاحب محبت لکھنوی نے لکھکر مولف کو دین۔

اِس اصلاح سے اِس مصرع مین علاوہ فصاحت کے ایک عجیب معنوی اضافہ ہوگیا۔ یعنی خود الٰہی بخش کا یہ کہنا کہ مین گنہگار ہون کس قدر معنی خیز اصلاح ہے۔

(آبِ حیات)

مرزا اصغر علیخان نسیم دہلوی ؎

آنا ہوا ہے غم مجھے ردِّ سوال کا   دریا بہا دیا عرقِ انفعال کا

اصلاح ؎ اسد رجہ ہی قلق مجھے ردِّ سوال کا   دریا بہا گیا عرقِ انفعال کا

پہلے مصرع مین بجائے "آنا ہوا ہے غم" "اسد رجہ ہی قلق" مین کیسی سلاست ہی اور دوسرے مصرع مین بجائے "بہا دیا" کے "بہا گیا" بنایا زمانہ کی قید کے لحاظ سے اب دونون مصرعون مین کسقدر ربط پیدا ہوگیا۔

نسیم ؎ اللہ رے ترددِ خاطر شبِ فراق   تودہ بنا ہوا ہون مین گردِ ملال کا

اصلاح ؎ اللہ رے ترددِ خاطر کی کثرتین   تودہ بنا دیا ہے مجھے گردِ ملال کا

"ترددِ خاطر کی کثرتین" اس ٹکڑے نے تودہ بنا دیا۔ اِس اصلاح سے اب شعر مین ترقی اور روانی دونون پیدا ہوگئین سبحان اللہ کیا اُستادانہ اصلاح ہے

نسیم ؎ زمین پر لوٹنے پائین نہ آنسو دیکھنا اے دل   یہ نورِ دیدہ ہین آنکھ کے پردے مین پالے ہین

اصلاح ؎ زمین پر لوٹنے پائین نہ آنسو اے دلِ ناداں   یہ نورِ دیدہ ہین آنکھ کے پردے مین پالے ہین

زمین پر لوٹنے کے لیئے دلِ ناداں کی تخصیص قابلِ داد ہے ایک لفظ ناداں کا ہے جس سے شعر مین ترقی پیدا ہوگئی[1]

---

[1] یہ اصلاحین منشی امیر اللہ صاحب تسلیم لکھنوی سے سن کر خواجہ عشرت لکھنوی نے نوٹ کرلی تھین اُنسے مؤلف کو دستیاب ہوئین۔

شیخ ابراہیم ذوق

ذوق مرحوم نے ایک مشاعرے مین جاال کے نکال کے طرح مین غزل پڑھی
اُن کے اُستاد شاہ نصیر مرحوم بھی موجود تھے ۔ مطلع تھا ؎

نرگس کے پھول بھیجے ہین بٹوے مین ڈال کے　　ایما یہ ہے کہ بھیجدے آنکھین نکال کے

شاہ صاحب نے فرمایا میان ابراہیم پھول بٹوے مین نہین ہوتے یون کہو
(ع) نرگس کے پھول بھیجے ہین دونے مین ڈال کے + ذوق نے کہا حضرت گستاخی
معاف دونے مین رکھنا ہوتا ہے ڈالنا نہین ہوتا زیادہ مناسب یون ہوگا ؎

بادام دو جو بھیجے ہین بٹوے مین ڈال کے　　ایما یہ ہے کہ بھیجدے آنکھین نکال کے

جناب ذوق مرحوم کو ایک دن بیٹھے بیٹھے نہ جانے کیا خیال آیا ۔ حافظ ویران
بیٹھے ہوئے تھے فرمایا کہ لوجی ۳۲ برس کی مشق کے بعد آج اصلاح دینی آئی ہے حافظ صاحب
نے کہا وہ کیونکر؟ کہنے لگے کہ ایک دن شاہ نصیر مرحوم کسی شاگرد کو اصلاح دے رہے تھے
اُس غزل کا ایک مصرع یہ تھا (ع) کھاتی کمر ہے تین بل اِک گدگدی کے ساتھ ۔ ابتدائے
مشق تھی آنا خیال مین آیا یہان کچھ اور ہونا چاہئے ۔ آج وہ نکتہ حل ہوا حافظ
ویران نے پوچھا کہ حضرت پھر کیا؟ فرمایا کمر کو اوپر ڈال دو ۔ عرض کی کہ پھر کیونکر؟
کہا یہ مصرع لگا دو ؎

بل بے کمر کہ زلف مُسلسل کے پیچ مین　　کھاتی ہے تین تین بل اِک گدگدی کے ساتھ

جناب ذوق مرحوم ایک دن دیوان خاص مین کھڑے ہوئے تھے ۔ نواب
حامد علیخان بہادر نے جو دہلی کے عمایدین مین سے تھے خواجہ وزیر مرحوم کا یہ مطلع سُنایا ؎

جانور جو ترے صدقے مین رہا ہوتا ہے　　اے شہ حُسن وہ چھُٹتے ہی ہما ہوتا ہے

ذوق مرحوم نے فرمایا کہ صدقے مین اکثر کوا چھُڑواتے ہین اس لیئے زیادہ تر

مناسب یون ہے ؎

زاغ بھی گر ترے صدقے مین ہما ہوتا ہے
اے شہ حسن وہ پچھٹتے ہی ہما ہوتا ہے[1]

مرزا اسد اللہ خان غالب

ہز ہائنس نواب یوسف علی خان بہادر ناظم والئ رام پور خلد آشیان کا شعر یہ تھا

ناظم ؎ آج وہ لے گیا دل چھین کے میرا مجھ سے
جسکو مٹی کے کھلونے پہ مچلتے دیکھا

اصلاح ؎ دل کے لینے مین یہ قدرت اُسے اللہ نے دی
جسکو مٹی کے کھلونے پہ مچلتے دیکھا

"یہ قدرت اُسے اللہ نے دی" اس ٹکڑے کی کیا تعریف ہو سکتی ہے۔ اس اصلاح سے شعر مین معنوی خوبیان کس قدر ترقی کر گئین ایک ایک لفظ گویا جواہر کا ٹکڑا ہے۔ اللہ اللہ اصلاح پر بھی یہ قدرت۔

ناظم ؎ گر نہین تیری کرامت تو یہ کیا ہے ساقی
ہمنے ساغر کو تری بزم مین چلتے دیکھا

اصلاح ؎ ہے یہ ساقی کی کرامت کہ نہین جام کے پاؤن
اور پھر سب نے اُسے بزم مین چلتے دیکھا

لے سبحان اللہ کیا اصلاح دی ساقی کی کرامت کا کیسا بدیہی ثبوت ہے مطلب یہ کہ جام کے پاؤن نہین اور پھر سب نے اُسے بزم مین چلتے دیکھا بغیر پاؤن کے چلنا نا ممکن تھا مگر یہ ساقی کی کرامت ہے کہ بزم مین جام بے پاؤن کے چل رہا ہے۔ یہ اصلاح نہین اسے اعجاز کہتے ہین[2]

---

[1] اس مطلع کے متعلق مختلف روایتین مشہور ہین بعض حضرات فرماتے ہین کہ اسیر ناسخ مرحوم کی اصلاح تھی جسے ہمنے پہلے صفحہ مین لکھدیا منشی احمد علی صاحب شوق قدوائی تلمیذ حضرت آسیر مرحوم فرماتے ہین کہ یہ مطلع آسیر مرحوم کے سامنے پڑھا گیا اور میری زبان سے بجائے "جانور" کے "پرندے" کا لفظ نکل گیا۔ واللہ اعلم بالصواب "

[2] یہ اصلاحین مولوی محمد انعام اللہ خان صاحب عارف منصرم کشنری لکھنؤ سے مولف کو ملین وہ بیان فرماتے تھے کہ مولوی عبد الرحیم صاحب رام پوری سے یہ اصلاحین مین نے سُنی تھین۔

مولوی عبد الرزاق صاحب شاکر سے

مردم چشم سیہ جب نظر آتا ہی ترا بیٹھ جاتا ہو مرے دل مین سویدا ہوکر

اصلاح سے نظر آتی ہو جہان مردمکِ چشم سیاہ بیٹھ جاتی ہو مرے دل مین سویدا ہوکر

مردم یعنی آنکھ کی تپلی مونث ہو شاکر مذکر لکھ گئے دوسرے معشوق کی قید اس موقع پر زیادہ ضروری نہ تھی لفظ "جہان" سے قید معشوق جاتی رہی اور عمومیت پیدا ہوگئی یہ اپنا اپنا مذاق ہے۔

مردان علی خان رعنا سے

گزرا ہو مرا نالہ در چرخ کہن سے تھا روح کا ہمدم نہ پھرا جا کے وطن سے

اصلاح سے گزرا ہی مرا نالہ دل چرخ کہن سے تھا روح کا ہمدم نہ پھرا جا کے وطن سے

رعنا کے مصرع اولیٰ مین "در" زائد تھا اسلیئے بجائے اسکے مرزا صاحب نے "دل" بناکر مطلع کو درست کیا۔ (عود ہندی)

شمس العلما مولانا الطاف حسین حالی سے

عمر شاید نہ کرے آج وفا سامنا ہے شب تنہائی کا

فخر المتاخرین حضرت غالب نے یون بنایا سے[1]

عمر شاید نہ کرے آج وفا کاٹنا ہے شب تنہائی کا

اُستاد نے دوسرے مصرع مین بجائے "سامنا" کے "کاٹنا" بناکر شعر کو بلند تر کردیا۔ اس موقع پر کاٹنا ہی زیادہ پُرلطف و معنی خیز ہی کیونکہ یہ لفظ عمر اور شب دونوین مشترک ہے ایک لفظ کے بدل جانے سے کس قدر خوبی بڑھ گئی۔

---

[1] یہ اصلاح مولانا نجیب اللہ صاحب فرنگی محلی لکھنوی سے سُنی تھی جنھون نے خود مولانا حالی کی زبان سے سُنا تھا۔

مفتی میر عباس[۱]

جناب مفتی میر محمد عباس اعلی اللہ مقامہ لکھنؤ کے مشہور ادیب و مجتہد تھے ایک دن اُنکی خدمت مین ذوالفقار الدولہ مصاحب سلطان عالم واجدعلی شاہ حضرت اُردو کا ایک نوحہ لیکر آئے اور کہا حضور اِس پر اِصلاح دیدین مفتی صاحب نے فرمایا کہ بھلا مین اُردو کیا جانون جب اُنھون نے بیحد اصرار کیا تو کہا اچھا پڑھیئے ذوالفقار الدولہ نے جب یہ شعر پڑھا ؎

شاہ جب مرنے چلے رن مین تو زینب نے کہا
اک لحد پہلو مین ہو بھائی بہن کیواسطے

فرمایا کہ پہلا مصرع یون بدل دو "وقت رخصت شاہ سے زینب نہ آننا کہہ سکین" وقت رخصت کو کس قدر تنگ ثابت کردیا کہ جناب زینب اپنے حسرتِ دل کا اظہار بھی نہ کرنے پائین پہلی صورت مین آرزو کے ظاہر ہونے سے شعر زیادہ دردانگیز نہ تھا۔ اسکے علاوہ شعر کی شرعی پہلو سے بھی حفاظت کی۔

میر انیس مرحوم مفتی صاحب کو ایک مرتبہ اپنا ایک تصنیف مرثیہ سُنا رہے تھے جب یہ مصرع پڑھا "جب حملہ ور امام کریم النفس ہوے" مفتی صاحب نے تامل فرمایا اور میر صاحب سے کہا کہ بجائے اِس مصرع کے یون لکھ دیجیئے تو خوب ہو مصرع

جب حملہ ور امام مسیحا نفس ہوے

میر انیس کے مصرع مین جو نقص تھا اسکو کس حسن سے رفع کردیا۔

(حیاتِ دبیر)

---

[۱] مفتی صاحب مرحوم کی سوانح عمری حضرت عزیز لکھنوی لکھ رہے ہین جس مین سے یہ اصلاح نقل کی گئی مولف نے اس کتاب کو جستہ جستہ کہین کہین سے سُنا ہے۔ تیار ہونے پر یہ کتاب بیمثل ہوگی

میر ببر علی انیس

میر نواب مونس مرحوم نے ایک مرثیہ جس کا مطلع یہ تھا "پھولا شفق سے چرخ پہ جب لالہ زار صبح" بڑی محنت اور کاوش سے چھ مہینے مین کہا اور میر انیس مرحوم کو یہ کہکر سنایا کہ اس مرثیے مین اگر ایک اصلاح بھی آپ دیدین تو مین مرثیہ دید دون۔ آپنے فرمایا کہ مین مرثیہ لے لون گا۔ اُنھون نے کہا جی ہان اس شرط کے بعد کہا اچھا پڑھیے مونس نے پڑھنا شروع کیا۔ جب صبح کی سینری کا موقع آیا تو مونس نے یہ بند پڑھا ؎

وہ پھولنا شفق کا وہ مینائے لاجورد | مخمل سی وہ گیاہ وہ گل سبز و سرخ و زرد
رکھتی تھی دیکھ کر قدم اپنا ہوائے سرد | یہ خوف تھا کہ دامن گل پر پڑے نہ گرد

میر انیس مرحوم نے کہا ٹھہر جائیے۔ یہ چپ ہو گئے۔ پھر سوال کیا کہ ان چار دن مصرعون مین اگر کہین کوئی سقم ہو تو تین گھنٹے کا وقت دیا جاتا ہی اسے خود درست کر لیجیے مونس نے ہر چند بہت غور کیا اور تین گھنٹے کامل اسی کو سوچا کیے۔ مگر اُنھین کوئی غلطی محسوس نہ ہوئی مجبور ہو کر کہا کہ میری نظر مین چار دن مصرع صحیح ہین کوئی نقص نہین معلوم ہوتا تب آپ نے فرمایا کہ تیسرے مصرع مین آپ کہ گئے ہین کہ رکھتی تھی دیکھ کر قدم اپنا ہوائے سرد۔ ہوا کے آنکھین نہین ہوتین پھر وہ کیا دیکھکر قدم رکھ سکتی ہی اس مصرع کو یون بنا دو "رکھتی تھی پھونک کر قدم اپنا ہوائے سرد" مونس نے سر جھکا کر عرض کی کہ واقعی جائے اُستاد خالی است۔ اے سبحان اللہ کیا اصلاح دی پھونک کر قدم رکھنا کتنا پیارا محاورہ ہے اور پھر ہوا کے لیئے کیسا برمحل ہی میر مونس کو مرثیہ دینا پڑا اور اب یہ مرثیہ میر انیس مرحوم کے مرثیون مین شامل ہے۔

لہ اس اصلاح کا ذکر مین صاحب برادر کوچک مولوی سید سبط حسین مجتہد لکھنؤ سے مولف نے سنا۔ وہ بیان فرماتے تھے کہ مین نے اپنے بزرگون سے سنا ہے یہ روایت صحیح ہے۔

مونس ؎ عرقِ گُل اُسے دینا تھا مناسب صیّاد چیختے چیختے بُلبل کی زُبان سُوکھ گئی

اصلاح ؎ رُخِ گُل دھو کے پلانا تھا تجھے اے صیّاد چیختے چیختے بُلبل کی زبان سوکھ گئی

اللہ اللہ کیا اصلاح دی "رُخِ گُل دھو کے پلانا تھا" اِس ٹکڑے کی تعریف مین زبان اور قلم دونون قاصر ہین کیونکہ عرقِ گُل اسوقت تک بُلبل کو ملنا ناممکن ہی جب تک گُل کا عرق نہ کشید ہو اور کوئی عاشق چاہے وہ مر ہی کیون نہ جائے اپنے معشوق پر یہ ستم روا نہ رکھے گا۔ مونس کے مصرع مین جو نقص تھا اُس کو کس حُسن سے رفع کیا۔

میر خورشید علی نفیس مرحوم خلف میر انیس مرحوم کے مرثیہ مین جسکا مطلع یہ تھا۔ "دشت غربت مین وطن سے شہ دین جاتے ہین" اِسی بند کا آخر مصرع یہ تھا (مصرع) "قطب دین نیّر افلاک برین جاتے ہین" اِس مصرع کو میر انیس مرحوم نے یون بنایا۔ (ع) "خاک ہونے کے لیئے عرش نشین جاتے ہین" گو نفیس مرحوم کا مصرع بھی نفیس تھا مگر اِس اصلاح سے یہ بند زمین سے آسمان پر پہنچ گیا مناسبت الفاظ کے علاوہ معنوی خوبیان بھی ملاحظہ ہون جسکی داد سوائے دل کے زبان نہین دے سکتی۔ اللہ اللہ (ع)

"خاک ہونے کے لیئے عرش نشین جاتے ہین"

میر نفیس مرحوم نے مدینے سے رخصت ہوتے وقت حضرت علی اکبر کو مخاطب کرتے ہوئے جناب صغرا کی زبان سے یہ مصرع فرمایا تھا (ع) "سہرا باندھے ہوئے تم قبر پہ آنا بھائی" اِس مصرع کو جناب انیس مرحوم نے یون بنایا (ع)

"سہرا لٹکائے ہوئے قبر پہ آنا بھائی"

سہرا باندھے ہوئے قبر پہ آنا گویا خوشی کی دلیل تھی "سہرا لٹکائے" مین ایک غم کی صورت پیدا ہو گئی، نفیس مرحوم کے مصرع مین "تم" کا لفظ بھی بلا ضرورت تھا اِس اصلاح سے یہ نقص بھی رفع ہو گیا۔[1]

---

[1] یہ اصلاحین جناب مصحف حسین صاحب تعلقدار نواب گنج بارہ بنکی سے سُنکر درج کی گئین۔

انیس مرحوم کے ایک مرثیہ کا مصرع یہ تھا (ع) جوڑا کمان مین ابن مظاہر نے اپنا تیر اس مصرع کو نظر ثانی کے وقت خود ہی یون بنایا (ع) جوڑا کمان مین ابن مظاہر نے جھک کے تیر پہلے مرحوم کے مصرع مین اول تو اپنا کا الف دبتا تھا اور یہ کسی قدر ناگوار تھا۔ دوسرا نقص یہ تھا کہ اپنے کمان مین دوسرے کا تیر تو جوڑتے نہین تیسرے "اپنا" حشو تھا۔ چوتھے تیراندازی کی ادا بھی اس مصرع مین نہین تھی۔ جناب انیس نے ایک لفظ "جھک کے" سے یہ چارون خوبیان اس مصرع مین پیدا کردین[1]

مرزا سلامت علی دبیر

منشی محمد اسمٰعیل منیر شکوہ آبادی کا مطلع یہ تھا ؎

موئے خط عارضِ تابان پہ ہین آتے جاتے　　حبشی ملکِ سلیمان ہین دباتے جاتے

اصلاح ؎ موئے خط عارضِ تابان پہ ہین آتے جاتے　　مورچے ملکِ سلیمان ہین دباتے جاتے

دبیر مرحوم نے دوسرے مصرع مین بجائے "حبشی" کے "مورچے" کا لفظ بنا کر مطلع کو بلند سے بلندتر کردیا۔ مناسبت الفاظ کے علاوہ حسن بیان کتنا پیارا اور خوش اسلوب ہو گیا۔ اس مورچے کا لفظ اُستاد کامل نے ایسا رکھ دیا کہ جسکی داد دینے سے زبان و قلم دونون قاصر ہین ایسی ہی ترقیان یہ بتاتی ہین کہ اصلاح کس قدر ضروری چیز ہے۔ اس ایک لفظ کے بدل دینے سے مطلع مین جو حسن پیدا ہو گیا وہ مذاق سلیم پر مخفی نہین۔ فی الحقیقت ایسی اصلاحین "مشاطۂ سخن" کی جان ہین[2]

---

[1] اس اصلاح کو جناب جاوید لکھنوی سے مولف نے سنا جناب جاوید نے میر نفیس مرحوم سے سنا تھا۔

[2] اس اصلاح کو مولف نے جناب ذاکر نبیرۂ مرزا اوج خلف دبیر مرحوم سے سنا وہ بیان فرماتے تھے کہ مین نے مولوی عبدالقوی صاحب بنارسی جو ایک معتبر اور قابل بزرگ ہین اُن سے سنا۔

مرزا اصغر علی خان نسیم دہلوی

مرزا مچھّو بیگ عاشق لکھنوی ؎

اُٹھ جائیگا وہ غیرتِ گل جبکہ چمن سے　　مُرجھائے ہوئے پھول گلستان مین رہ گئے

اصلاح ؎ جائیگی بہار آپ کے ہمراہ چمن سے　　مرجھائے ہوئے پھول گلستان مین رہ گئے

عاشق کے مصرع مین پھولون کے مُرجھانے کا کامل ثبوت نہ تھا اصلاح سے صرف پہلے مصرع مین روانی اور ترقی ہی نہین پیدا ہوئی بلکہ یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ گئی کہ معشوق کے ہمراہ چمن سے بہار جائے گی اور جب چمن سے بہار رخصت ہوئی تو مُرجھائے ہوئے پھول یقینی گلستان مین رہین گے۔

جناب شیفتہ لکھنوی ؎

گستاخ ہوئے ہاتھ جنون جوش پر آیا　　پابوسی وحشی کو گریبان اُتر آیا

اصلاح ؎ گستاخ ہوئے ہاتھ جنون جوش پر آیا　　پابوسی دامن کو گریبان اُتر آیا

اُستاد نسیم مرحوم نے دوسرے مصرع مین بجائے "وحشی" کے "دامن" بنا کر مطلع کو کتنا بلند کر دیا۔ صرف ایک لفظ کی ترمیم سے مطلع مین کیسا حسُن پیدا کر دیا پابوسی دامن کو گریبان کا اُترنا کتنی پُرلطف بات ہے۔

جناب عبد اللہ خان مہر لکھنوی ابتدا مین میر ناصر علی صاحب سفیر شاگرد ناسخ مرحوم کے شاگرد تھے مگر بعد کو مرزا اصغر علی خان نسیم دہلوی کے سامنے زانوئے ادب تہ کیا تھوڑے ہی دنون کی مشق مین مہر ایسا چمکے کہ اپنے پچھلے اُستاد کے اُستاد شیخ ناسخ پر بھی آوازے کسنے لگے اور علانیہ کہنے لگے ؎

قدر دانِ فکرِ عالی سے یہ پوچھو مہر تم　　کون کہتا ہے کہ ناسخ ہمسے بہتر ہوگیا

؎ یہ اصلاحین منشی محمد صغر صاحب اصغر لکھنوی سے مولف کو ملین۔

جب یہ غزل مرزا صاحب کے سامنے پیش ہوئی آپ مقطع کو دیکھکر مسکرائے پھر کچھ دیر غور کرنیکے بعد اسکو بالکل کاٹ کر مندرجہ ذیل مقطع درج کر دیا ؎

جان دون اِس شکر تاثیر محبت مین کہ مہر　　میری بیتابی سے وہ بیدرد مضطر ہوگیا

یہ بھی ایک اخلاقی اصلاح تھی اسلئے اُردوئے معلیٰ ماہ ستمبر ۱۹۱۰ء سے انتخاب کی گئی۔ مہر ؎

خط آیا آمدِ خطِ رخسار یار کا　　لکھا مٹائیے ورقِ انتشار کا

اصلاح ؎ خط آئے آمدِ خطِ رخسارِ یار کا　　لکھا کہین مٹے ورقِ انتشار کا

مہر کے پہلے مصرع مین "آیا" کا الف دب کر نکلتا ہو اور دوسرے مصرع کا اسلوب بیان اچھا نہین ہے۔ اِن دونون کمزوریون کو اُستاد نے کس حسن سے رفع کیا۔ بغور دیکھنے سے معلوم ہوتا ہو کہ سلاست الفاظ و نفاست بیان کے متعلق کوئی نکتہ ایسا نہین ہی جسکو مرزا صاحب نے بصورت اصلاح شاگرد کو نہ بتایا ہو۔

مہر ؎ اسد رجہ ہی ہر مرغ چمن خوف مین صیّاد　　ہر موج رگِ گل یہ ہو زنجیر کا دھوکا

اصلاح ؎ اسد رجہ ہین سب مرغ چمن خوف مین صیّاد　　ہر موجِ رگِ گل پہ ہی زنجیر کا دھوکا

مہر کے پہلے مصرع مین "ہے" "اور" "ہر" کا تلفظ ایک ساتھ ثقیل ہی نیز "ہر" دونون مصرعون مین اچھّا نہین معلوم ہوتا ثقل تلفظ سے مرزائے مرحوم کو سخت نفرت تھی جہان کہین اس کا شائبہ بھی پاتے فوراً درست کرتے۔ مثلاً

مہر ؎ مسکرانے کا مرے زخم کے ایما یہ ہے　　ایسا نازک تھا تو کیون قتل کو جلّاد آیا

اصلاح ؎ مسکرانے کا مرے زخم کے ایما یہ ہے　　اِس نزاکت پہ عبث قتل کو جلّاد آیا

دوسرے مصرع مین "ایسا نازک تھا تو کیون" کے بجائے "اس نزاکت پہ عبث" بنایا۔ مہر کے دوسرے مصرع مین ثقالت تھی جسے اس اصلاح سے رفع کیا۔ اے سبحان اللہ۔ مہر ؎

گرم مضمون مُسکے میرے ٹھہر نیکے کیا سرِ طبع　　مہر جب نکلا کہان پھر ماہ کامل کا پتا

اصلاح ؎ گرم مضمون سنکے میرے کیا ٹھہرتے سر طبع تھہر جب نکلا کہان پھر مادہ کامل کا پتا

"ٹھہرینگے کیا" مین ثقل تھا بجائے اُسکے "کیا ٹھہرتے" کس قدر فصیح ہے۔

تھہر ؎ گر زلف کی لہر آئے نہانے مین مجھے شوخ ہر موجۂ دریا پہ ہو زنجیر کا دھوکا

اصلاح ؎ زلفون کی ترے لہر نہانے مین گر آئے ہر موجۂ دریا پہ ہو زنجیر کا دھوکا

پہلا مصرع جو بدلا گیا اُسکی خاص وجہ یہ ہے کہ معشوق کے لئے شوخ کا لفظ بغیر "اس" یا "وہ" کے لکھنا نا جائز ہے۔

تھہر ؎ باغ مین غنچہ دہن آیا ہے پھولی پھرتی ہو صبا کیا باعث

اصلاح ؎ باغ مین ہوگا وہی غنچہ دہن پھولی پھرتی ہے صبا کیا باعث

اس شعر کی اصلاح سے بھی یہی ثابت ہے کہ غنچہ دہن کا لفظ بغیر "وہ" یا "اُس" کے نظم کرنا ایک قلم غیر فصیح کیا نا جائز ہے۔ اور ہے بھی واقعی۔

تھہر ؎ ہنسینگے پھوٹ کر سب آبلو دلکے اب ساقی شراب سرخ ہوگی خوشۂ بے تاک سے پیدا

اصلاح ؎ ہنسینگے پھوٹ کر سب آبلے دلکے اب ساقی شراب سرخ ہوگی خوشۂ بے تاک سے پیدا

اُستاد نے پہلے مصرع مین بجائے "پھوٹ کے" "پھوٹ کر" بنایا "پھوٹ کے" کہنا غلط نہین بلکہ عام طور سے پھوٹ کر سے زیادہ فصیح سمجھا جاتا ہے مگر اس خاص موقع پر "ر" کا سکون یائے مجہول کی ناتمامی آواز کے مقابلے مین کہین زیادہ خوشگوار ہے۔ اہل نظر اس اصلاح کو دیکھین اور نسیم کے کمال سخن اور سلامتی مذاق کی داد دین مگر جب اس شعر پر زیادہ غور کیا جائے تو ایک ذرا سا نقص اصلاح کے بعد بھی نظر آتا ہے وہ یہ کہ پہلے مصرع مین بجائے "اب لے" کے اگر "ارے" ہوتا تو اور بھی اس شعر کی لطافت بڑھ جاتی۔ اب اس شعر کو "ارے" کے ساتھ یون پڑھیئے ؎

ہنسین گے پھوٹ کے سب آبلے دلکے ارے ساقی شراب سرخ ہوگی خوشۂ بے تاک سے پیدا

صرف نکات اصلاح دکھانا مقصود ہین نکتہ چینی منظور نہین۔ (اُردوئے معلیٰ)

نواب عاشور علیخان عاشور لکھنوی

محمد نعیم خان صاحب نعیم لکھنوی ؎

عجب انداز کی بُو یار کے کپڑوں سے آتی ہے
بنا بزمِ عروسی جھونپڑا اُس گل کے گاذر کا

اصلاح ؎ عجب انداز کی بُو میلے کپڑوں سے آتی ہے
بنا بزم عروسی جھونپڑا اُس گل کے گاذر کا

جناب نعیم نے مضمون بلاشبہ اچھوتا لکھا تھا مگر دوسرے مصرع میں اُس گل کے الفاظ موجود تھے تو یار کا لفظ حشو ہوا اس حشو کو جناب عاشور نے کس حسن سے دور کیا "میلے کپڑے" ہی اس شعر کی جان سمجھیے اللہ اللہ میلے کپڑوں کی بُو سے اُس گل کے گاذر (دھوبی) کا جھونپڑا بزم عروسی بن گیا بالکل نیا اور اچھوتا خیال ہے۔ مولف کی نظر سے اِس مضمون کا کوئی شعر ابتک نہیں گزرا۔ (از خواجہ عشرت لکھنوی)

آغا ہجو ہندی

جناب جاوید لکھنوی بیان فرماتے ہیں کہ ایکدن میں اور نواب مہدی حسین صاحب ماہر مرحوم اور نواب منے صاحب شہید آغا ہجو صاحب ہندی کی خدمت میں حاضر ہوئے پہلے میں نے اپنی غزل سُنائی۔ کسی شعر پر اصلاح کی ضرورت نہ سمجھی گئی۔ اور نہ کہیں غزل بھر میں کوئی لفظ بنایا گیا۔ میرے بعد جناب شہید نے یہ مطلع پڑھا ؎

قیس دیوانہ تھا مرقد میں اکیلا ہوگا
قبر پر حضرت لیلیٰ کے تو میلا ہوگا

آپ سنکر مسکرائے اور فرمایا کہ "کیا حضرت لیلیٰ آپ کی دادی تھیں" اس فقرہ کا کہنا تھا کہ سب کو بے اختیار ہنسی آگئی مگر پاس ادب سے کھُل کر نہ ہنس سکے بیچارے

شہید تو سناٹے مین آ گئے۔ کہا کہ پھر کیا ہونا چاہئے۔ آپ نے کہا بھئی دوسرے مصرع کو یون بنا دو۔

"قبر لیلی کی سجی جائے گی میلا ہوگا"

سید بندہ کاظم جاوید لکھنوی ؎

محتسب بحث نکر اس سے نہین کچھ حاصل رنگ نیرنگ مین عالم کے ہی شامل میرا

اصلاح ؎ مجکو پروا نہین کچھ آئے خزان جائے بہار رنگ نیرنگ مین عالم کے ہی شامل میرا

اس اصلاح سے شعر مین کسقدر ترقی پیدا ہو گئی۔ ایسا بیمثل مصرع لگانا سخت مشکل ہو ہر ایسے ویسے کو یہی نہین آتا۔

جاوید (مصرع) عقب شاہ صفین تھین یہی کہتی تھی نظر۔

اصلاح (مصرع) عقب شاہ صفین تھین صفت سلک گہر۔

"سلک گہر" استاد نے یہ ٹکڑا جواہر کا رکھدیا۔ صفون کے لیئے سلک گہر موتیون کی لڑی ہے۔ لے سبحان اللہ ؎

قدردان گوہر سخن کے ریاض منہ مرا موتیون سے بھرتے ہین

(از جاوید لکھنوی)

میر بادشاہ علی بقا خلف صبا لکھنوی

محمد جعفر خان صاحب شیدا لکھنوی ؎

دیکھ لین گے وہ کسیطرح سر بزم مجھے انکی آنکھون مین جو تل بھر بھی مروت ہوگی

اصلاح ؎ دیکھ لین گے وہ کنکھیون سے ہی محفل مین مجھے انکی آنکھون مین جو تل بھر بھی مروت ہوگی

کنکھیون سے دیکھنا ایک خاص ادا ہے جو دل عاشق مین تیر بنکر کھٹک جاتی ہی یہ محفل تھی اور یہ خوف تھا کہ معشوق اپنے عاشق کو دیکھے تو ایسا نہو اہل محفل کی نگاہ مین پڑ جین جس سے سر محفل ایک قسم کی رسوائی ہو اسلیئے یہان کنکھیون ہی سے دیکھنا ایک خاص لطف دیتا ہی (از اصغر لکھنوی)

منشی امیر احمد امیر مینائی رح

رنگت یہ رُخ کی اور یہ عالم نقاب کا — دامن میں کوئی پھول لیئے ہو گلاب کا

اصلاح ۔ رنگت یہ رُخ کی اور یہ عالم نقاب کا — دامن میں تم تو پھول لیئے ہو گلاب کا

بادی النظر میں کوئی اصلاح کی جگہ اصل مطلع میں نہ تھی مگر دوسرے مصرع میں جو ترمیم کی گئی، اُس سے ایک پیارا نقشہ آنکھوں کے سامنے کھنچ گیا۔ دامن میں تم تو،، ارے توبہ یہ الفاظ ہیں یا کلیجہ کے ٹکڑے واقعی ایسی اصلاحیں دینا اُستاد عدیم النظیر حضرت امیر مینائی ہی کا حصہ ہے۔

لسان الملک حضرت ریاض ۔

نسیم آئی ہو شمع مزار گل کرنے — وہ اُسکے آنے سے پہلے ہی بجھ گئی ہوگی

اصلاح ۔ نسیم اب آئی ہو شمعِ مزار گل کرنے — وہ اُسکے آنے سے پہلے ہی بجھ گئی ہوگی

صرف ایک لفظ اَب،، کے اضافہ نے اِس شعر کو زمین سے آسمان پر پہنچا دیا۔

سبحان اللہ۔

ریاض ۔ ہنگام نزع گریہ یہاں بیکسی کا تھا — آئی بتائیں کون یہ موقع ہنسی کا تھا

اصلاح ۔ ہنگام نزع گریہ یہاں بیکسی کا تھا — تم ہنس پڑے یہ کونسا موقع ہنسی کا تھا

دوسرے مصرع میں ،،تم ہنس پڑے،، یہ ایک ٹکڑا جواہر کا رکھدیا جوکہ محاورے میں ڈوبا ہوا ہے۔ ریاض کے مصرع میں ہنسنے کا کافی ثبوت نہ تھا اس سے ہنسنے کا ثبوت شعر میں پیدا ہوگیا۔ اصلاح کیا دی موتی پرو دیئے۔ اُستادی اِسی کا نام ہے کہ ایک ٹکڑے کے بدل دینے سے شعر کسقدر بلند ہوگیا۔

ریاض ۔ ذرا روکو تمنا کو تم اپنی — یہ میرے جان کے پیچھے پڑی ہے

اصلاح ۔ تمنا کو تم اپنی منع کر دو — یہ میرے جان کے پیچھے پڑی ہے

حضرت ریاض کے مصرع میں ایک خفیف سا پہلو خلاف مذاق پیدا ہوتا تھا

یعنی یہ کہ تمنا سے پرہیز کرنے کا شائبہ تھا اصلاح سے یہ نقص رفع ہوگیا اور اب یہ مفہوم پیدا ہوا کہ جان جو کہ خاص تمھاری امانت ہے اُسکی گاہک تمنا نہ ہو۔ اِس اصلاح سے شعر مین جو ادبی خوبیان پیدا ہوگئین وہ بیان مین نہین آسکتین۔

ریاض ؎ لے اڑے گیسو پریشانی مری آئینے لے بیٹھے حیرانی مری

اصلاح ؎ لے اُڑے گیسو پریشانی مری آئینے لے بھاگے حیرانی مری

دوسرے مصرع مین بجائے "لے بیٹھے" کے "لے بھاگے" بنایا "لے بیٹھے" مین ایک ذم کا پہلو تھا اِس اصلاح سے یہ نقص رفع ہوگیا اور پہلے مصرع مین "لے اُڑے" تھا اسلیئے "لے بھاگے" اُس کے مقابل مین خوب ہے۔

جناب مضطر خیرآبادی ؎

داغ ہین سیکڑون پنہان دل مین طرفہ پھولا ہے گلستان دل مین

اصلاح ؎ سیکڑون داغ ہین پنہان دل مین طرفہ پھولا ہے گلستان دل مین

الفاظ وہی ہین مگر لفظون کی اُلٹ پھیر نے مطلع مین کیسی روانی اور حسن پیدا کردیا اِدھر تو تعقید دفع ہوئی اُدھر کم مشقی کے عیب کا پردہ رہ گیا۔

شاہزادہ مرزا ولی الدین فدا خلف صاحب عالم شاہزادہ مرزا رحیم الدین حیا دہلوی

بتو پچھتاؤگے ویران کر کے خانۂ دلکو یہ وہ کعبہ نہین جو گر کے ہو تعمیر کے قابل

اصلاح ؎ بتو پچھتاؤگے ڈھاکر ہمارے کعبۂ دلکو یہ وہ کعبہ نہین جو گر کے ہو تعمیر کے قابل

فدا کے شعر مین ویران کرنے سے دوسرے مصرع کا صحیح مفہوم ادا نہ ہوتا تھا کیونکہ پہلے مصرع مین "ویران کرکے" ہے اور دوسرے مین کہا جاتا ہے کہ "یہ وہ کعبہ نہین جو گر کے ہو تعمیر کے قابل" ویرانی کے ساتھ انہدام لازم نہین اور اس کی ضرورت تھی تعمیر کے قابل وہی عمارت ہوتی ہے۔ جو ڈھا دی جاتی ہے۔ اب اس مصرع سے

"بتو پچھتاؤگے ڈھاکر ہمارے کعبۂ دلکو"

دوسرے مصرع کے مفہوم کا ثبوت ہوگیا۔

ہم اپنے مخدوم و محترم دوست جناب سید زاہد حسین صاحب زاہدؔ رئیس سہارن پور کا
کس زبان سے شکریہ ادا کریں کہ موصوف نے ہماری ناچیز استدعا پر خاص توجہ
فرما کر اپنے کلام بلاغت نظام پر حضرت امیر مینائی رحمہ کی وہ اصلاحیں روانہ فرمائیں
جن پر حضرت اقدس کے قلم کے لکھے ہوئے نوٹ ہیں جو نشاط سخن کے لیئے
ایک خوشنما زیور اور سخن سنجوں کے لیئے ایک دلچسپ منظر ہیں۔

زاہد ۔ یارب بتانِ ہند جو اسدرجہ سخت ہیں اِنکے جگر بنائے ہیں دلِ سِل تراش کے
اصلاح ۔ ایسے جو سنگدل ہیں الٰہی بتانِ ہند اِنکے جگر بنائے ہیں دلِ سِل تراش کے
بیان میں زرا روانی آگئی اور "سنگ دل" سے مضمون مصرع ثانی کا ثبوت
قوی ہو گیا۔

امیر فقیر ۱۸۸۶ء

زاہد ۔ اسطرح محفل میں کیوں آئے کہ رسوائی ہوئی بال بکھرے سی چھوٹی آنکھ شرمائی ہوئی
اصلاح ۔ کیوں بھری محفل میں یوں آئے کہ رسوائی ہوئی بال بکھرے الخ
سلاست بیان کی غرض سے بدلا گیا اور کوئی سقم نہیں تھا۔

زاہد ۔ اُف وہ جوبن اُبھر اُبھر اچال اِٹھلائی ہوئی اُبلی پڑتی ہی جوانی جوش پر آئی ہوئی
اصلاح ۔ اُف تیرا جوبن یہ بھر اچال اِٹھلائی ہوئی اُبلی پڑتی ہے ۔ الخ
سلاست بیان کی غرض سے بدلا گیا۔ اور کوئی سقم نہیں تھا طرح دامن گلچیں ۱۸۸۶ء

زاہد ۔ گل میں جو تسا نازنیں ہی نہیں سہی اچھا بگڑتے کیوں ہو تمھیں نازنیں سہی
اصلاح ۔ نازک بجسم سے پھول نہیں ہیں نہیں سہی اچھا بگڑتے الخ
گل کی صفت نازک چاہیئے اور تم سا نازنیں کی جگہ تمھارا سا نازنیں چاہیئے

زاہد ۔ تم کہتے ہو کہ زاہدوں کا کام کیا یہاں یوں ہی ہی تو میں بھی رند ہوں زاہد نہیں سہی
اصلاح ۔ تم کہتے ہو کہ کام یہاں زاہدوں کا کیا یوں ہے ۔ الخ
زاہدوں کا نون دبتا تھا اسلیئے بدلا گیا۔ امیر فقیر ۔ اپریل ۱۸۸۶ء

زاہد ۔ دمِ بوسہ ہوئی خواہش یہانتک | کہ ہم نے لب تو لب چوسی زبان تک
اصلاح ۔ دمِ بوسہ بڑھی خواہش یہانتک | کہ ہم نے لب ۔ الخ

مضمون مابعد کی ترقی بڑھی سے خوب ظاہر ہوتی ہے۔

زاہد ۔ نہ بڑھ اے آہ جا کر لامکان تک | خدا سے ڈر بس اب آگے کہان تک
اصلاح ۔ ٹھہر اے آہ جا کر لامکان تک | خدا سے ۔ الخ

ٹھہر مین زیادہ سلاست ہے۔ (طرح پیام یار) امیر فقیر۔ اکتوبر ۱۸۹۸ء

اِسی زمین مین ایک مطلع ہمین لسان الملک حضرت ریاض کا یاد آگیا جو آسمان تک پہنچ گیا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

بڑھی اس دلکی بیتابی کہان تک | ہمین ہم ہین زمین سے آسمان تک

زاہد ۔ جب یہ پوچھا دھیان کیا بالکل مرا جاتا رہا | بولے جھنجھلا کر کہ ہان جاتا رہا جاتا رہا
اصلاح ۔ جب کہا کیا دھیان بالکل ہی مرا جاتا رہا | بولے ۔ الخ

روانی کے لئے بدل دیا ہے۔

زاہد ۔ آہ ہم سے دوستون نے دشمنی کی اسقدر | دشمنون کی دشمنی کا سب گلہ جاتا رہا
اصلاح ۔ دوستون نے دوست بنکر دشمنی کی اسقدر | دشمنون کی ۔ الخ

بیان مین سلاست اور بندش مین زرا چستی آگئی اور الفاظ کا تناسب بھی ٹھیک ہوگیا۔ (طرح پیام یار) فروری ۱۸۹۸ء

زاہد ۔ تقاضا ہے کہ اک دل اور دو اور اسپہ یہ طرہ | کہین سے لاکے دو چوری کر دو چاہو کہین ڈھونڈھو
اصلاح ۔ تقاضا ہے کہ اک دل او ردو ہم لیکے چھوڑینگے | کہین سے ۔ الخ

(اُسپہ یہ طرہ) کا مقام نہین ہے دوسرے مصرع مین اسی (اک دل اور دو) کا تکملہ ہے اُسپر جُداگانہ مضمون سے ترقی نہین ہے مصرعہ اولی کی ترمیم سے معشوقانہ ضد اور مچلنے کا اظہار ہوگیا۔

زاہد ۔ گیا جو وقت اُسے سمجھو گیا۔ پھر کر نہین آتا | نیا اوگے نیا اوگے کہین دیکھو کہین ڈھونڈھو

اصلاح ؎ گیا جو وقت وہ پھر کر نہین آتا نہین آتا نہ پاؤگے نہ پاؤگے۔ الخ

مصرعۂ ثانی مین جو (نہ پاؤگے) کی تکرار مقید تاکید ہے اُس کے مقابل مصرعۂ اولیٰ مین (نہین آتا) کی تکرار زیادہ مناسب و موزون ہے۔ امیر فقیر ۱۲۔ نومبر ۱۸۹۸ء

زاہد ؎ صدا اس لطف کے کیا لطف ہے یارب تیرا اپنے ہر بندے کو وہ وقت برابر دینا

اصلاح ؎ صدقے اس دین کے کیا دین ہے یارب تیری اپنے ہر بندے کو۔ الخ

چونکہ دوسرے مصرع مین برابر دینے کا بیان ہے اسلیئے پہلے مصرع مین بھی دین کی تعریف زبان و تناسب الفاظ کے لحاظ سے مستحسن و مطبوع ہے۔

امیر فقیر ۷۔ اپریل ۱۸۹۹ء

زاہد ؎ یہ ضعف ہے کہ پاؤن مرا اب تو راہ مین اُٹھتا ہی ہاتھ رکھ کے سر دوش نقش پا

اصلاح ؎ یہ ضعف ہے کہ پاؤن مرا اب قدم قدم اُٹھتا ہے۔ الخ

تناسب الفاظ کے علاوہ قدم قدم دوسرے کے دوش پر ہاتھ رکھ کر اُٹھنا غایت ضعف کو ظاہر کرتا ہے۔

زاہد ؎ روزی گرے پڑے کو پہنچتی ہی انکے گھر ہے میرے آبلون کا لہو نوش نقش پا

نوش کا قافیہ خوب کہا ہے ماشاءاللہ اور مصرع بھی خوب لگایا سبحان اللہ۔ خور و نوش زیادہ مستعمل ہے۔ فقط نوش اس محل پر زبان نہین اور کوئی عیب بھی نہین مضمون بہت اچھا ہے اور معنًا درست ہے لہٰذا رہنے دیجیئے ؎[1]

زاہد ؎ زاہد نے نقش پائے صنم کو مٹا دیا کچھ ایسے ہوش اُڑے نہ رہا ہوش نقش پا

اصلاح ؎ زاہد نے نقش پائے صنم کو مٹا دیا کچھ شوق سجدہ مین نہ رہا ہوش نقش پا

نقش پائے صنم کے مٹانے کی علت پوشیدہ تھی شوق سجدہ نے ظاہر کر دیا اور احترام

---

[1] چونکہ منشی صاحب قبلہ کو زبان مین تامل ہے اسلیئے جو صاحب احتیاط زیادہ کرین اُن کو اس کی تقلید لازمی نہین (مؤلف)

نقش پا اور پرستش بیخودی شوق بھی ثابت ہوگئی۔

امیر فقیر ۲۶۔ فروری ۱۸۹۱ء

زاہد ؎ بدن مین آگ بھڑک جائے جس وہ شے لا — دو آتشہ کوئی کھنچوا کے ساقیا مے لا

اصلاح ؎ بدن مین۔ الخ — دو آتشہ کوئی سرجوش ساقیا مے لا

ترکیب زرا اور تیز ہوگئی۔ — امیر فقیر ۲۶ جولائی ۱۸۹۱ء

زاہد ؎ ہاتھ تک اُسکے جو ہو دسترس جام شراب — کیون نہ اُس ہاتھ سے ہو پھر ہوس جام شراب

اصلاح ؎ ہاتھ تک۔ الخ — کیون نہ میخوارونکو ہو پھر ہوس جام شراب

دوسرے مصرع مین (ہاتھ سے) کی جگہ (میخوارونکو) بنا دیا ہے کیونکہ لطف اسیقدر مے نوشی مین ہے کہ جب جام شراب کو یہ فخر حاصل ہے کہ اُسکے ہاتھ تک پہنچا ہے تو ایسے جام شراب کی ہوس میخوارون کو کیون نہو اور جب (اُس ہاتھ) کہے گا تو جام شراب کے اُس ہاتھ تک پہنچنے کا کیا فائدہ رہے گا۔

زاہد ؎ قافلے ہوش کے رخصت ہو میخوار فسے — شب جو میخانے مین کھڑکا جرس جام شراب

اصلاح ؎ قافلے ہوش کے۔ الخ — سُنکے میخانے مین شور جرس جام شراب

جرس کا کھڑکنا فصحا نہین کہتے اسلیئے بدلا گیا۔ امیر فقیر ۲۰ جنوری ۱۸۹۲ء

زاہد ؎ ساقیا لاکھ پلا جام پس جام شراب — نہ مٹے گی نہ مٹے گی ہوس جام شراب

اصلاح ؎ ساقیا لاکھ۔ الخ — نہ مٹی ہے نہ مٹے گی ہوس جام شراب

(نہ مٹے گی نہ مٹے گی) سے محض زمانہ آیندہ پایا جاتا تھا اب گزشتہ و حال و آیندہ سب زمانے آگئے۔

زاہد ؎ چاٹتا رہتا ہی پیالے ہی کو میخانے مین — بن گیا شیخ تو بالکل مگس جام شراب

اصلاح ؎ کیا بُری چاٹ ہی پیالے ہی چلا جاتا ہے — بن گیا شیخ تو۔ الخ

مصرعۂ اول مین پیالے کی چندان ضرورت نہ تھی معہذا بندش بھی زرا چست ہوگئی۔

امیر فقیر ۱۲۔ فروری ۱۸۹۳ء

زاہد ؎ شہرت سے نزاکت کی یہ دہوکا ہی نہین بھی
جھک جھک کے وہ خود اپنی کمر کیطرف ہی تین

اصلاح ؎ شہرت سے نزاکت کی یہ دھڑکا ہی نہین بھی
جُھک جھک کے - الخ

اِس محل پر دھوکے سے دھڑکا زیادہ موزون ہے (طرح پیام یار)

امیر فقیر - ۱۲ فروری ۱۸۹۳ء

زاہد ؎ کم نہین دردِ مے صاف سے ساقی ہرگز
شیشۂ قلب پہ زنگِ ہوسِ جامِ شراب

اصلاح ؎ دُردیِ عالمِ مستی مین نظر آتی ہے
شیشۂ قلب پہ گردِ ہوسِ جامِ شراب

مے صاف مین دُرد کہان - اور زنگ کو آئینے سے علاقہ ہے نہ کہ شیشے سے -

زاہد ؎ مست و مدہوش سے امید ہدایت عبث ہے
رہنما کب ہی عصا جرسِ جامِ شراب

اصلاح ؎ کیا خرابات نشینون سے ہدایت کی امید
رہنما کب ہی - الخ

جام تو دوسرون کو مست کرنے والا ہے - خود مست و مدہوش نہین -

امیر فقیر - ۲۵ - اگست ۱۸۹۳ء

زاہد ؎ وفورِ سوزشِ دل سے بدن مین آگ لگی
یہ آگ گھر کی جو پھیلی وطن مین آگ لگی

اصلاح ؎ بڑھی جو قلب کی سوزش بدن مین آگ لگی
یہ آگ گھر کی - الخ

روانی ترکیب کی وجہ سے بدلا گیا معہذا سوزشِ قلب کا بڑھنا آگ پھیلنے کے لیے
زیادہ موزون ہے -
امیر فقیر - ۲۲ جون ۱۸۹۴ء

زاہد ؎ عرق جبین بتِ شعلہ رنگ پر یون ہے
عیان ہو آگ مین جیسے طلائے خام کی بوند

اصلاح ؎ عرق جبین - الخ
بھڑکتی آگ مین جیسے طلائے خام کی بوند

"عیان ہو" سے "بھڑکتی آگ مین" زیادہ گرمی و زور ہے -

زاہد ؎ ہوا ہو سرد مجھے سوزِ دل شراب چلے
پڑے اگر کوئی ابرِ سیاہ فام کی بوند

مینہ کی بوند - پانی کی بوند سب درست مگر ابر کی بوند مستعمل نہین - امیر فقیر ۳۰ ستمبر ۱۸۹۴ء

تحریر یا بعد - ابر کی بوند بے شک شعرائے اور شاہ نصیر اور داغ نے کہا ہے - اِس سے یہ
نہین کہا جا سکتا لیکن اپنی اپنی پسند ہے زبانون پر مستعمل نہ ہونے سے میری طبیعت اسکو پسند

نہین کرتی اور اگر آپ اپنے کلام مین لکھنا چاہتے ہین تو چندان مضائقہ بھی نہین۔

زاہد ؎ جگر کو گرمیِ بنتِ عنب نے پھونک دیا — حلال کر دیگی زاہد کو یہ حرام کی بوند

اصلاح ؎ جگر کو گرمی۔الخ — حلال کر گئی زاہد کو یہ حرام کی بوند

کر دیگی۔ کی بجائے اول کا کرنا پسند کرکے اسکی جگہ (کر گئی) بنانا ٹھیک ہے۔

امیر فقیر۔ ۱۹ ستمبر ۱۸۹۵ء

زاہد ؎ ٹپک ٹپک کے نہ سر عندلیب مرجائے — صبا قفس مین نہ پیغام بہمن و دے لا

اصلاح ؎ ٹپک ٹپک کے۔الخ — صبا چمن مین نہ پیغام بہمن و دے لا

بہمن و دے خزان کے مہینے ہین شعر کے معنی اس صورت مین بھی درست ہو سکتے ہین۔ مگر ماہہاے بہار اگر ہوتے تو وہ بلبل کی بیتابی کے واسطے زیادہ تر مناسب ہوتے جیسا کہ شعرا کہا کرتے ہین اب بجائے قفس کے چمن کر دیا گیا ہے اس صورت مین مطلب یہ ہوگا کہ بلبل جو چمن مین مصروف عیش بہار ہے اُس کو آکر پیام خزان نہ سُنا مبادا سر ٹپک ٹپک کر مرجائے۔

امیر فقیر ۱۲۔ اکتوبر ۱۸۹۵ء

زاہد ؎ سنگِ درِ حرم پہ اُسے جا کے کیا رکھین — جو سر کہ کھا چکا ہے ترے سنگ در کی چوٹ

اصلاح ؎ سنگ درِ حرم پہ اُسے کیا جھکائیے — جو سر کہ۔الخ

(رکھین) مین اب تخفیف کاف کو فصحا خلاف فصاحت جانتے ہین۔

زاہد ؎ خالق جو عمر دے تو قوی بھی عطا کرے — بلعم کیطرح سے نکرے دوش و سر کی چوٹ

تمھارے اس شعر کے معنی مین نہین سمجھا کہ بلعم کی طرح دوش و سر کی چوٹ کیا چیز ہے یہ مضمون غالباً کسی قصہ سے متعلق ہوگا جو مجھے معلوم نہین۔ امیر فقیر ۴ مارچ ۱۸۹۶ء

تحریر یا بعدہ۔ بلعم باعور کا حال جو تم نے لکھا ہو کہ بنی اسرائیل کا ایک بڑا عالم و عابد تھا جو بڑھاپے اور کثرت زہد و عبادت سے ایسا نحیف ہوگیا تھا کہ تلامذہ اُس کو پوٹلی مین باندھکر دوش و سر پر لیئے پھرا کرتے تھے انشا نے بھی اپنے مقطع مین کہا ہے۔

انشا ؎ حاسد تو ہی کیا چیز کرے قصد جو انشا — تو توڑ دے جھٹ بلعم باعور کی گردن

مین نے دیکھا اب وہ شعر بے تکلف لکھنے کے قابل ہے - آمیر فقیر ۱۹ - اپریل ۱۸۹۶ء

زاہد ~ وہ جو رنگ رنگ کے قصر تھے وہ عمارتین عجیب تھین
وہان صرف اب ہین کھنڈر پڑے نہ وہ نقش ہین نہ نگار ہے

اصلاح ~ وہ جو رنگ رنگ کے - الخ
کھنڈر اب وہان نظر آتے ہین نہ وہ نقش ہین نہ نگار ہے

الفاظ ھندیہ مین سے آخر کا حرف گرتا ہے بیچ کا حرف نہین گرتا فلہذا وہان کی تصحیح کردی گئی -

زاہد ~ تری بات کا بت بیوفا کوئی کیا یقین کرے بھلا
کبھی اس سے وعدہ عید مین کبھی اس سے قول قرار ہے

قرار بمعنی اقرار عربی و فارسی مین تو نہین ملتا البتہ بغیر واو عطف قول قرار کو جس طرح آپنے اردو کرلیا ہے اس کا مضایقہ نہین -

زاہد ~ جنھین شوق نام و نشان تھا یہی فکر تھی یہی دھیان تھا
انھین یون فلک نے مٹا دیا نہ نشان ہے نہ مزار ہے

اصلاح ~ جنھین شوق تھا کہ نشان رہے کوئی یادگار مکان رہے
انھین یون - الخ

اضافت کی حالت مین اعلان نون جائز نہین - آمیر فقیر ۱۴ - جولائی ۱۸۹۶ء

زاہد ~ ارم ہو حرم ہو دیا دیر ہو
ہمین صرف ذوقِ نظر چاہیئے

اصلاح ~ ارم ہو حرم ہو کہ بتخانہ ہو
ہمین صرف - الخ

"دیا" اب بالکل متروک ہے اس جگہ صرف یا بولتے ہین یا کاف سے کام لیجئے جو یا کے معنی مین آتا ہے -

زاہد ~ حقیقت ہی ہے فی الحقیقت مجاز
(۱) نگاہِ حقیقت نگر چاہیئے
(۲) نگر دیدۂ حق نگر چاہیئے

یہ دونون مصرعے اچھے ہین مگر تناسب الفاظ کے لحاظ سے مصرعۂ اول اول ہے

آمیر فقیر ۱۴ - جولائی ۱۸۹۶ء

زاہد ~ حیران ہون اللہ عجب ذات ہے تیری
پوشیدہ نگاہون سے بھی اور نور نظر بھی

اصلاح ~ حیران ہون - الخ
پوشیدہ نگاہون سے بھی اور پیش نظر بھی

نگاہون سے پوشیدہ کے مقابل پیش نظر چاہیئے نور نظر ہونے سے سامنے ہونا تو نہ پایا گیا -

زاہد ۔ شب ہو چکی پیری کی نمایاں ہے سحر بھی ۔ اٹھو کہیں زاہد کہ ہے درپیش سفر بھی

اصلاح ۔ شب ہو چکی ۔ الخ ۔ بیدار ہو زاہد کہ ہے درپیش سفر بھی

بیدار ہو کہنا زیادہ مناسب مقام ہے اور اٹھو کے ساتھ "کہیں" کچھ بے ضرورت بھی تھا

زاہد ۔ تھا کون جو سنکر مرے مرنے کو نہ رویا ۔ ہاں ایک وہ کافر کہ ہوئی آنکھ نہ تر بھی

اصلاح ۔ تھا کون ۔ الخ ۔ ہاں ایک وہ کٹر کہ ہوئی آنکھ نہ تر بھی

بیدردی اور سنگدلی کٹر کہنے سے زیادہ واضح ہو گئی معہذا آنکھ کی بھی صفت ہے ۔

زاہد ۔ گو خوش ہوں یہ سنکر کہ ہے تم سے بھی محبت ۔ نشتر سے سوا کر گئی ہے کام "مگر" بھی

اصلاح ۔ گو خوش ہوں یہ سنکر "ہمیں تم سے بھی ہے الفت" ۔ نشتر سے ۔ الخ

بندش ذرا صاف ہو گئی اسلئے بدل دیا ورنہ اور کوئی عیب نہ تھا ۔ شعر ہذا کی ردیف نے کیا لطف دیا ہے ۔ بارک اللہ ۔

زاہد ۔ وہ کہہ کے "مگر" چپ پئے اقرار ہوئے ہیں ۔ کچھ کم نہیں انکار سے انکی یہ "مگر" بھی

اصلاح ۔ وہ چپ پئے اقرار "مگر" کہہ کے ہوئے ہیں ۔ کچھ کم نہیں ۔ الخ

قافئے نے کیا لطف دیا ہے ۔ سبحان اللہ ۔

زاہد ۔ مرغان گلستان پہ بلا کچھ تو ہے آئی ۔ سونا ہے چمن پھرتے ہیں اڑتے ہوئے پر بھی

اصلاح ۔ مرغان گلستان پہ بلا آئی ہے کچھ تو ۔ سونا ہے چمن ۔ الخ

تقدیم و تاخیر سے ترکیب ذرا صاف ہو گئی ۔

زاہد ۔ دھڑکا شب تاریک لحد کا ہی نہیں ہے ۔ سنتے ہیں کہ اس شب کی قیامت ہے سحر بھی

اصلاح ۔ دھڑکا شب تاریک لحد ہی کا نہیں ہے ۔ سنتے ہیں ۔ الخ

(ہی) کلمہ انحصار لحد کے بعد چاہئے ۔ سبحان اللہ کیا شعر ہوا ہے ۔

امیر فقیر ۳۰ دسمبر ۱۸۹۶ء

زاہد ۔ یوں عیاں تر دامنی سے پاکدامانی ہوئی ۔ مے بھی پی تو جامۂ احرام میں چھانی ہوئی

اصلاح ۔ یوں بہم تر دامنی سے پاکدامانی ہوئی ۔ مے بھی پی ۔ الخ

اصلاح ۔ یون بہم تر دامنی سے پاکدامانی ہوئی | مے بھی پی تو جامۂ احرام مین چھانی ہوئی

تردامنی و پاکدامانی کا اکٹھا ہونا عیان ہونے سے زیادہ لطیف ہے۔

زاہد ۔ ہے اگر غیرت نہ آئیگی حیا پھر وصل مین | رات اس ناخواندہ مہمانکی وہ مہمانی ہوئی

اصلاح ۔ باحیا ہے تو نہ آئیگی حیا پھر وصل مین | رات اس۔ الخ

ترکیب زرا صاف ہوگئی اور لفظی تناسب بھی ہوگیا۔

زاہد ۔ دبگئی چوٹی جو کروٹ مین تو یون بلک کر کہا | کیون مرے پیچھے پڑی ہے کیون تو دیوانی ہوئی

اصلاح ۔ دبگئی چوٹی جو کروٹ مین تو جھنجھلا کر کہا | کیون مرے الخ

جھنجھلا کر زیادہ مناسب و صاف ہے۔ امیر فقیر ۲۲۔ جولائی ۱۸۹۸ء (طرح دامن گلچین)

زاہد ۔ خم مرے رکھدیا لا کر اگر مانگی پیالی ہے | خدا رکھے مرے ساقی کو کیا ہی ظرف عالی ہے

اصلاح ۔ خم مرے رکھدیا ہے لاکے جب مانگی پیالی ہے | خدا رکھے۔ الخ

دونون جگہ فعل بھی یکسان ہوگیا اور ترکیب بھی صاف ہوگئی۔

زاہد ۔ چڑھا جاتے تھے خم کر خم کبھی اب یہ حالت ہے | دو اکیطرح پی جاتی فقط آدھی پیالی ہے

اصلاح ۔ چڑھا تے جاتے تھے الخ | دو اکیطرح پی جاتی کوئی آدھی پیالی ہے

فقط سے کوئی زیادہ اچھا ہے کیونکہ فقط سے تعین مقدار ضمناً ہوتا ہے اور کوئی سے تقریباً۔

امیر فقیر ۱۲۔ مارچ ۱۸۹۹ء (طرح دامن گلچین)

زاہد ۔ کیا وصف ہو اُس خالق بیچون و چرا کا | یہان ورد ہے سبحانک لا علم لنا کا

یان اور وان یا یہان اور وہان بروزن فاع فصحائے لکھنؤ اب نہین لکھتے لیکن آپ چونکہ دہلی کی زبان پسند کرتے اور اُسی کا اتباع کرتے ہین اسلیئے آپ لکھیئے۔

زاہد ۔ واقف نہین کوئی مرے انداز بیان سے | جو ہے وہ یہان ہوتا ہے اپنا ہی بھاکا

اصلاح ۔ واقف نہین الخ | ہر شخص یہان ہوتا ہے اپنا ہی بھاکا

بیان و ترکیب زرا صاف ہوگئی۔ امیر فقیر ۴۔ اپریل ۱۸۹۹ء

زاہد ؎ جب کہتا ہون دل دو مجھے بھلا دین کیا دیکھکر ہنس کے فرماتے ہین وہ اپنا کلیجا دیکھکر

اصلاح ؎ جب یہ کہتا ہون الخ ناز سے کہتے ہین وہ اپنا کلیجا دیکھکر

اِس محل پر ناز زیادہ موزون ہے۔

زاہد ؎ پائے خم پر آج زاہد خم ہین کیون اُنسے کہو آپ یہ سجدہ کدھر کرتے ہین قبلہ دیکھکر

اصلاح ؎ پائے خم پر حضرت زاہد ہین خم کہدے کوئی آپ یہ سجدہ الخ

بیان و ترکیب کی صفائی کے لئے بدل دیا۔

زاہد ؎ تیغ ناحق کھینچتے ہو دم ہی بسمل مین نہین ہاتھ روکو کیا ستم کرتے ہو ہا ہا دیکھکر

اصلاح ؎ تیغ کسپر تولتے ہو دم ہی بسمل مین نہین ہاتھ روکو الخ

تولنے مین جو خوبی ہے وہ کھینچنے مین نہین۔ ماشاء اللہ چشم بد دور کیا قافیہ اور کس خوبی سے نظم کیا ہے۔ ابتو آپ زبان اور محاورات خوب ہی لکھتے ہین۔ امیر فقیر یکم اکتوبر سنہ ۱۸۹۹ء

زاہد ؎ مانع ہین مے سے قاضی مفتی و محتسب پیدا ہوئے ہین حق کے دربان کیسے کیسے

اصلاح ؎ مانع ہین مے سے شحنہ و قاضی و محتسب پیدا ہوئے الخ

مفتی فتوی دیدیتا ہے روکنے کے لیے شحنے کا ہونا ضروری تھا قافیہ نے پہلو سے کہا ہے۔ بارک اللہ۔ امیر فقیر ۱۷ مارچ سنہ ۱۹۰۰ء

زاہد ؎ ادائین یہ ساقی کی زاہد کو بھائین کہ جھٹ توڑ بیٹھا وہ دیندار توبہ

بھانا پسند آنا کے معنی مین فصحائے لکھنؤ نہ بولتے ہین نہ لکھتے ہین اگر اہل دہلی بولتے ہین تو آپ شوق سے لکھیے توسیع زبان کا بھی آپ کو بہت خیال ہے۔ امیر فقیر ۲۶ اگست سنہ ۱۹۰۰ء

حکیم برہم صاحب ایڈیٹر و پروپرائٹر اخبار مشرق گورکھپور۔

برہم ؎ غضب کی شوخیان کرنے لگی ہے نظر کس سے اے ظالم لڑی ہے

اصلاح ؎ غضب کی شوخیان کرنے لگی ہے ارے ظالم نظر کس سے لڑی ہے

برہم کا دوسرا مصرع ذرا الجھا ہوا تھا تعقید بھی تھی۔ انھین الفاظ کو استاد کامل نے کس حسن سے الٹا کہ شعر فصیح تر ہو گیا اور تعقید کا عیب بھی رفع ہو گیا۔

اصل ؎ نکلتی ہی نہین دل سے یہ ظالم — نظر انداز سے ایسی گڑی ہے
اصلاح ؎ نکلتی ہی الخ — نگاہِ یار کچھ ایسی لڑی ہے

اصل دوسرے مصرع مین اسکا پتہ نہ تھا کہ کسکی نظر انداز سے گڑی ہے اب نگاہِ
سے شعر کا صحیح مفہوم ادا ہوگیا اور باہم دونون مصرعون مین ربط بھی پیدا ہوگیا۔

اصل ؎ دربان سے یہ پوچھتا ہے دشمن کہ صبح تبا — کل تک یہان پڑا تھا وہ بیمار کیا ہوا
اصلاح ؎ دربان سے یہ پوچھتا ہے عیسیٰ نفس تبا — کل تک یہان پڑا تھا جو بیمار کیا ہوا

پہلے مصرع مین "عیسیٰ نفس" کا ٹکڑا بیمار کی مناسبت سے کسقدر موزون ہے اور
سرے مصرع مین بجائے "وہ" کے "جو" بنا کر اثبات ردیف کا لطف دوبالا کر دیا۔

اصل ؎ ہو حق کی اب صدا ہے نہ شور نشاط ہے — تیرا عروج خانۂ خمار کیا ہوا
اصلاح ؎ ہو حق کی اب صدا ہے نہ جوش نشاط ہے — سنسان کیون ہے خانۂ خمار کیا ہوا

پہلے مصرع مین بجائے "شور" کے "جوش" بنایا "شور نشاط" کی ترکیب اچھی نہ تھی شور
کہتے ہین۔ نشاط کے لیے جوش ہی کچھ مناسب ہے دوسرے مصرع مین بجائے "تیرا عروج"
"سنسان ہے" بنایا "تیرا عروج" گو غلط نہ تھا۔ مگر جب نہ ہو حق کی صدا نہ جوش
ط تو نرا سنسان ہی کا تھا جو استاد عدیم النظیر نے بنا دیا۔ اہل مذاق ذرا غور سے
صلاح کو دیکھین اور حضرت کے کمال سخن کی داد دین۔

اصل ؎ پھولو نہین غیر کے تو نہین وہ چلا گیا — باسی گلے کا ہار ترے یار کیا ہوا
اصلاح ؎ پھولو نہین غیر کے تو نہین ملگیا کہین — اُترا ہوا گلے کا ترے ہار کیا ہوا

پہلے مصرع مین "وہ چلا گیا" یہ ٹکڑا ثقیل اور مذموم تھا۔ بجائے اسکے "ملگیا کہین"
قدر فصیح ہے اور اس ترمیم سے شعر فصیح اور بامحاورہ ہوگیا۔

اصل ؎ آبرو گر کے تو قدمونپہ بڑھانا اپنی — دیکھکر آنکھو نہ لے اشک فنا ہوجانا
اصلاح ؎ آبرو لوٹ کے قدمونپہ بڑھانا اپنی — دیکھکر آنکھو الخ

پہلے مصرع مین بجائے "گر کے ٹُکے" "لوٹ کے" بنایا "تو" کا لفظ پہلے مصرع مین نہ اُدتھا "لوٹ کے" سے سلاست اور روانی پیدا ہو گئی اور حشو کا عیب بھی رفع ہو گیا۔

برہم ؎ ہو گئی غیر اُسے دیکھ کے حالت میری جان جاتی ہو کہ آتی ہی طبیعت میری

اصلاح ؎ ہوتی ہی غیر اُسے دیکھ کے حالت میری جان جاتی ہی۔ الخ

پہلے مصرع مین بجائے "ہو گئی" کے "ہوتی ہی" کیونکہ دوسرے مصرع مین "جان جاتی ہی" کہا گیا ہی اسلیے پہلے مصرع مین "ہوتی ہی" بنایا جسنے تقابل کا لطف پیدا کر دیا۔

برہم ؎ کسیکے حسن کے پرتو نے کر دیا بیتاب جو آج برق سر طور تلملاتی ہے

اصلاح ؎ یہ کسکے حسن کے پرتو نے کر دیا بیتاب جو آج الخ

اس اصلاح سے شعر مین صفائی پیدا ہو گئی۔

برہم ؎ بہت قریب مگر ہے بہار کا موسم کلی کلی مرے دامن کی مسکراتی ہو

اصلاح ؎ بہت قریب ہی شاید بہار کا موسم کلی کلی مرے دامن کی مسکراتی ہو

اِس اصلاح سے شعر مین جو خوبیان پیدا ہو گئین وہ زبان قلم سے ادا نہین ہو سکتیں حضرت برہم نے اِس شعر مین بہار کا ایک ایسا دلفریب سین دکھایا ہی کہ جسکے لطف کچھ دل ہی اُٹھا سکتا ہے۔ اصلاح نے سونے مین سُہاگے کا لطف دیا ہی۔ اِس زمین مین اس سے بہتر شعر نکالنا مشکل ہی نہین بلکہ ناممکن ہی۔ گو "مگر" کے معنی بھی یہان شائد ہی کے ہین مگر "شاید" سے شعر مین جو سلاست اور روانی پیدا ہو گئی وہ محتاج بیان نہین۔

جناب عابد حسین صاحب عابد سہسوانی۔

عابد ؎ دل کیا دیا ہی پہلو سے نقدِ فادیا ہم خود بگڑ گئے مگر اُن کو بنا دیا

اصلاح ؎ دِل کیا دیا خزانۂ نقدِ وفا دیا ہم خود بگڑ گئے الخ

نقدِ وفا کے لیے "خزانہ" کا لفظ گویا جواہر کا ٹکڑا رکھدیا جس سے مطلع کی شان دوبالا ہو گئی اور پہلے مصرع مین "پہلو" کا واو بھی گرتا تھا جو کہ ناجائز ہے۔ اصلاح سے

نقص بھی رفع ہو گیا۔

عابد ۔ سبب پوچھو کلیجے پہ داغ کھانے کا ۔۔۔ نتیجہ ہے یہ حسینون سے دل لگانے کا
اصلاح ۔ سبب نہ پوچھو الخ ۔۔۔ یہ پھل ملا ہے حسینون سے دل لگانے کا

پہلے مصرع مین داغ کا ذکر ہے۔ اِس مناسبت سے دوسرے مصرع مین "پھل" کا لفظ لایا گیا پھول مین پھل پیدا کر کے تشبیہ کی تجدید کر دی۔

عابد ۔ نکلا ہے ابھی میرا جنازہ ۔۔۔ یہ بھی کوئی وقت ہے خوشی کا
اصلاح ۔ ہے آنکھون کے سامنے مری لاش ۔۔۔ یہ بھی کوئی وقت ہے ہنسی کا

اصلاح مین آنکھونکے سامنے لاش دکھائی گئی ہے اور دوسرے مصرع مین بجائے خوشی "کے ہنسی بنایا ہے۔ عابد کے شعر مین خوشی کا ثبوت نہ تھا اور اب ہنسی سے شعر مین یہ خوبی پیدا ہوئی کہ مری لاش آنکھون کے سامنے ہے اور تم ہنس رہے ہو یہ وقت ہنسی کا نہین ہنسی کا آجانا خلاف فطرت نہین۔ شوخی اور کم سنی کا اقتضا ہے کہ بات بات پر ہنسی آئے خوشی کا اظہار اُسوقت تک ناممکن ہے کہ جب تک پہلے مصرع مین سامان خوشی نہ دکھایا جائے الحمد اللہ کیا اُستادانہ اصلاح ہے۔

عابد ۔ نظر اُنسے لڑا کے دیکھ لیا ۔۔۔ دل پہ تلوار کھا کے دیکھ لیا
اصلاح ۔ نظر اُنسے ۔ الخ ۔۔۔ برچھیان دل پہ کھا کے دیکھ لیا

گو تلوار سے بھی نظر کو استعارہ کرتے ہین مگر برچھیون نے شعر پر صیقل کر دی۔

عابد ۔ تھام کر ہم جگر کو بیٹھ گئے ۔۔۔ تمنے جب آنکھ اٹھا کے دیکھ لیا
اصلاح ۔ ہم کلیجہ پکڑ کے بیٹھ گئے ۔۔۔ تم نے جب ۔ الخ

پہلے مصرع کی تبدیلی نے جو خوبیان پیدا کر دی ہین اُن کا لطف دل ہی اٹھاتا ہے اگر اظہار کیا جائے تو شاید کمی کا اظہار ہو۔

عابد ۔ بدگمان کیون ہے ہو لو دیکھ لو داغِ وفا ۔۔۔ چاک کرتے ہین ابھی ہم جگر و دل اپنا
اصلاح ۔ بدگمان کیون ہے ہو ۔ الخ ۔۔۔ ہم ابھی چاک کئے ڈالتے ہین دل اپنا

جناب عابدؔ کے پہلے مصرع مین داغ وفا کے دکھانے کا ذکر کیا گیا ہے اور دوسرے مصرع مین جگر و دل کے چاک کرنے کو کہا ہے۔ داغ وفا کا تعلق صرف دل کے لئے بہت موزون ہے جگر کی ضرورت نہ تھی۔ اِس اصلاح سے یہی عیب نہین رفع ہوا بلکہ شعر مین روانی بھی پیدا ہو گئی۔

عابدؔ ۔ رکھنا اچھی طرح دیکھو یہ نہ کھونے پائے — دیتے ہین اپنی نشانی تمھین ہم دل اپنا

اصلاح ۔ کھو نہ دینا کہین ایجان یہ عذر کرلو — دیتے ہین۔ الخ

اصل پہلے مصرع مین طرح کی "ح" تقطیع سے گر رہی تھی۔ اس لیئے اصلاح دی گئی جس سے یہ نقص بھی رفع ہو گیا اور ضعف نظم کا بھی جاتا رہا۔

عابدؔ ۔ خبر مجھ کو ایسی سنائی ہے جاکے حیرتناک — کہ نامہ بر انھین وہ نامہ بر کو دیکھتے ہین

اصلاح ۔ بہم ہوئی ہے خدا جانے گفتگو کیسی — کہ نامہ بر۔ الخ

اِس اصلاح سے شعر مین کسقدر بلاغت پیدا ہو گئی۔

بہم ہوئی ہے خدا جانے گفتگو کیسی

اِس مصرع نے شعر مین ایک خاص حسن پیدا کر دیا اب اِس کی معنوی خوبیان ملاحظہ ہون۔ خدا جانے نامہ بر نے کیا کہا اور پھر اُس کا جواب کسی نے کیا دیا کہ ایک دوسرے دیکھ رہے ہین وہ منظر دکھایا گیا ہے جو اکثر مشاہدے مین آتا رہتا ہے۔

عابدؔ ۔ تری گلی سے پھرا ہی آتی گھڑی ہے ہم — پھرا ہوا نظر نامہ بر کو دیکھتے ہین

اصلاح ۔ تری گلی سے یہ کیا دیکھکر پھرے ہے کہ ہم — پھرا ہوا۔ الخ

پہلا مصرع الجھا ہوا تھا اب "تری گلی سے یہ کیا دیکھکر پھرا ہے" اس ٹکڑے نے شعر مین کیا کیا معنی پیدا کر دیئے۔ اِس اصلاح سے شعر مین معنویت پیدا ہو گئی۔

عابدؔ ۔ اپنی ہم آبرو نہین دل کی ہم آرزو نہین — داغ دل عدو ہین کوئی ہمین مٹائے کیون

اصلاح ۔ عزت و آبرو نہین حسرت و آرزو نہین — داغ دل عدو۔ الخ

عزت و آبرو نہین حسرت و آرزو نہین اس انداز بیان کا کیا کہنا جس

داد دینے سے زبان قاصر ہے۔

عابد ؎ داب دینے سے غرض لاش ہماری یار و دیر کی خاک سہی کعبہ کی مٹی نہ سہی

اصلاح ؎ ہے غرض لاش کے پیوند زمین ہونے سے دیر کی۔ الخ

جناب عابد کے پہلے مصرع مین ،، داب دینے ،، کا ٹکڑا ذم کا پہلو لیئے ہوے تھا۔ ،، پیوند زمین ،، نے شعر مین فصاحت و بلاغت پیدا کر دی اور ذم کا نقص بھی رفع ہو گیا۔

عابد ؎ نزع کے وقت کوئی غیر نہ پہچانے گا موت کے پردے مین کر جاؤ عیادت میری

اصلاح ؎ نزع کے وقت۔ الخ موت کے بھیس مین کر جاؤ عیادت میری

اُستاد عدیم النظیر نے بجاے ،، پردے ،، کے بھیس ،، کا لفظ ایسا برمحل رکھدیا کہ جسکی جسقدر تعریف کی جاے کم ہے۔

عابد ؎ یہی غمخوار ہے اپنا شب تنہائی مین داغ کہ ہمنے کلیجے سے لگا رکھا ہے

اصلاح ؎ یہی دلسوز ہے اپنا شب تنہائی مین داغ کو۔ الخ

اُستاد نے پہلے مصرع مین بجاے ،، غمخوار ،، کے ،، دلسوز ،، بنایا داغ کے لئے ،، دلسوز ،، کس قدر با محل ہے صرف ایک لفظ کے بدلنے سے شعر شعر ہو گیا۔ فی الحقیقت اصلاح اسی کا نام ہے۔

عابد ؎ دفن کر کے مجھے ہٹ جاؤ کہ تم سے پہلے نوحہ گر میری لحد پر مرے ارمان ہونگے

اصلاح ؎ دفن کر کے مجھے ہٹ جاؤ کہ تم سے چھپ کر نوحہ گر۔ الخ

پہلے مصرع مین بجاے ،، تم سے پہلے ،، کے ،، تم سے چھپ کر ،، بنا کے شعر کو بلند تر کر دیا ،، تم سے چھپ کر ،، نے جو لطف دیا اُس کے مزے کچھ دل ہی اٹھاتا ہے اللہ اللہ کیا اصلاح دی ہے عام قاعدہ ہے کہ جب کسی سوگوار کے سامنے کوئی روتا ہے تو اُسکا غم تازہ ہو جاتا ہے مرنے والے کی یاد کلیجے مین چٹکیاں لے کر بے چین کر دیتی ہے اس لئے معشوق سے خطاب ہے۔ کہ تم ہٹ جاؤ تم سے چھپ کر مرے ارمان نوحہ گر ہونگے یا یہ کہ میری قبر پر کسی کا رونا تمھارے خلاف ہوگا اسلیئے چھپ کر رونا مقصود

ہو اور اس کے علاوہ کسی معنوی صورتیں پیدا ہوتی ہیں لفظ کیا ہے معنوی طلسم ہے
جس میں نیرنگ معانی کا ہجوم ہے۔ یہی صلاح نہیں اعجاز ہے۔

عابدؔ۔ جسنے پہلو سے دل چرایا تھا اب وہ آنکھیں چرائے جاتا ہے
صلاح۔ اپنے پہلو سے دِل چرایا تھا یہ جو آنکھیں چرائے جاتا ہے

صلاح کیا دی تصویر کھینچ دی اب زبان کی لطافت اور شعر میں جو بیساختہ پن
پیدا ہو گیا اسے بھی ملاحظہ فرمائیے۔

عابدؔ۔ دلکے دینے میں نہ جھگڑا ہو نہ قصا کوئی بس غرض یہ ہی کہ چھوٹے نہ تقاضا کوئی
صلاح۔ دل کے۔ الخ بات اتنی ہی کہ چھوٹے نہ تقاضا کوئی

دوسرے مصرع میں بجائے "بس غرض یہ ہے" کے "بات اتنی ہے" بنا دیا۔ اب
بات بن گئی۔

عابدؔ۔ غسل و تکفین کو ہم بعد فنا یہ سمجھے یار نہلاتے ہیں پوشاک بدلنے کیلئے
صلاح۔ دم تکفین جو دیا غسل تو ہم یہ سمجھے یار نہلاتے۔ الخ

اصل مصرع کسی قدر اُلجھا ہوا تھا اسی مضمون کو اُستاد نے اپنے الفاظ میں نظم کر دیا۔

عابدؔ۔ گرمیاں صلبت کی یاد آئیں جو فرقت میں ہمیں دل جلانیکو ہمارے داغ حرمان ہو گئیں
صلاح۔ ہجر میں جب یاد آئیں وصل کی وہ گرمیاں دل جلانیکو ہمارے آہ سوزان ہو گئیں

پہلے مصرع میں "صلبت" کا لفظ بدلا جسے بعض اساتذہ نے غیر فصیح سمجھ کر متروک
کر دیا ہے۔ دوسرے مصرع میں بجائے "داغ حرمان" کے "آہ سوزان" کتنا موزون
ہے کیونکہ داغ حرمان دل جلانے کے لئے ناکافی تھا اور آہ سوزان نے دل کا جلانا
ثابت کر دیا۔

عابدؔ۔ دیکھتے ہی جلوۂ رخسار حیران ہو گئیں آتے ہی آگے ترے دیوانی پریاں ہو گئیں
صلاح۔ دیکھتے ہی۔ الخ تیرا سایہ پڑتے ہی دیوانی پریاں ہو گئیں

دوسرے مصرع میں پریوں کی مناسبت سے سایہ کا لفظ بنایا گیا جس سے بندش

مین چستی اور مطلع مین روانی پیدا ہو گئی۔

عابد ؎ طرہ و جبغہ دستار پیچ ہین طرفہ لیکن طرہ خوبی مین ہوان تینون کے اوپر سہرا

اصلاح ؎ طرہ و جیغہ دستار پیچ ہین سب چوٹی کے دلکے لینے مین مگر طرہ ہے سب پر سہرا

پہلے مصرع مین "ہین طرفہ لیکن" کے بجائے "ہین سب چوٹی کے" بنایا اور دوسرے مصرع مین "تینون کے اوپر" مین رکاکت اور ذم کا پہلو بھی تھا اس لئے بدلا گیا جس سے شعر بہت صاف ہو گیا اور ذم کا پہلو بھی نکل گیا۔

عابد ؎ نہین ملتا یہ ہوا تیرے رخ پر سہرا پڑھ رہا ہے سبق مصحف اطہر سہرا

اصلاح ؎ نہین ہلتا۔ الخ پڑھ رہا ہے سبق مصحف انور سہرا

دوسرے مصرع مین بجائے "اطہر" کے "انور" بنایا مصحف کی صفت اطہر تحصیل حاصل مگر لفظ انور مصحف پر نور رخ علی نور ہو گیا۔

عابد ؎ نامہ ہمارا دیکھ کے اُسنے عتاب مین قاصد کا سر اُتار کے بھیجا جواب مین

اصلاح ؎ نامہ ہمارا۔ الخ قاصد کے ہاتھ کاٹ کے بھیجے جواب مین

سر اُتارنا گو غلط نہ تھا۔ مگر قاصد کے ہاتھ کا قصور تھا کیونکہ وہ خط ہاتھ مین لایا تھا اسلیئے دوسرا مصرع یون بدلا گیا"

قاصد کے ہاتھ کاٹ کے بھیجے جواب مین

اب اِس سے شعر مین صفائی پیدا ہو گئی۔

جناب حکیم عابد علی صاحب کوثر خیر آبادی ؎

بند محرم کے نہ کس کر باندھو دیکھو یہ فتنے اُبھر آئین گے

اصلاح ؎ بند محرم۔ الخ اور یہ فتنے اُبھر آئین گے

دوسرے مصرع مین بجائے "دیکھو" کے "اور" بنایا جس سے شعر مین کسقدر ترقی پیدا ہو گئی۔

کوثر ؎ کہا جو اُسنے عنایت کبھی ہو گی بگڑ کے بولے اگر جان پر بنی ہو گی

اصلاح ۔ کہا جو ۔ الخ　　　تو ہنس کے بولے کہ جب جان پر بنی ہوگی

دوسرے مصرع کی ترمیم سے مطلع میں کسقدر صفائی پیدا ہو گئی اور لفظ "جب" سے پہلے مصرع کا صحیح مفہوم ادا ہو گیا۔

کوثر ۔ مری خوشی سے عدو کو ملال ہوتا ہے　　　مرے ملال سے اُس شوخ کو خوشی ہوگی

اصلاح ۔ مجھے ملال ہے اپنے ملال ہی تو یہ ہے　　　کہ میرے رنج سے اغیار کو خوشی ہوگی

اِس اصلاح سے شعر میں ایک خاص ادا پیدا ہو گئی "مجھے ملال سے اپنے ملال ہے تو یہ ہے" اس مصرع کی فصاحت و بلاغت کا کیا کہنا۔ دوسرے مصرع میں "اُس شوخ کو خوشی ہوگی" کانوں کو بھلا نہ معلوم ہوتا تھا "اغیار کو خوشی ہوگی" بہت خوب ہے۔

کوثر ۔ لحد پہ چادرِ گل نت نئی پڑی ہوگی　　　ہماری قبر دلہن کی طرح سجی ہوگی

اصلاح ۔ لحد پہ چادرِ گل روز اک نئی ہوگی　　　ہماری قبر ۔ الخ

اصلاح سے روانی اور فصاحت پیدا ہو گئی۔

کوثر ۔ کسر نہ رونے میں اے چشمِ تر اٹھا رکھنا　　　ذرا جو تھم گئے آنسو تو کرکری ہوگی

اصلاح ۔ جھپک نہ جائے مری آنکھ ابرِ تر سے کہیں　　　ذرا جو تھم گئے آنسو بڑی ہنسی ہوگی

ابرِ تر سے آنکھ کا تقابل مزہ دے گیا مصرع ثانی میں بجائے "کرکری" کے "ہنسی" خصوصاً رونے کے مقابلہ پر کس قدر پُر لطف ہے۔

کوثر ۔ خدنگِ ناز کے ٹھیرے دل و جگر طالب　　　جو تیر آئیگا کیا کیا کشاکشی ہوگی

اصلاح ۔ خدنگِ ناز کے طالب ہیں دل جگر دونوں　　　بڑے مزے کی کشاکش میں دل لگی ہوگی

اصلاح سے پہلا مصرع صاف ہو گیا دوسرے مصرع میں کوثر صاحب کہہ گئے تھے "جو تیر آئے گا کیا کیا کشاکشی ہوگی" خدنگ ناز جب پہلے مصرع میں موجود ہے تو تیر کا ذکر بیکار ہے اسلیئے یہ مصرع نہایت عمدہ بنایا گیا کہ "بڑے مزے کی کشاکش میں دل لگی ہوگی" "دل لگی" کے لفظ نے اِس شعر کو اور دل آویز کر دیا۔

کوثر ۔ کبھی تو بیٹھیں گے زانو دبا کے خلوت میں　　　وہ دن بھی آئیگا اُنسے کھلی ڈلی ہوگی

اصلاح ؎ کبھی تو بیچ سے اُٹھے گا شرم کا پردہ کبھی تو اُنکی مری بے تکلفی ہوگی

مضمون وہی ہے مگر استاد نے اپنے الفاظ مین کس حسن سے نظم کر دیا۔

کوثر ؎ مری طرح مری شمع لحد بھی روتی ہے تمام عمر مین شاید کبھی ہنسی ہوگی

اصلاح ؎ مری طرح۔ الخ مجھے تو یاد نہین ہے کبھی ہنسی ہوگی

پہلے سے اب شعر مین کس قدر ترقی پیدا ہوگئی۔

کوثر ؎ ہمارے ہاتھون نے لوٹی ہے وصل کی لذت ضرور شرم وحیا انکی کوستی ہوگی

اصلاح ؎ شرارتون سے جلایا ہے وصل مین اُنکو ضرور اُنکی حیا ہم کو کوستی ہوگی

پہلے مصرع کی ترمیم سے شعر مین معنویت پیدا ہوگئی دوسرے مصرع مین شرم وحیا قریب المعنی ہین صرف حیا کافی ہے "ہمکو کوستی ہوگی" اِس ٹکڑے سے شعر مین صفائی پیدا ہوگئی۔

کوثر ؎ نہوگا گوشہ دل یہان سے خالی سدھاریگا جو الم غم کی چھاونی ہوگی

اصلاح ؎ نہوگا گوشۂ۔ الخ سدھاریگی جو خوشی غم کی چھاونی ہوگی

دوسرے مصرع مین "سدھارے گا جو الم" کے بجائے "سدھارے گی جو خوشی" کسقدر فصیح ہے الم کا استعمال اس موقع پر اچھا نہ تھا خوشی ہی کا محل اچھا معلوم ہوتا ہے۔

کوثر ؎ یاس وحسرت درد وغم رنج والم اے فلک اتنی مصیبت ایکدم کیوا سطے

اصلاح ؎ یاس وحسرت۔ الخ اے فلک اتنے مصائب ایکدم کیواسطے

دوسرے مصرع مین بجائے "اتنی مصیبت" کے "اتنے مصائب" بنایا جس سے پہلے مصرع کا مفہوم ادا ہوگیا کیونکہ پہلے مصرع مین یاس وحسرت درد وغم وغیرہ کا ذکر کیا گیا ہے۔

کوثر ؎ جسقدر تقدیر مین ہے وہ پہنچتا ہے ضرور سعی لاحاصل تلاش بیش وکم کیواسطے

اصلاح ؎ جسقدر۔ الخ سعی لاحاصل ہے رزق بیش وکم کیواسطے

دوسرے مصرع مین "تلاش" کا لفظ زائد تھا۔ اس لئے استاد نے بجائے اسکے رزق

کا لفظ بنا کر شعر کو درست کر دیا۔

کوثر ہ اقرار وصل پردہ ڈھٹائی پسی کہتے ہین سوہان روح ہو گیا اقرار کیا ہوا

اصلاح ہ جب عہد وصل دلاتا ہون مین انھین کہتے ہین میری چڑھ ہوئی اقرار کیا ہوا

ظاہر ہی کہ اس اصلاح سے شعر مین ایک حسن پیدا ہو گیا دوسرے مصرع مین "سوہان روح" معشوق کے لیئے اچھا نہ تھا "چڑ" کا لفظ اِس موقع کے لیئے خاص طور سے موزون ہی۔

کوثر ہ کِسکی خدنگِ ناز نے گھائل کیا تجھے ہر دم کراہتا ہے دلِ زار کیا ہوا

اصلاح ہ کِسکی خدنگِ الخ کیون تو کراہتا ہی دلِ زار کیا ہوا

اصلاح سے اثبات ردیف کا لطف دوبالا ہو گیا۔

کوثر ہ نظارۂ جمال سے غش کھا کے گر پڑے تم کو خبر نہین ہے سر دربار کیا ہوا

اصلاح ہ موسیٰ نقاب اُٹھتے ہی غش کھا کے گر پڑے پوچھا تو ہوتا طالبِ دیدار کیا ہوا

اصل شعر بہت اُلجھا ہوا تھا۔ کون غش کھا کے گر پڑا اِس کا پتہ نہ تھا۔ اِس اصلاح سے پہلا مصرع بہت صاف ہو گیا اور دوسرے مصرع نے تو قیامت ہی ڈھا دی "پوچھا تو ہوتا طالب دیدار کیا ہوا" اب یہ شعر زمین سے آسمان پر پہنچ گیا۔

کوثر ہ آنکھو نسے مثل باغ ارم چھپ گیا نہ ہو کھلتا نہین ہی آج دریار کیا ہوا

اصلاح ہ خلوت ہی کس سے لا تو خبر اے نگاہِ شوق کھلتا نہین جو آج دریار کیا ہوا

پہلے مصرع مین جو اصلاح دی گئی ہی اُس کا حسن ذرا اہل نظر دیکھین نگاہِ شوق کی رسائی کہان تک دکھائی گئی۔ نگاہِ شوق کو اساتذہ نے یہان تک تو کہا ہے آتش مرحوم فرماتے ہین "نگاہِ شوق رخنہ کرتی ہے دیوار آہن مین" دوسرے مصرع مین "جو" کے لفظ سے ردیف نے کیا لطف دیا۔ اللہ اللہ کیا اصلاح دی ہے۔

کوثر ہ چسکا پڑے شراب کا واعظ کو تو کہون بندہ نواز پر ہوسنگا انکار کیا ہوا

اصلاح ہ توبہ کی طرح ٹوٹ پڑے پیر شیخ جی وہ اتقا کا پاس وہ انکار کیا ہوا

اصلاح مین پہلے مصرع کی بلاغت ملاحظہ ہو۔ "توبہ کی طرح شیخ کا مے پر ٹوٹ پڑنا"

اِس ٹکڑے کی کیا تعریف ہو معنوی خوبیاں کسقدر پیدا ہوگئیں۔ دوسرا مصرع بھی خوب بنایا گیا اب باہمی دونوں مصرعوں میں کس قدر ربط پیدا ہوگیا۔

کوثر ؎ ہم کراہ چکے زمین میں تو آئے وہ پوچھنے ہر دم کراہتا تھا جو بیمار کیا ہوا

اصلاح ؎ جب دم نکل چکا تو کہا اس مسیح نے اب کیون کراہتا نہین بیمار کیا ہوا

اصلاح سے شعر میں ترقی ہی نہین ہوئی بلکہ مصرعہ ثانی مین جان پڑ گئی "کیا ہوا" اب اِس ردیف نے کیا لطف دیا۔ ہائے اب کیون کراہتا نہین بیمار کیا ہوا۔

کوثر ؎ بادہ کشی کی تاک مین ہی ندرمی فروش زاہد سے پوچھو خرقہ و دستار کیا ہوا

اصلاح ؎ کیا کردیا لباس تقدس بھی رہن مے زاہد سے پوچھو جبہ و دستار کیا ہوا

پہلے مصرع مین لباس تقدس "کا ٹکڑا اس شعر کے لئے خلعت فاخرہ بن گیا اور مصرع ثانی مین بجائے "خرقہ" کے "جبہ" لباس تقدس کا کافی ثبوت بنکر شعر کو کتنا دلآویز کر رہا ہے ایک نازک بات یہ ہے کہ خرقہ کے ساتھ جو دستار ہے اِسکے ساتھ فعل تذکیری یعنی "کیا ہوا" کا نون کو بھلا نہین معلوم ہوتا۔ اور جبہ کے ساتھ لفظ دستار اسقدر رلپٹا ہوا ہے کہ گویا پورا ٹکڑا بحالت تذکیر ہوگیا یہ ایک عجیب و غریب اصلاح ہے جس کا لطف ہر ایک نہین اٹھا سکتا۔

کوثر ؎ نگاہ مہر سے وہ وصل کا انکار کرتے ہین یہی میٹھی چھری عاشق کے حق مین زہر قاتل ہے

اصلاح ؎ نگاہ لطف انکی دیکھکر کہتا ہے دل مجھسے یہی میٹھی چھری الخ

اصل مصرع مین نگاہ مہر سے اِنکار وصل کرنا ایک ناممکن امر تھا کیونکہ جب انکار ہے تو مہربانی کہان رہی اب اصلاح سے یہ نقص رفع اور حسن پیدا ہوگیا۔ نگاہ لطف کو پہلے میٹھی چھری کہا اور پھر اسی کو زہر قاتل بنایا۔ ان دونون کا ثبوت پہلے مصرع سے ثابت کردیا گیا۔ کیونکہ "نگاہ لطف انکی دیکھ کر کہتا ہے دل مجھسے" دل کا کہنا بھی مزے کی بات ہے۔ دیکھنے والے دیکھین اور ایسی اصلاحون سے سبق حاصل کرین۔

کوثر ؎ تھکے ماندے مسافر قافلہ چھوٹا کمر ٹوٹی گھٹا گھنگھور اندھیری رات کالے کوسون منزل ہے

اصلاح ؎ تھکا ماندہ مسافر راہ گیسو مین مرا دل ہے گھٹا گھنگھور۔ الخ

مصرع ثانی کی مناسبت سے ،، راہ گیسو ،، بنا کر مطلع کر دیا گیا اب گھٹا گھنگھور اور کالی رات دونوں سے مناسبت پیدا ہوگئی - اور یہ کمزوری بھی رفع ہوگئی کہ جب کمر ہی ٹوٹ گئی تو ماندگی کا اظہار کیسا -

کوثر ؎ فنون ساحری میں سامری شاگرد جادو کا
لگاوٹ میں وہ چشم فتنہ زا استاد کامل ہے

اصلاح ؎ فنون ساحری الخ
فسونسازی میں چشم فتنہ زا استاد کامل ہے

مصرع ثانی میں ،، لگاوٹ ،، کا یہ محل نہ تھا ،، فسونسازی ،، سے مضمون مصرعہ ثانی کا ثبوت قوی ہو گیا -

کوثر ؎ کہیں خود قیس بنکر نالہ و فریاد کرتا ہے
یہ بنکر حسن کا جامہ کہیں لیلی محمل ہے

اصلاح ؎ کہیں ہوتا ہے سرگرم فغاں قیس حزیں بنکر
یہ بنکر - الخ

پہلے مصرع کی ترمیم سے شعر میں سلاست پیدا ہوگئی اور دونوں مصرع برابر کے ہوگئے -

کوثر ؎ بشکل اہتزاز کبھی بن کے فغاں لاتا ہے
برنگ عارض عذرا کبھی وہ زیب محفل ہے

اصلاح ؎ بشکل اہتزاز نالاں کبھی ہوتا ہے فریادی
برنگِ عارض - الخ

اس اصلاح سے شعر میں سلاست پیدا ہوگئی -

کوثر ؎ چھپانا راز الفت آہ پہلو سے مشکل ہے
گواہ درد فرقت خود مری بیتابی دل ہے

اصلاح ؎ چھپانا - الخ
گواہ دردِ الفت خود مری بیتابی دل ہے

دوسرے مصرع میں بجائے ،، فرقت ،، کے استاد کامل نے ،، الفت ،، کا لفظ ایسا ترقی خیز رکھدیا کہ جس کے مزے کچھ دل ہی اٹھاتا ہے - چونکہ پہلے مصرع میں رازِ الفت کا ذکر ہے اس لیئے دوسرے مصرع میں بھی دردِ الفت ہی کو گواہ بیتابی دل بنایا -

کوثر ؎ ایمان سمجھ کے صحف رخ کو لیا چوم
انصاف کیجیے میں گنہگار کیا ہوا

اصلاح ؎ قرآن سمجھ کے بوسۂ عارض اگر لیا
انصاف کیجیے - الخ

پہلے مصرع مین "مصحف رُخ" کے بجائے "عارض" اور "ایمان" کے بجائے "قرآن"
کیا خوب بنایا۔

مولوی برکت اللہ صاحب رضا فرنگی محلی لکھنوی۔

رضا۔ ہر گلی کوچے ترے ظلم کا شہرا ہو گا　　ایسا قاتل تو مرے قتل سے رُسوا ہو گا
اصلاح۔ انگلیاں اٹھین گی وہ شہر مین شہرا ہو گا　　ایسا قاتل۔ الخ

جناب رضا کا پہلا مصرع زرا سست تہا انگلیاں اٹھینگی وہ شہر مین شہرا ہو گا۔ اِس سے
صفائی اور روانی پیدا ہو گئی۔

حکیم محمد افتخار علی صاحب جگر بسوانی۔

جگر۔ خوش نصیبی ہے جو لبریز ہوا ساغر عمر　　لب بلب ہوتے ہی ساقی ترے پیمانے سے
اصلاح۔ خوش نصیبی۔ الخ　　لب بلب ہو کے چھلکتے ہوے پیمانے سے

پہلے مصرع مین ہے "لبریز ہوا ساغر عمر" اِس مناسبت سے چھلکتے ہوئے پیمانے سے
کیا خوب بنایا۔

جگر۔ کسی بت کے خستہ حالون مین ہے　　جگر ہی تو اللہ والون مین سے ہے
اصلاح۔ کسی بُت کے آشفتہ حالون مین ہے　　جگر ہی۔ الخ

پہلے مصرع مین بجائے "خستہ حالون" کے "آشفتہ حالون" بنایا ایک لفظ کے
بدلنے سے مطلع مین کتنی ترقی پیدا ہو گئی "یہ" کا لفظ بھی پہلے مصرع مین بلا ضرورت تہا
کیونکہ دوسرے مصرع مین "جگر ہی تو اللہ والون مین ہے" کہا گیا ہے اِس اصلاح
سے یہ نقص بھی رفع ہو گیا ہے۔

جگر۔ تمھارے سامنے تو ہم انگوٹھی پہنے لیتے ہین　　ہمین فرقت مین یہ ظالم نشانی مار ڈالیگی
اصلاح۔ تمھارے۔ الخ　　مگر فرقت مین یہ ظالم نشانی مار ڈالیگی

پہلے مصرع مین جب ہم کا لفظ موجود ہے تو دوسرے مصرع مین "ہمین" حشو تہا
بجائے اُسکے حضرت نے "مگر" بنا کر مصرع کو چست کر دیا اب اس اصلاح سے حشو کا نقص

بھی رفع ہو گیا۔

جگر ؎ جاگا ہوں نیند سے تو پوچھ رہا ہوں ہر ایک سے — جو ہمکنار خواب میں تھے وہ کدھر گئے

اصلاح ؎ چونکا ہوں نیند سے تو پوچھ رہا ہوں ہر ایک سے — جو ہمکنار۔ الخ

خواب دیکھ کر انسان چونک پڑتا ہے اِس محل پر بجائے "جاگا" کے "چونکا" ہی نہایت موزون ہے۔

جگر ؎ اُٹھنے کو روز حشر اُٹھے میری آہ سے — او سونے والے تو نہ اُٹھا خواب گاہ سے

اصلاح ؎ اُٹھنے کو لاکھ حشر اُٹھے میری آہ سے — او سونے والے۔ الخ

پہلے مصرع مین بجائے "روز" کے "لاکھ" بنایا جس سے شعر مین کس قدر زور پیدا ہو گیا۔

جگر ؎ کیون دیکھتے ہو سوئے فلک ہم ہی ہین مجھے — بجلی چرا نہ لے کہین شوخی نگاہ سے

اصلاح ؎ کیون دیکھتے ہو سوئے فلک مسکرا کے تم — بجلی چرا۔ الخ

پہلے مصرع مین بجائے "وہم ہے مجھے" کے "مسکرا کے تم" بنایا مسکرانے سے استاد عدیم النظیر حضرت امیر مینائی رح نے ایک نئی بجلی بنا دی جو جناب جگر کے وہم مین بھی نہ تھی اور پھر دوسرے مصرع "مین بجلی چرا نہ لے کہین شوخی نگاہ سے" اللہ اللہ "مسکرا کے تم" اِس ٹکڑے سے دو بجلیون کا تصادم کیا قیامت ڈھا رہا ہے واقعی ایسی ہی اصلاحین خدائے سخن منشی امیر احمد امیر مینائی کی اُستادی اور کمال فن کا پتہ دیتی ہین۔

جناب ضمیر حسن خان صاحب دِل شاہجہان پوری۔

دِل ؎ دلِ صد چاک مین دیکھا رُخ روشن اُنکا — ہمنے نظارہ کیا ہے پسِ چلمن اُن کا

اصلاح ؎ دل صد چاک۔ الخ — ہمنے نظارہ کیا ڈال کے چلمن اُن کا

چلمن ہندی۔ ترکیب فارسی کی متحمل نہ تھی۔ اِس لیئے دوسرا مصرع بدلا گیا "ہی" بھی زائد تھا۔

دل ؎ جسکی قسمت مین کجی ہو وہ نہیں مٹ سکتی بل نکلجائے تری زلف کا ممکن ہی نہین
اصلاح ؎ جسکی خلقت مین کجی ہو وہ نہین مٹ سکتی بل نکلجائے الخ

پہلے مصرع مین بجائے "قسمت" کے استاد نے "خلقت" بناکر شعر مین ترقی پیدا کردی اس موقع پر "خلقت" ہی نہایت موزون تھا۔

دل ؎ جان و دل ناز کو نہ دین گے ہم مستحق نصف کی ادا بھی ہے
اصلاح ؎ جان و دل دونون دو نہ غمزے کو مستحق نصف۔ الخ

پہلے مصرع مین اصلاح سے صفائی پیدا ہوگئی لطف بیان بڑھ گیا معشوق کو مخاطب کرنا مزہ دے گیا۔

دل ؎ دل کی امید بر نہین آتی موت آتی نظر نہین آتی
اصلاح دل کی۔ الخ ہمکو آتی نظر نہین آتی

ہم کو آتی نظر نہین آتی۔ اس ٹکڑے نے شعر مین ترقی پیدا کردی۔

دل ؎ قیس پہنچا ہے دور ناقہ سوار گرد بھی اب نظر نہین آتی
اصلاح ؎ قیس کیا دیکھتا ہے ناقہ کو گرد بھی۔ الخ

اصل مصرع ذرا الجھا ہوا تھا اسلوب بیان بھی اچھا نہ تھا اب اس مصرع سے "قیس کیا دیکھتا ہے ناقے کو" شعر مین صفائی اور روانی پیدا ہوگئی۔ دوسرا مصرع گویا اسی مصرع کا محتاج تھا۔

دل ؎ مجھ سے بیمار پر یہ ظلم و ستم تجھکو اے چارہ گر نہین آتی
اصلاح ؎ مجھ سے بیمار پر یہ ظلم افسوس شرم اے۔ الخ

پہلے مصرع مین بجائے "ستم" کے "افسوس" بنایا جس سے معنوی خوبیان ترقی کرگئین۔

دل ؎ نکلجائینگے اس طرح میرے ارمان کوئی آہ بن کر کوئی جان بن کر
اصلاح ؎ نکلجائینگے رفتہ رفتہ سب ارمان کوئی آہ۔ الخ

"رفتہ رفتہ سب ارمان" یہ ٹکڑا اُستادانہ رکھدیا، اِس طرح میرے "ارمان" مین یہ بات کہان مطلب یہ کہ دل مین ارمانون کی کثرت ہے رفتہ رفتہ سب نکل جائین گے کوئی آہ بنکر کوئی جان کر۔

دل ۔ یہ داغ کہتا ہی مین بھی ہون کوئی چیز ضرور　　جو دلمین رکھتے ہین عاشق چھپا چھپا کے مجھے

اصلاح ۔ یہ درد کہتا ہی مین بھی ہون کوئی چیز ضرور　　جو دلمین ۔ الخ

بجائے "داغ" کے مصرعۂ اولی مین "درد" بنایا داغ سے سوا درد کو چھپنے سے مناسبت ہے اور ایک عجیب عاشقانہ انداز ہے۔

دل ۔ آبلون کو پھوٹنے کا شوق ہے　　ٹوٹتے رہتے ہین نوکِ خار پر

اصلاح ۔ آبلون کو ۔ الخ　　ٹوٹ کر گرتے ہین نوکِ خار پر

دوسرے مصرع مین بجائے "ٹوٹتے رہتے ہین" کے "ٹوٹ کر گرتے ہین" بنایا ٹوٹ کر گرنا ایک محاورہ ہے اِس اصلاح سے شعر کی روانی بھی بڑھ گئی اور ایک محاورہ بھی نظم ہوگیا۔

دل ۔ شمع تھی بالین پہ وہ بھی ہو خموش　　کون روتا ہے ترے بیمار پر

اصلاح ۔ شمع تھی ۔ الخ　　کون اب روئے ترے بیمار پر

اب روئے نے شعر مین جان ڈال دی "کون روتا ہے" اس کے معنی کچھ اور تھے اور "کون اب روئے ترے بیمار پر" اس کے معنی روشن ہین مطلب یہ کہ شمع بھی بالین پہ خاموش یعنی بجھی ہوئی ہے اب کون ترے بیمار پر روئے اِس اصلاح سے شعر مین بے تکلفی اور بیساختگی پیدا ہوگئی۔

دل ۔ میخانے مین واعظ نے جو توڑے خم و ساغر　　شیشہ کی طرح دل بھی مرا ٹوٹ گیا ہے

اصلاح ۔ میخانے مین واعظ نے جو پٹکا ہے زمین پر　　شیشہ کی طرح ۔ الخ

پہلے مصرع مین بجائے "خم و ساغر" کے "پٹکا ہے زمین پر" بنایا توڑنے اور پٹکنے کا نازک فرق اِس اصلاح مین دکھایا گیا ہے جسے اہل مذاق ہی خوب سمجھ سکتے ہین چونکہ مصرعۂ ثانی مین "شیشہ کی طرح" موجود ہے اِس لیئے "پٹکا ہے زمین پر" اس کی ضمیر شیشہ کی طرف

راجح ہے۔ ان اصلاحوں میں جس قدر نزاکتیں ہیں اُنکے سمجھنے کے لئے ناظرین کرام اپنی نکتہ نوازی اور نکتہ سنجی کو بھی لازمی سمجھیں اگر مؤلف سے کوئی نکتہ رہ جائے تو خود خود فرما لیں

دل سے جو کچھ تھا یہاں پہلے ہی وہ لے گیا غمزہ　اک جان ہی باقی تھی تو وہ نذر ادا ہے

اصلاح سے جو کچھ۔ الخ　اک جان ہی باقی تھی وہ اب نذر ادا ہے

دوسرے مصرع میں ,,تھی تو وہ،، کے بجائے ,,تھی وہ اب،، بنایا جس سے مصرع ثانی میں جو رکاکت تھی جاتی رہی۔

جناب سید تصدق حسین صاحب قرار شاہجہان پوری۔

قرار سے　دل جل بجھا ہو سوزِ تپ غم عیاں نہیں　یارب یہ کیسی آگ ہے جسمیں دھوان نہیں

اصلاح سے دل۔ الخ　یہ کس غضب کی آگ ہے جسمیں دھوان نہیں

دوسرے مصرع کی ترمیم سے کتنی ترقی پیدا ہو گئی آگ کے لیے ,,کس غضب کی،، کہنا آتش بیانی کی دلیل ہے۔

قرار سے　بیحد دبا رہے ہیں ہمیں تختۂ لحد　ہم جانتے ہیں زیر زمیں آسمان نہیں

اصلاح سے کیا کیا دبا رہے ہیں ہمیں تختۂ لحد　ہم جانتے۔ الخ

پہلے مصرع میں بجائے ,,بیحد،، کے ,,کیا کیا،، بنایا اس ایک لفظ کے بدل دینے سے شعر میں کتنی ترقی پیدا ہو گئی۔

قرار سے　تیرے ناوکِ ادا نے یہ نہ کہہ کچھ خطا کی　جو ہے دلنشین عاشق وہ جگر کے پار ہوتا

اصلاح سے تیرے ناوکِ ادا سے یہ کمی ہوئی وگرنہ　جو ہے۔ الخ

پہلے مصرع میں بجائے ,,خطا،، کے ,,کمی،، بنایا اِس ,,کمی،، نے اس موقع پر ایک خاص لطف پیدا کر دیا مطلب یہ ہے کہ معشوق کی نزاکت کی وجہ سے ناوکِ ادا سے کمی کی اور دلنشین ہو کر رہ گیا جگر تک نہ پہنچ سکا ورنہ یہ خلش کی لذت جو اب حاصل ہے مفقود ہوتی۔

قرار سے　حلق پر خنجر وہ پھیریں گے قرار　یوں تری حسرت نکالی جائے گی

اصلاح سے حلق پر۔ الخ　دل کی حسرت یوں نکالی جائے گی

دوسرے مصرع مین بجائے "یون تری" کے "دل کی" بنایا حسرت کا تعلق دل سے ہے اِس لیئے دوسرا مصرع بدلا گیا۔

قرار: جان کر زلف پریزاد کا مائل مجکو چھوڑے بیٹھے ہین اسیرانِ سلاسل مجکو

اصلاح: جان کر گیسوئے پر پیچ کا مائل مجکو گھیرے بیٹھے ہین اسیرانِ سلاسل مجکو

اصل شعر کسیقدر اُلجھا ہوا تھا۔ "زلف پریزاد" کے بجائے پہلے مصرع مین "گیسوئے پُر پیچ" بنایا۔ اب پہلے مصرع مین زلفِ پُر پیچ مشبہ اور دوسرے مصرع مین سلاسل مشبہ بہ ہے اور بجائے "چھوڑے بیٹھے" کے "گھیرے بیٹھے ہین" یہ ٹکڑا ابھی زلف پُر پیچ سے کس قدر لپٹا ہوا ہے۔ اَب اِس شعر کی صفائی اور روانی کا کیا کہنا۔

قرار: ٹپکتا ہے نگاہ شرمگین سے اُٹھائے گی کوئی فتنہ زمین سے

اصلاح: ٹپکتا ہے۔ الخ اُٹھیگا اَب کوئی فتنہ زمین سے

دوسرے مصرع مین "اُٹھائے گی" کے بجاے "اُٹھے گا اب" بنایا جس سے بیان و ترکیب زرا صاف ہوگئی۔

قرار: احباب چارہ ساز بنے ہین شبِ فراق تبدیل ہو نہ صورتِ زخمِ جگر کہین

اصلاح: ہمدرد چارہ ساز بنے ہین شبِ فراق تبدیل۔ الخ

پہلے مصرع مین بجائے "احباب" کے "ہمدرد" بنایا کیونکہ صورت زخم جگر کی تبدیلی جو عاشق کو گوارا نہین ہے اسی صورت مین زیادہ ہوتی ہے جبکہ ہمدرد چارہ ساز بن جائین یا چارہ ساز ہمدرد ہو جائین۔ ہمدردی ایک ایسی صفت ہے جسمین احتمال تبدیلی زخم جگر بہ نسبت احباب کے زیادہ ہے عجیب و نازک اصلاح ہے۔

کرمی ضمیر حسن خان صاحب دل شاہجہان پوری بیان فرماتے ہین کہ حضرت شاہ حافظ احمد حسن صاحب احمد مرحوم شاہجہان پوری نے ایک مرتبہ میرے ذریعہ سے کچھ اپنا کلام حضرت کی خدمت مین بھجوایا جس مین ایک مسدس اُردو سرمدشاہ کی فارسی غزل پر تھا۔ اِس مسدس کا ایک بند یہ تھا۔

سحر ہے اُن کی نگاہِ شرگین جو ہوئی غارت گر ایمان و دین
شعلۂ حسنِ نگارِ نازنین سوخت یوجہم تماشا رابہین
کشت بے جرمم مسیحا رابہین

اِن مصرعون کو مولانا خیالؔ اور جناب احسانؔ شاہجہان پوری نے بھی سُنا تھا اور بیحد داد دی تھی مگر جب منشی صاحب قبلہ کی نظر سے یہ مسدس گزرا آپ نے جو نوٹ اِس پر تحریر فرمایا وہ دیکھنے کی چیز ہے ایسی نازک بات بتائی کہ خیالؔ اور احسانؔ کے ذہن مین بھی نہ آئی۔ آپ نے تحریر فرمایا کہ اِس مطلع مین قافیہ تماشا و مسیحا اور ردیف "رابہین" ہے پس ایسی حالت مین اگر اِس مطلع پر اُردو کے مصرعے لگائے جائینگے تو فارسی کے مطلع مین ایطا کا عیب پیدا ہو جائے گا۔ جناب خیالؔ مرحوم نے منشی صاحب قبلہ کا نوٹ دیکھکر کہا کہ واقعی جائے اُستاد خالی است۔

جناب لطافت مرحوم خلف امانت مرحوم

جناب عباس حسین صاحب فصاحت لکھنوی۔

وہ گھر مین اپنے بیٹھے ہین عاشق بہ تنگ ہے اے چرخ دیکھ جور و جفا کا یہ ڈھنگ ہے
صلاح ؎ وہ گھر مین چپکے بیٹھے ہین عاشق بہ تنگ ہے اے چرخ سیکھ جور و جفا کا یہ ڈھنگ ہے

جناب لطافت نے پہلے مصرع مین بجائے "اپنے" کے "چپکے" بنایا اور دوسرے مصرع مین بجائے "دیکھ" کے "سیکھ" بناکر مطلع کو نہایت دلفریب کر دیا "وہ گھر مین چپکے بیٹھے ہین" واہ کیا انداز بیان ہے چپکے بیٹھنا واقعات پر روشنی ڈالتا ہے۔ اُس پر طرہ "اے چرخ سیکھ" اِس ٹکڑے نے مطلع کو زمین سے آسمان پر پہنچا دیا۔ اے سبحان اللہ۔

نوٹ:۔ بجائے "بہ تنگ" کے اب "تنگ" مستعمل ہے جو کہ فصیح تر ہے (مؤلف)

منشی محمد اسمٰعیل منیرؔ شکوہ آبادی

قبل اسکے کہ ہم اپنے محترم دوست عالی جناب سید محمد فرخ صاحب شہیرؔ تعلقدار و آنریری مجسٹریٹ مچھلی شہری کے کلام پر حضرت منیرؔ کی اصلاحین درج کرین۔ اُن کا گرامی نامہ بجنسہٖ نقل کیئے دیتے ہین اسمین بھی کچھ نہ کچھ کام کی باتین ناظرین کو مل ہی جائینگی۔ گو یہ خطاطِ فن "مرقع ادب" نہین کہ اس مین خطوط بھی درج کیئے جائیں مگر اس خط مین اصلاح ہی کے متعلق چند سطرین لکھی گئی ہین اس لیئے اس خط کا درج کرنا مؤلف کے خیال مین ضروری ہے۔

خط

۲۶۔ اگست ۱۹۱۸ء

مچھلی شہر

دلِ گم گشتہ مرا آج اُسے کیا یاد آیا
لُوٹ لینے جو اِدھر ناوکِ بیداد آیا
نہ جگر سینے مین باقی ہے نہ دل پہلو مین
اب مین تیرِ نظرِ یار کو کیون یاد آیا

کرم گستر صفدر۔ کارڈ بعد مدت آیا آپنی ہی یاد فرمائی کا شکریہ۔ اصلاح اساتذہ کا مصور کتاب شائع کرنا آپ کی حسن ایجاد و ذہن نقاد کا نتیجہ ہے۔ عمدہ تجویز ہے۔ دنیائے ادب مین یہ پہلی کتاب ہوگی۔

جناب استادی اعلیٰ اللہ مقامہ کے خطوط و مسودہ اصلاحی اب موجود نہین زمانہ اصلاح کو چالیس برس سے زیادہ گزرا۔ زبانی کہان تک یاد رہ سکتا ہے پھر بھی جو کچھ اسوقت قید حافظہ مین ہے اُسے لکھتا ہون۔

غزل پر اصلاح بہت کم ہوئی یا کم ہوتی تھی اسے یقینی باور کیجیے کہ ایام شاگردی مین زیادہ سے زیادہ شاید میری دس غزلون پر اصلاح کی نوبت آئی تھی۔ ہان فن کے متعلق روزانہ کتابت فن آموزگاری قواعد و غیرہ وغیرہ کی ہدایتین اور تعلیمین جاری

رہتی تھیں یہ انھیں مرحوم کا فیض فن آموزی ہے کہ زمرۂ شعرا میں میرا بھی نام داخل کیا جاتا ہے۔ صدہا متروکات وقیود جو جناب مرحوم کی جیسی جامعیت و پُرگوئی تھی محتاج بیان نہیں صلاح کا طریقہ یہ تھا کہ معمولی کہنے والوں کو شرف شاگردی بھی حاصل نہیں ہو سکتا تھا۔ ہان جو خوش گو تھے۔ انھیں بھی ابتداءً غزل کا اصل مسودہ واپس نہ جاتا تھا بلکہ صلاحی اشعار اور عطیہ شعر علیحدہ کاغذ پر کسی سے صاف کرا کے بھجوا دیتے تھے۔ جب اعتماد ہو جاتا اور دیکھ لیتے تھے کہ اس مین کچھ مادۂ قابلیت آگیا ہے تو اصلاح کم ہونے لگتی تھی اور اصل کاغذ پر صلاح بھیجدی جاتی تھی۔

حقیر شہیر

شہیر ۔ شوخیٔ رفتار ناز اے فتنہ قامت دیکھنا ٹھوکریں کھاتی ہے اُٹھنے پر قیامت دیکھنا

اصلاح ۔ رتبۂ حسن خرام اے فتنہ قامت دیکھنا دیتی ہے تعظیم اُٹھ اُٹھ کر قیامت دیکھنا

رتبۂ حسن نے جو آفت ڈھائی اور مطلع کو بلند کیا وہ شوخیٔ رفتار ناز مین کہاں اور پھر دوسرے مصرع مین دیتی ہے تعظیم اُٹھ اُٹھ کر قیامت دیکھنا۔ اللہ رے رتبۂ حسن خرام جس کی تعظیم اُٹھ اُٹھ کر قیامت دے رہی ہے۔

شہیر ۔ وہ محبت سے کسیکا وقت رخصت دیکھنا وہ مرا گھبرا کے مُنہ با چشم حسرت دیکھنا

اصلاح ۔ وہ لگاوٹ سے کسیکا وقت رخصت دیکھنا وہ مرا سوئے فلک اے چشم حسرت دیکھنا

پہلے مصرع مین بجائے محبت "کے لگاوٹ" کا لفظ کتنا برمحل ہے محبت کی نظر اور لگاوٹ کی نظر مین جو نازک فرق ہے وہ کچھ اہل مذاق ہی جانتے ہین دوسرے مصرع مین "وہ مرا سوے فلک اے چشم حسرت دیکھنا" کیسے مزے کی بات ہے، ادھر کسیکا وقت رخصت لگاوٹ کی نظر سے دیکھنا اور مرا سوئے فلک دیکھنا ایسا منظر ہے جو بالعموم محبت بھری نگاہوں سے گزر چکا ہوگا اور پھر چشم حسرت کو مخاطب کرنا بھی ایک لطیف خیال ہے مؤلف کی رائے ناقص مین ایک اور خوبی اس صلاح سے پیدا ہو گئی وہ یہ کہ جب معشوق نے نگاہ محبت سے دیکھا تو صدمہ کم ہونا چاہیئے یعنی صرف رخصت کا رنج اب لگاوٹ سے

حسرت و اندوہ سے معمور کر دیا۔ اصلاح اسی کا نام ہے)

شہیر: ہنستے ہیں غیر ہنسے وہ مجھکو جلانے کیلئے ۔۔۔ یار دو اس برق تبسم کی شرارت دیکھنا
اصلاح: گرمیاں غیر ہنسے ہیں میرے جلانے کیلئے ۔۔۔ یار کے برقِ تبسم کی شرارت دیکھنا

پہلا مصرع سست تھا مگر اب "گرمیاں غیر ہنسے ہیں" اس ٹکڑے نے جلانے کا ثبوت دیدیا اِس کے علاوہ ایک محاورہ بھی نظم ہوگیا دوسرے مصرع میں "یار دو" کا لفظ بے ضرورت سمجھکر کامل فن اُستاد نے "یار کے برق تبسم کی شرارت دیکھنا" بناکر شعر کو پُرلطف کر دیا۔

شہیر: قبر کو ٹھکراتے ہیں وہ ہائے جائے فاتحہ ۔۔۔ بعد مُردن بھی ہو یہ مجھسے کدورت دیکھنا
اصلاح: فاتحے کے بدلے ٹھکراتے ہیں وہ تربت مری ۔۔۔ بعد مُردن بھی یہ ہے مجھ سے کدورت دیکھنا

اصلاح سے شعر میں سلاست اور روانی پیدا ہوگئی۔

شہیر: یہ کیا ممکن کسیکا طائرِ جان اُس سے بچ جائے ۔۔۔ بچھایا تیغ قاتل نے بھی ایسا جال جوہر کا
اصلاح: تلاش اس آب و دانے کی ہو سب کے طائرِ جاں کو ۔۔۔ بچھائی کیوں نہیں ہے تیغ قاتل جال جوہر کا

پہلے شعر معمولی تھا اب اِس آب و دانے کے لطیف استعارے نے پہلے مصرع میں کیسی دلاویزی پیدا کر دی اور دوسرے مصرع میں بھی پہلے کے بہ نسبت صفائی اور روانی پیدا ہوگئی۔

شہیر: گلا کٹنے سے رہجائے نہ اے قاتل نزاکت سے ۔۔۔ مجھے ڈر ہے کہیں دم چڑھ نجائے تیرے خنجر کا
اصلاح: گلے پر کے پہلے ہی پہل چلتا ہے اے قاتل ۔۔۔ مجھے ڈر ہے۔ الخ

پہلے مصرع کے بدلنے سے شعر میں جو نزاکت پیدا ہوا گئی اُس کی کیا تعریف ہوسکتی ہے پہلے ہی پہل خنجر قاتل کا گلے پر چلنا اس کا احتمال ہوتا ہے کہ کہیں اُس کا دم چڑھ نجائے مطلب یہ کہ ابھی اے قاتل ترا خنجر سفاکی اور قتل میں مشاق نہیں ہے اسلیئے میں ڈرتا ہوں کہ کہیں اُس کا دم چڑھ نہ جائے۔ اللہ اللہ اتنی تکلیف بھی قاتل کے خنجر کی بسمل کو گوارا نہیں۔ اُستادانہ اصلاح ہے۔

شہیر: جھانکنے پر عاشقوں کے خون جمتے ہیں تمام ۔۔۔ دیدۂ جلاد تیرا روزنِ دیوار ہے

اصلاح ۔ جھانکنے پر۔ الخ دیدۂ مریخ تیرا روزنِ دیوار ہے

دوسرے مصرع میں بجائے دیدۂ جلاد کے " دیدۂ مریخ " کا ایسا اُستادانہ ٹکڑا رکھ دیا جس سے شانِ اُستادی ظاہر ہوتی ہے اب عاشقوں کے خون ہونے کا کافی ثبوت پیدا ہوگیا۔ گو دیدۂ جلاد سے بھی وہی مفہوم ادا ہوتا تھا مگر دیدۂ مریخ سے اور ترقی ہوگئی۔

شہیر ۔ پی پی دعائیں دیتے ہیں تیرے قتیلِ ناز آبحیات ہو ترے خنجر کی دھار میں

اصلاح ۔ لبِ تشنگانِ ذبح کا کیونکر نہ ہو ہجوم آبِ سبیل ہو ترے خنجر کی دھار میں

پہلے مصرع میں "پی پی" میں جو ثقالت تھی اُسے کس حسن سے رفع کیا لبِ تشنگان ذبح کا کیونکر نہ ہو ہجوم۔ اِس سے بندش میں چستی آگئی۔ معنوی خوبیاں پیدا ہوگئیں

شہیر ۔ نچوڑے جب نہا کر بال ادا سے یار دلبر نے دکھایا ابر گیسو نے ترشح ابرِ گوہر کا

اصلاح ۔ عرق آلودہ اک اک بال اُس حورِ پیکر کا دکھایا۔ الخ

پہلے مصرع میں "ادا سے نچوڑنے" کی تخصیص بلا ضرورت سمجھ کر پہلوانِ سخن حضرت منیر نے مصرع بدلدیا۔ ظاہر ہے کہ اس اصلاح سے شعر کس قدر صاف ہوگیا۔

شہیر ۔ نہیں معلوم مرغِ نامہ بر پر کیا وہاں گذری ہمارے آنسوؤں میں رنگ ہے خونِ کبوتر کا

اصلاح ۔ خبر پائی جو مرغِ نامہ بر کے ذبح ہونے کی ہمارے۔ الخ

مرغ نامہ بر کے ذبح ہونے سے "آنسوؤں میں رنگ خون کبوتر کا ہونا ثابت کردیا گیا گو یہی مفہوم جناب شہیر کے مصرع سے بھی پیدا ہوتا تھا مگر اصلاح سے صاف ہوگیا۔

شہیر ۔ فقیرِ عشق کو کیا اس سے بڑھ کے حاجت ہے گلیم کہنہ پھٹا بوریا غنیمت ہے

اصلاح ۔ فقیرِ عشق۔ الخ چٹائی ٹوٹی پھٹی کملی بھی غنیمت ہے

مصرع ثانی میں ترمیم اس وجہ سے کی گئی کہ پھٹا بوریا خلاف محاورہ ہے ٹوٹا یا شکستہ بوریا صحیح ہے۔

میر الطاف حسین صاحب ثریا منشی منیر مرحوم کے ارشد تلامذہ میں تھے اور بڑے

کہن مشق اور نازک خیال شاعر تھے اس شعر پر ان کو بڑا ناز تھا۔

پڑ رہے ہیں دور سے پھندے کمندِ حسن کے　　خود بخود کچھ دل کھنچا جاتا ہے اپنا سوئے دوست

جس نے سنا سجدہ واد دی مگر جب اُستاد منیر مرحوم کے سامنے یہ شعر پڑھا آپ نے اُسے یوں بنایا۔

پڑ رہے ہیں دور سے پھندے کمندِ حسن کے　　خود بخود یا دل کھنچا جاتا ہے اپنا سوئے دوست

دوسرے مصرع میں بجائے کچھ کے اُستاد کامل نے "یا" کا لفظ رکھ دیا کیونکہ لفظ کچھ سے شعر بے معنی ہوا جاتا ہے یعنی جب خود بخود دل کھنچتا ہے تو کمند حسن کے پھندے بیکار ہوئے جاتے ہیں اس لئے بجائے کچھ کے "یا" کا لفظ اُستاد نے ایسا معنی خیز رکھ دیا کہ جس کی داد سوائے دل کے زبان کیا دے سکتی ہے۔ سبحان اللہ۔

جناب مولوی عبدالرحیم صاحب کلیم مرحوم لکھنوی۔

بنائی کس لئے مسجد قریب بتخانہ　　ضرور نیت زاہد میں کچھ فتور آیا

اصلاح۔ بنائی کس لئے مسجد قریب میخانہ　　ضرور۔ الخ

پہلے مصرع میں بجائے "بتخانہ" کے "میخانہ" بنایا جس سے فتور کے معنی کس قدر چسپاں ہو گئے۔

کلیم۔ وہ حال ہے کہ جو لا کھوں میں کہہ نہیں سکتا　　نہ پوچھ مجھ سے داورِ محشر گناہ کا باعث

اصلاح۔ وہ راز ہے کہ جو لاکھوں میں کہہ نہیں سکتا　　نہ پوچھ۔ الخ

پہلے مصرع میں بجائے "حال" کے "راز" بنایا جس سے شعر میں کتنی ترقی پیدا ہو گئی۔ حال تو صورت سے بھی ظاہر ہو سکتا ہے مگر راز بغیر کہے نہیں کھل سکتا۔ عمدہ اصلاح ہے۔

کلیم۔ پیر مغاں دکھائے کرامات کچھ اگر　　بہنے لگے جہان میں دریا شراب کا

اصلاح۔ ہو جائے نام کو جو تجھے ذوقِ میکشی　　بہنے لگے۔ الخ

پہلا مصرع خوب بنایا۔ کرامات پیر مغاں معشوق کی شوق میکشی پر صدقے اللہ اللہ

کلیم۔ زمین کوئے جاناں کو پہنچکر آسمان پایا　　مقابل مہر سے ہو گیا نقشِ قدم میرا

پہلا مصرع یون بنایا" یقینی منزل مقصود پر مین آکے پہنچا ہون" جس سے صفائی پیدا ہوگئی۔

نواب فصیح الملک داغ دہلوی

اعلیحضرت ہز ہائنس میر محبوب علیخان بہادر آصف سلطان دکن خلد آشیان کا مطلع تھا ؎

چہرے سے اُنکے رنگ جو ٹپکا عتاب کا — کیا ہو چلا ہی رنگ گلابی نقاب کا

اصلاح ؎ چھپتا نہین چھپائے سے چہرا عتاب کا — ہوتا چلا ہی رنگ گلابی نقاب کا

جس شان کا شاہانہ مطلع تھا اُسی مرتبہ کی اصلاح بھی دی۔ اب اس مطلع کی تعریف مین زبان و قلم دونون قاصر ہین اللہ۔ اللہ۔ چھپتا نہین چھپائے سے چہرا عتاب کا اور پھر اسپر یہ قیامت "ہوتا چلا ہے" اِس اُستادانہ ٹکڑے کی داد کیا دی جاسکتی ہے۔ زمانہ کی قید نے اِس مطلع کو آسمان پر پہنچا دیا ایسی اُستادانہ اصلاح دینا واقعی فصیح الملک حضرت داغ ہی ایسے کہنہ مشق اُستاد کا حصہ ہے اصلاح کیا دی موتی پرو دیئے[1]

جناب سید علی احسن صاحب احسن مارہروی ؎

دیکھنے کے لیئے آیا ہے زمانہ اُسکو — اِک تماشہ ہے مسافر بھی سفر سے پہلے

اصلاح ؎ دیکھنے کے لئے آتا ہے زمانہ اُسکو — اک تماشا ہے۔ الخ

پہلے مصرع مین بجائے "آیا" کے "آتا" بنا دیا۔ احسن کے مصرع مین آیا ہے نے آنے والون کی آمد کو ختم کر دیا تھا۔ جس سے اگرچہ شعر کا مطلب پورا حاصل ہوتا ہے مگر کوئی خاص لطف نہ تھا اور "آتا ہے" سے آنے والون کی کوئی حد مقرر نہین ہوسکتی اور یہی

[1] مؤلف کو یہ اصلاح مولوی محمد انعام اللہ خان صاحب عارف منصرم کمشنری لکھنؤ سے ملی جنھون نے خود اپنے اُستاد داغ مرحوم سے سُنا تھا۔

تماشا عمدہ ہوتا ہے جسکے مشتاق بڑھتے چلے جائین ایک لفظ کے بدلنے سے شعر مین کسقدر لطف پیدا ہو گیا۔

احسن ؎ نہین اٹھتین نہین ملتین نہین کھلتین آنکھین
شرم ہے نشہ ہے یا نیند مجھین آئی ہے

اصلاح ؎ نہین کھلتین نہین اٹھتین نہین ملتین آنکھین
شرم ہے۔ الخ

اِس اصلاح سے شعر مین کس قدر بلاغت پیدا ہو گئی۔ احسن کے پہلے مصرع مین تینون باتین موجود تھین مگر ترتیب تھی کُھلنا مقدم ہے اُسکے بعد اُٹھنا اور پھر ملنا۔ اِس ترتیب سے واقعیت پیدا ہو گئی جو کہ پہلے نہ تھی۔

احسن ؎ کسیدن بیخودی مین جا پڑے تھے انکے سینے پر
بس اتنی سی خطا پر ہاتھ کچلے اُسنے پتھر سے

اصلاح ؎ کسیدن بیخودی مین جا پڑا تھا انکے سینے پر
بس اتنی سی خطا پر ہاتھ کچلا اُسنے پتھر سے

پہلے مصرع مین "جا پڑے" کی جگہ "جا پڑا" اور دوسرے مصرع مین "کچلے" کے بجائے "کچلا" بنایا اب اس اصلاح سے بیخودی پورے طور سے ثابت ہو گئی ورنہ حالت بیخودی مین دونون ہاتھون کا سینے پر جا پڑنا عین ہوشیاری سمجھی جائے گی۔

احسن ؎ بات دلکی نہ کہو بزم مین احسن اُنسے
وہ لڑائی کو ہین تیار کھا او رہوئی

اصلاح ؎ شامت آجائے گی احسن جو کہا کچھ تم نے
وہ لڑائی۔ الخ

اصل مصرع مین بات دل کی بزم مین کہنے کو کہا گیا تھا۔ اِس خصوصیت کی چندان ضرورت نہ تھی کیونکہ دوسرے مصرع مین یہ کہا جاتا ہے کہ وہ لڑائی کو ہین تیار کھا اور ہوئی جب کوئی لڑائی ہی پر آمادہ ہے تو پھر اِس کی کیا ضرورت کہ وہ دل ہی کی بات سن کر لڑ پڑے زبان سے کوئی بات نکلی اور لڑائی رکھی ہے۔ اِس اصلاح سے زبان کا لطف بڑھ گیا اور زوائد بھی رفع ہو گئے۔

احسن ؎ خدا پرسش کریگا حشر مین ساری خطائی سے
بھلائی کی بھلائی سے بُرائی کی بُرائی سے

اس مطلع پر فصیح الملک حضرت داغ مرحوم نے یہ لطیف جملہ لکھ کر واپس کیا کہ: آپ غزل کہتے ہین یا وعظ، مطلب یہ کہ مطلع رنگ تغزل سے باہر ہے اِسلیئے غزل مین رہنا چاہیئے

احسن ؎ ڈیوڑھی کی خیر کہہ کے لگائی جو اک صدا	گھر سے نکل ہی آئے سمجھ کے گدا مجھے

اصلاح ؎ اِس در کی خیر کہہ کے لگائی جو اِک صدا	گھر سے - الخ

اِس در کی خیر کہہ کے لگائی جو اِک صدا، یہ مصرع کس قدر محاورے مین ڈوبا ہوا ہے جنھین زبان کا مزا ہے وہ اس اصلاح کی داد دینگے اور حضرت داغ مرحوم کے کمال سخن اور سلامتی مذاق پر وجد فرمائینگے - واقعی اصلاح اسی کو کہتے ہین -

احسن ؎ ہمارے قتل پر یہ رد و کد ہر بار کیسی ہے	ارادہ ہے تو بسم اللہ یہ تکرار کیسی ہے

اصلاح ؎ ہمارے - الخ	ارادہ ہے تو بسم اللہ کر تکرار کیسی ہے

احسن کے دونون مصرعون مین "یہ" کانون کو بھلا نہ معلوم ہوتا تھا اسلیئے دوسرے مصرع مین بجائے "یہ" کے "کر" بنایا جو نہایت فصیح ہے یعنی ارادہ ہے تو بسم اللہ کر تکرار کیسی ہے -

احسن ؎ رکھا ہی کیا ہے حضرتِ دل باغِ عشق مین	آ کر ٹٹول لیجئے رنج و محن کے پھول

اصلاح ؎ رکھا ہی - الخ	حسرت کے اسمین پھل ہین تو رنج و محن کے پھول

ٹٹولنا فصحائے دہلی کی زبان نہین ہے شائد قصبات مین بولتے ہون اسلیئے دوسرا مصرع بدلا گیا -

احسن ؎ کیون دستِ شوق صبح کو بستر سے چن نہ لے	ہین یہ بسے ہوئے ترے نازک بدن کے پھول

اصلاح ؎ کیون چشمِ شوق صبح کو بستر سے چن نہ لے	ہین یہ الخ

دستِ شوق سے چشمِ شوق مین زیادہ عاجزانہ اشتیاق اور حسن ملحوظ رکھا گیا ہے بیمثل اصلاح ہے -

احسن ؎ گلدستہ ہی جو آپکی آنکھون کے سامنے	شامل اسی مین ہین دلِ ناشاد بن کے پھول

اصلاح ؎ گلدستہ ہے - الخ	شامل اسی مین ہین دلِ مجروح بن کے پھول

دوسرے مصرع مین بجائے دلِ ناشاد کے "دلِ مجروح" بنایا دلِ مجروح کو عرق آلودگی کی رنگینی سے گلدستہ مین کھپا دیا -

احسن ؎ تحیر مین پڑے ہین لوگ کیسی رونمائی ہے　　نظر نیچی کیے ہین تیری صورت دیکھنے والے
اصلاح ؎ تحیر مین پڑے ہین لوگ کیسی خودنمائی ہے　　نظر نیچی کیے۔ الخ

بجائے ،، رونمائی ،، کے ،، خودنمائی ،، سے شعر مین معنوی خوبیان پیدا ہو گئین

احسن ؎ چمن کی سیر کرتے ہین چمن کے پھول چنتے ہین　　مرے افسردہ دل کے داغ حسرت دیکھنے والے
اصلاح ؎ نظر آتے ہی اس گلزار پر منھ پھیر لیتے ہین　　مرے۔ الخ

پہلے مصرع کے بدل دینے سے شعر مین ایک حسن پیدا ہو گیا مطلب یہ کہ مرے افسردہ دل کے داغ حسرت دیکھے نہین جاتے۔ دیکھنے والے منھ پھیر لیتے ہین۔ یہ افسردگی ہے۔

احسن ؎ انکھین کو ہمنے دیکھا انکھین کو ہم تو دیکھینگے　　نہ اٹھی ہین نہ اٹھین گی یہ آنکھین حور و غلمان پر
اصلاح ؎ انکھین کو۔ الخ　　نہ جھکینگی نہ اٹھین گی یہ آنکھین حور و غلمان پر

،، نہ اٹھین گی نہ اٹھین گی ،، کس مزے کی تکرار ہے یہی تکرار ہے جسے بحر فصاحت کی لہرین اور ہوائے حسرت کی موجین کہنا چاہیے۔ اصلاح اسی کا نام ہے۔

جناب مولوی محمد انعام اللہ خان صاحب عارف منصرم کشنری لکھنؤ ؎

عارف ؎ مشتاق ہے دل اور ابھی جور و جفا کا　　کیا اسکو مزہ دے گئی بیداد کسی کی
اصلاح ؎ مشتاق ہے دل چاٹ پڑی ہے اسے بیڈھب　　کیا اسکو۔ الخ

اُستاد داغ مرحوم نے پہلے مصرع مین چاٹ پڑی ہے اسے بیڈھب ،، یہ استادانہ ٹکڑا رکھدیا جس سے شعر مین ایک مزہ پیدا ہو گیا کیونکہ دوسرے مصرع مین مزہ دے گئی بیداد کسی کی کہا گیا ہے اس کے لیے ،، چاٹ پڑی ہے ،، کیا خوب بنایا۔ محاورہ بھی یہی خوش اسلوب تھا۔

عارف ؎ گر مجھے جلوہ دکھانا ہو وہان جلوہ دکھا　　حسن کا تیرے جہان کوئی تماشائی نہو
اصلاح ؎ حشر برپا ہو الگ مجکو وہان جلوہ دکھا　　حسن کا۔ الخ

پہلے مصرع کے بدل دینے سے شعر مین کس قدر ترقی پیدا ہو گئی۔

عارف ؎ گالیان شام سے وہ تا بہ سحر دیتے ہین　　بس مرے کان شب وصل مین بھر دیتے ہین
اصلاح ؎ گالیان۔ الخ　　یون مرے کان شب وصل مین بھر دیتے ہین

دوسرے مصرع مین بجائے "بس" کے "یون" بنایا یون سے پہلے مصرع کا صحیح مفہوم ادا ہوگیا اور دوسرے مصرع کی روانی بڑھ گئی یعنی یون مرے کان شبِ وصل مین بھر دیتے ہین۔

عارف ؎ ہائے کہنا نازسے اُنکا جگایا کیون مجھے
طالع بیدار کو بیدار رہنے دیجیے

اصلاح ؎ آپ میرے ساتھ سوئین پاسبانی کیلئے
طالع بیدار۔ الخ

پہلا مصرع جناب عارف کا کچھ اُلجھا ہوا سا تھا دوسرے مصرع کی مناسبت سے پہلا مصرع کیا خوب بنایا۔ پاسبانی کا ٹکڑا اِس شعر کی جان سمجھیے۔

عارف ؎ یہ ہم غریبون سے اچھا نہین ہے دل کا غبار
اِس آئینے کو مکدر نہ کر خراب نہ کر

اصلاح ؎ تجھی سے کہتے ہین اچھا نہین ہے دل کا غبار
اس۔ الخ

"تجھی سے کہتے ہین" اِس ٹکڑے سے اب زبان کا لطف کتنا بڑھ گیا۔

عارف ؎ خود گلا کاٹا ہی دیکھی ہی جو اُسکی نازکی
ہو اگر انصاف قاتل چوم لے بسمل کے ہاتھ

اصلاح ؎ خود گلا کاٹا ہے نازک دیکھکر قاتل کے ہاتھ
ہو اگر۔ الخ

پہلے مصرع کو بدل کر مطلع کر دیا۔ اب اس مطلع کی نزاکت اور شان ملاحظہ فرمائیے "خود گلا کاٹا ہے نازک دیکھ کر قاتل کے ہاتھ" اس مصرع کی کیا تعریف ہو سبحان اللہ۔

جناب آغا رفیق بلند شہری۔

نفرت تھی بزم شعر سے کل تک تو زاہدا
آج آئے شاعرون مین بڑے بیحیا ہین آپ

اصلاح ؎ نفرت تھی بزم شعر سے کل تک تو شیخ جی
آج آئے۔ الخ

زاہدا کا استعمال الف ندائیہ کے ساتھ اکثر اساتذہ متاخرین نے ترک کر دیا ہے حضرت داغ بھی اسی کے عامل ہین اسلیئے پہلے مصرع مین بجائے "زاہدا" کے "شیخ جی" بنایا اور خوب بنایا۔

رفیق ؎ اتنو رفیق جان بلب آیا فراق سے
اتنو نہ جائین مظہر نور خدا ہین آپ

اصلاح ؎ اتنو رفیق۔ الخ
لیجیے خبر کہ مظہر نور خدا ہین آپ

رفیق کے دوسرے مصرع کی ترکیب اچھی نہ تھی کیونکہ پہلے مصرع مین بھی "اتنو" ہے

اور دوسرے مصرع میں بھی ہنسی ترکیب آپڑی ہے اِس تکرار نے شعر کو بھدا کر دیا تھا اسلیئے یہ مصرع بدلا گیا۔

رفیق ؎ تری نظر نے کچھ اسطرح بے قرار کیا — جگر نے زخم کے ہونٹوں سے دل کو پیار کیا

صلاح ؎ تری نگاہ نے کچھ ایسا دلبہ وار کیا — جگر نے زخم کے ہونٹوں سے دل کو پیار کیا

ظاہر ہے کہ پہلے مصرع کی ترمیم سے مطلع میں کسقدر صفائی اور بندش میں چستی پیدا ہو گئی

رفیق ؎ دیکھیئے کیا چیز اس کافرادا کے دل میں ہو — تیر کا پہلو ہے جو پہلو کسی محفل میں ہو

صلاح ؎ دیکھیئے۔ الخ — تیر کا انداز ہو انداز جو محفل میں ہو

تیر کا پہلو محاورہ کے خلاف تھا خصوصًا اِس موقع پر اسلیئے تیر کا انداز، بنایا۔

رفیق ؎ پاؤں پڑتا ہے جہاں مجنوں کا نوکِ خار پر — کہتی ہے لیلی کہ یہ کانٹا بھی میرے دل میں ہے

صلاح ؎ پاؤں۔ الخ — کہتی ہے لیلی کہ یہ کانٹا ہمارے دل میں ہے

مصرع ثانی میں بھی کا کوئی خاص ثبوت نہ تھا اسلیئے بجائے اُسکے ہمارے بنا کر مصرع کو درست فرمایا۔

رفیق ؎ آج وہ خنجر لیئے بیٹھے ہیں دستِ ناز میں — دیکھیئے رنگِ شہادت کس کے آب و گل میں ہے

صلاح ؎ آج وہ خنجر لیئے بیٹھے ہیں اپنے ہاتھ میں — دیکھیئے رنگِ الخ

بجائے دستِ ناز کے اپنے ہاتھ بنایا اپنے ہاتھ کی تخصیص نے لطف پیدا کر دیا [1]

منشی ذوالفقار علی گوہر ؎

بزم عدو میں کیا نہ ہوا اور کیا ہوا — کہتا ہے صاف آپ کا سُرمہ بہا ہوا

صلاح ؎ مرگِ عدو میں کیا نہ ہوا اور کیا ہوا — کہتا ہے۔ الخ

اُستاد نے پہلے مصرع میں بجائے بزم کے مرگ کا لفظ بنایا۔ اِس صلاح نے اِس خاص فعل کو ثابت کر دکھایا جس کی وجہ سے سُرمے کے بہنے نہ بہنے سے اشتباہ تھا اور ایک ذلیل پہلو بھی اِس شعر سے نِکل گیا جسنے شعر کو مذاقِ سلیم سے بالکل گرا دیا تھا۔

[1] اپنی صلاحیں خود آغا رفیق صاحب نے لکھ کر مرحمت فرمائیں۔ مؤلف شکر گزار ہے۔

نواب عزیز جنگ بہادر عزیز حیدر آبادی ؎

کیا جانیں آب تیغ کی لذت جناب خضر — نازان ہیں وہ تو اپنے ہی آب حیات پر

اصلاح ؎ کیا جانیں۔ الخ — مرتے ہیں وہ تو چشمۂ آب حیات پر

دوسرے مصرع میں بجائے نازان ہیں کے مرتے ہیں بنایا اِس مرنے کے لفظ نے شعر میں جان ڈال دی۔ (جلوہ داغ)

منشی امیر اللہ تسلیم لکھنوی

حضرت تسلیم مرحوم کی اصلاحیں سید ضمیر الدین احمد صاحب عرش گیاوی نے جو بھیجی ہیں اُنمیں منشی صاحب مرحوم کے قلم کے لکھے ہوے نوٹ قابل دید ہیں جناب عرش اپنے عنایت نامہ میں تحریر فرماتے ہیں کہ آپ کی بار بار کی یاددہانی اور اپنی معذوریاں نیز خاموشی پر کمال ندامت ہے۔ بہرحال آج دیوان قدیم نکالنا پڑا۔ اُستاد تسلیم کی اصلاح اور اُنکا سوادِ خط دیکھکر زمانۂ قدیم کا نقشہ آنکھوں کے سامنے پھر گیا خدا مرحوم کو اپنے جوار رحمت میں جگہ دے۔ باوجود صد و سہ سال کے نہایت زندہ دل اور فن شعر سے باخبر تھے جس کا اندازہ اِن شعروں کی اصلاح سے ہو جائے گا۔

ضمیر الدین احمد عرش گیاوی

عرش ؎ مرے نالون سے ہوتا ہے یقین آج — اُڑے گی مثل ذرّے کے زمین آج

نالے سے زمین کو کیون ضرر ہوگا یون کہو۔ — فلک بھی ہوگا پابوسِ زمین آج

عرش ؎ جہان کل دیکھتے تھے ایک مجمع — نظر آتا وہان کوئی نہین آج

مصرع ثانی مین تعقید ہے یون بنا دو۔ — وہان کوئی نظر آتا نہین آج

عرش ؎ ہون سرخرو جہان مین وہ دن خدا کرے — میر ازل سے دانت ہے انگلیکے پان پر

کیا چھاتیان کاٹ کھاؤ گے ؎

اب شاعری کے بدلے فقط رہ گئی جگت — ایجان پہنو انگرکھا ہاتھی کے تھان کا

یہ شعر غزل سے نکال ڈالو۔ رشک کا زمانہ گیا۔

عرش ؎ اُس سادہ دل نے مجکو جو دیوانہ کر دیا　　زنجیر ناپسند ہوئی ناگوارِ طوق

سادہ دل احمق کو کہتے ہین پہلے مصرع کو یون بنا دو۔ اُس سادہ رو نے مجکو جو دیوانہ کر دیا

عرش ؎ تنگ ہے یہ عرش فکرِ روزگارِ دہر سے　　اب تو کر دو اُسکی تم حاجت روا یا غوث پاک

روزگار بمعنی چاکری اُردو ہے اور روزگارِ دہر مہمل ہے اس مصرع کو یون بنا دو۔
"تنگ ہے یہ عرش فکرِ انقلابِ دہر سے"

عرش ؎ غضب کا حسن ہے خالِ لب جان بخش دلبر مین　　کوئی کشتی رواں ہے موجِ بحرِ آتش تر مین

خال مشبہ ہے کشتی مشبہ بہ ہے ان دونون مین وجہ تشبیہ کیا ہے صرف الفاظ جمع کر دینے سے کیا فائدہ شعر نکال دو۔

عرش ؎ نظر آتے نہین ہنسنے مین دندان　　گرے ہین اُسکے منھ سے پھول جھڑکے

پھول جھڑنا اور چیز ہے نظر آنا اور شے اِس سے تو یہ پایا جاتا ہے کہ اُسکے دندان پھول بن کے جھڑ گئے اسے غزل سے نکال دو۔

عرش ؎ حلقے آنکھوں مین یہان اپنی پڑے جاتے ہین　　ہے اُدھر عیش وہان کچے گھڑے جاتے ہین

کچے گھڑے کے کیا معنی ہین کچے گھڑے کی بمعنی شراب سنا ہے مگر خاص لوگون سے نہین

عرش ؎ جبریل تو کیا انکا تصور بھی نہ پہونچے　　ہے عرش سے اونچا کہین ایوان تمہارا

بھائی اتنا کفر اچھا نہین۔

عرش ؎ تار کفن کے ساتھ تھے وہ بستر روز مرگ　　تسبیح عمر مین نہین دانے انار کے

ضلع جگت کہنے لگے۔

عرش ؎ بعد مردن ہون بہت بخت سیہ کا مشکور　　تیرگی مونس و ہمدم لحدِ تار مین ہے

مشکور بمعنی شاکر غلط ہے بجائے "مشکور" کے ممنون بنا دو یعنی بعد مردن ہون بہت بخت سیہ کا ممنون

جناب سید فضل الحسن صاحب حسرت موہانی ؎

ستم ہو جائے تمہید کرم ایسا بھی ہوتا ہے　　بتاثیر وفائے ضبط غم ایسا بھی ہوتا ہے

اصلاح ؎ ستم ہو جائے ۔ الخ محبت میں بتا اے ضبط غم ایسا بھی ہوتا ہے

دوسرے مصرع میں بجائے "بتا ثیر دفا" کے "محبت میں بتا" بنایا اب اس مطلع کی بلندی اور معنوی خوبیاں ملاحظہ فرمائیے "بتا ثیر دفا" میں شان اُردو کہاں جو اصلاح نے پیدا کر دی اساتذہ جب تک اُردو کے شعر میں اُردو کا لفظ مل سکے فارسی الفاظ نہیں آنے دیتے

حسرت ؎ جفائے یار کے شکوے نہ کر اے رنج ناکامی سکون و نا امیدی ہوں ہم ایسا بھی ہوتا ہے

اصلاح ؎ جفائے یار ۔ الخ امید و یاس دونوں ہوں ہم ایسا بھی ہوتا ہے

دوسرے مصرع میں بجائے "سکون و نا امیدی" کے "امید و یاس کا ٹکڑا کس قدر لطیف رکھ دیا اب پہلے مصرع کو دوسرے مصرع سے ربط ہو گیا مطلب یہ کہ جفائے یار کے شکوے اے رنج ناکامی نہ کر کیونکہ امید و یاس دونوں ساتھ ہوں ایسا بھی ہوتا ہے ۔ امید کے ساتھ یاس کا ہونا کتنی لگتی ہوئی بات ہے جو ہر وقت شاہدے میں آتی رہتی ہے ۔ امید جفائے یار کے شکوے نہیں کرنے دیتی مگر یاس رہ رہ کر ابھارتی ہے ۔ ان دونوں نے ملکر عاشق جانباز کو کش مکش میں ڈال رکھا ہے مگر ادب عشق یہی کہتا ہے کہ جفائے یار کے شکوے زبان پر نہ آنے پائیں اور مذہب عشق میں دلدادگان الفت کا یہی مشرب ہے ۔ جناب حسرت کے مصرع ثانی میں سکون و نا امیدی کا ٹکڑا کچھ بے جوڑ سا تھا جسکو یادگار نسیم حضرت تسلیم نے کیا خوب بنایا ۔ استادانہ اصلاح ہے اے سبحان اللہ ۔

حسرت ؎ وقار صبر کھویا گریہ پیہم بیقراری نے کہیں اے اعتبار چشم نم ایسا بھی ہوتا ہے

اس شعر پر حضرت تسلیم نے یہ نوٹ لکھ کر قلم زد کر دیا ۔ کہ اب چشم نم متروک ہے چشم پُرنم صحیح ہے ۔ (اُردوئے معلیٰ)

جناب محمد ظہیر احسن صاحب شوق نیموی جو پہلے مولوی عبدالاحد صاحب شمشاد لکھنوی کے شاگرد تھے اور پھر حضرت تسلیم مرحوم کو اپنا کلام دکھانے لگے ۔

شوق ؎ اتنے ارمان ہیں اے شوق ہمارے دل میں آرزو ڈھونڈھتی ہے راہ نکلنے کیلئے

اصلاح ؎ حسرتیں بھر گئیں اے شوق یہاں تک دل میں آرزو ۔ الخ

حسرت و ارمان کا جو نازک فرق اس اصلاح میں دکھایا گیا ہے وہ دیکھنے کی چیز ہے

حسرتیں بھر گئیں اے شوق یہاں تک دل میں" اس "یہاں تک" کی کیا تعریف ہو سکے مطلب
یہ کہ حسرتیں یہاں تک دل میں بھر گئی ہیں کہ آرزو نکلنے کے لیئے راہ ڈھونڈھ رہی ہے۔

شوق ؎ چمن میں کسی نے اگر پھول توڑے — تو یاد آگیا دل دُکھانا کسی کا
اصلاح ؎ چمن میں جو گلچیں نے کچھ پھول توڑے — تو یاد آگیا۔الخ

پہلے مصرع میں بجائے "کسی نے" کے "گلچیں" اور "اگر" کی جگہ "کچھ" بنایا پھول توڑنے
کے لیئے "گلچیں" کا لفظ ضروری تھا۔ (از خوابۂ عشرت لکھنوی)

جناب منشی گورپرشاد صاحب قیس لکھنوی ؎

خوشی ہنس ہنس کے کہتی ہیں دہان زخم بسمل کے — یہی جی چاہتا ہے چوم لیں ہم ہاتھ قاتل کے
اصلاح ؎ لب گویا سے کہتے ہیں دہان زخم بسمل کے — یہی جی۔الخ

پہلے مصرع میں "لب گویا" کے ٹکڑے نے مطلع کی شان کو دوبالا کر دیا۔

قیس ؎ اے صبا ہنسنے نہ دی کوچے میں اسکے خاک تک — اور ہوا خواہی جتاتی ہے تو مجھ برباد سے
اصلاح ؎ اے صبا۔الخ — اور ہوا خواہی کا دم بھرتی ہے مجھ برباد سے

دوسرے مصرع میں بجائے "جتاتی ہے تو" کے "دم بھرتی ہے" بنایا۔ صبا کی مناسبت سے دم بھرنا
خوب ہے اور جب مصرع اولیٰ میں صبا کو مخاطب کیا تو مصرعۂ ثانی میں "تو" کا لفظ بلا ضرورت تھا
اس اصلاح سے یہ نقص بھی رفع ہو گیا اور مصرع میں سلاست پیدا ہو گئی۔

قیس ؎ شب فرقت میں بنی ہے یہ مری شکل مہیب — ملک الموت مجھے دیکھ کے ڈر جاتے ہیں
اصلاح ؎ شب فرقت میں وہ صورت ہے کہ مرنا مشکل — ملک الموت۔الخ

پہلے مصرع میں بجائے "ہوئی ہے یہ مری شکل مہیب" کے "وہ صورت ہے کہ مرنا مشکل"
ایسا معنی خیز ٹکڑا استاد نے رکھ دیا کہ جس سے شعر کا مرتبہ بہت بلند ہو گیا مصرع میں بلاغت
کے علاوہ روانی بھی پیدا ہو گئی۔

قیس ؎ باسی ہو کر لطف دیتی ہے فزوں وقت سحر — ہلکی ہلکی بھینی بھینی خوشبو اُسکے ہار کی
اصلاح ؎ باسی ہو کر اور بھی ملتی ہے پھول وقت سحر — ہلکی ہلکی الخ

قیس کے پہلے مصرع کی بندش ذرا الجھی ہوئی تھی اُستاد تسلیم مرحوم نے اصلاح کیا دی موتی پرو دیئے۔ باسی ہو کر اور بھی لپٹتی ہے دل دقت سحر۔ باسی ہارون کی بو جن کے دماغون مین بسی ہوئی ہے اُن آوارگان کوچۂ اُلفت سے اس مصرع کی نزاکت اور قیمت پوچھیئے مجھے اسی مضمون کا ایک شعر اپنے کسی دوست کا یاد آگیا نام تو نہ بتاؤن گا مگر ناظرین کرام کی دلچسپی کے لیئے شعر لکھے دیتا ہون۔ ملاحظہ ہو ؎

نہین معلوم کیسی بسی ہے اِن جوٹی کے ہار و مین — تبرک کی طرح بٹتے ہین باسی پھول یار و مین

حقیقت تو یہ ہے کہ ایسی اصلاحین دینا ایسے ہی کامل الفن اُستاد کا حصہ ہے [1]

جناب عظمت علی صاحب حسرت لکھنوی ؎

حسرت ؎ شوق دیدار مین بیتاب ہوا جاتا ہے دل — سن لیا ہو کہ بس پردہ قیامت ہوگی

اصلاح ؎ شوق دیدار نے ہلچل سی مچادی دل مین — سن لیا ہو الخ

ایک لفظ "ہلچل" کا اضافہ کسقدر مناسب اور معنی خیز ہے خصوصًا قیامت کے لیئے تو قیامت ہی ہے۔

حکیم سید ضامن علی جلال لکھنوی

جناب انور حسین صاحب آرزو جانشین جناب جلال لکھنوی۔

آرزو ؎ پایا نہ شائبہ بھی اُس گل کی رنگ بو کا — سبزے نے زہر کھایا لالے نے خون تھوکا

اصلاح ؎ پایا۔ الخ — سبزے نے زہر اُگلا لالے نے خون تھوکا

دوسرے مصرع مین بجائے "زہر کھایا" کے "زہر اُگلا" بنایا "زہر اُگلا" اس محاورے نے مطلع کو اور بلند کر دیا۔ اب پہلے سے کس قدر ترقی ہو گئی۔

ابو الصواب مولانا رعب شاہ آبادی ؎

رنگ شوخ اُڑ کے مرا ہو گیا اُس گل کی شمیم — شہرت حسن بنا راز غم افشا ہو کر

---

[1] یہ اصلاحین خود جناب قیس نے لکھ کر مولف کو مرحمت فرمائین آپ کی اس عنایت کا دلی شکریہ۔

اصلاح ؎ رنگ رخ اڑکے مرا ہو گیا اس گل کی مہک　　شہرتِ حسن بنا راز غم افشا ہو کر

اُستاد نے پہلے مصرع مین بجائے "شمیم" کے "مہک" بنایا اردو کے شعر مین جبتک اردو کا لفظ مِلے اساتذہ فارسی کا لفظ نہین آنے دیتے اسلیئے حضرتِ جلالؔ نے بجائے "شمیم" کے "مہک" بنایا۔

جناب منشی بیکو لال صاحب عشرتؔ جانشین جلالؔ لکھنوی ؎

جب یہ چھل بل دیکھی بھالی جائیگی　　کس سے پھر حالت سنبھالی جائے گی

اصلاح ؎ جب یہ ۔ الخ　　کس سے پھر نیت سنبھالی جائے گی

دوسرے مصرع مین بجائے "حالت" کے "نیت" بنایا یہان نیت ہی کا لفظ نہایت مناسب تھا کیا خوب اصلاح دی۔

عشرتؔ ؎ یہ عشق مین جو بوسۂ گیسوئے یار سے　　غل ہے یہ مر گیا اثرِ زہر مار سے

اصلاح ؎ یہ عشق مین جو بوئے خوشِ لعلِ یار سے　　غل ہے ۔ الخ

پہلے مصرع مین "بوسہ گیسو" کی جگہ "بوئے خوش" بناکر شعر کو درست کیا "بوسۂ گیسو" سے مؤلف کے کان آشنا نہین۔ بوئے خوش خوب بنایا۔ جل علیٰ۔

عشرتؔ ؎ کھیلین گے ہم شکار بطِ مدعا ضرور　　گلچھرے مین چلا ئینگے گولی کباب کی

اصلاح ؎ کھیلین گے ۔ الخ　　گلچھرے مین لگائینگے گولی کباب کی

دوسرے مصرع مین بجائے "چلائینگے" کے "لگائینگے" بناکر مصرع کو درست فرمایا گولی لگانا محاورہ خواص ہے۔ گولی چلانا عوام کہتے ہین۔

نوٹ:۔ افسوس کہ جلالؔ مرحوم کی اصلاحین زیادہ نہ مل سکین اس کی ایک وجہ یہ بھی ہوئی کہ جناب آرزوؔ نے اس کا وعدہ فرمایا تھا کہ مین اُستاد مرحوم کی اصلاحین منگوا دونگا مگر وہ بیچارے خود اپنی پریشانیون مین مبتلا ہو گئے۔

منشی احمد علی شوق قدوائی

قطعہ تاریخ

مولوی محمد حسین صاحب محوی لکھنوی ؎

کیون نہ پامالِ ملال و حزن ہون اہل وطن   صدمۂ سید ہمین پہنچا ہے اور رنج و محن

اصلاح ؎ کیون - الخ   جوشش رنج و الم ہو کثرت رنج و محن

محوی کے دوسرے مصرع کی ترکیب "اور رنج و محن" سے خراب ہوگئی تھی اس سبب سے تھوڑا سا تصرف کر کے کس قدر چست و صاف کر دیا سبحان اللہ اصلاح اسکو کہتے ہین - ۱۱ دسمبر ۱۹۱۱ء

محوی ؎ موم ہو جاتے کڑے دل وعظ کی تاثیر سے   کچھ عجب تھا دلربا اس مرد کا طرزِ سخن

اصلاح ؎ موم - الخ   کچھ عجب دلکش تھا اُس مرحوم کا طرزِ سخن

دوسرے مصرع مین تھا دلربا اُس مرد کے لفظون سے بندش خراب ہوگئی تھی اُس کی جگہ تعقید مٹا کے "دلکش تھا اس مرحوم" بنا کر جان ڈال دی اب ارباب ذوق دیکھین کہ کیا بات پیدا ہوگئی مصرع کسقدر بلند ہو گیا۔

دوسرا قطعۂ تاریخ

محوی ؎ بزم عشرت ہی غم و اندوہ سے معمور کیون   زخم دلمین کیون ترقی ہی پڑا ناسور کیون

اصلاح ؎ بزم - الخ   زخم دل کیون بڑھ گیا ہی پڑ گیا ناسور کیون

دوسرے مصرع مین "ترقی ہے پڑا" کچھ بے جوڑ الفاظ تھے ایک ہی قسم کے صیغون کی ضرورت تھی اور زخم کے لیئے ترقی کا لفظ بھی اچھا نہ تھا اُستاد نے یون بنا دیا "زخم دل کیون بڑھ گیا ہے پڑ گیا ناسور کیون" اب دیکھیئے کہ علاوہ تجنیس لفظی و خطی کے کس قدر صاف مصرع ہو گیا۔ معانی اور بیان دونون کی خوبیان پیدا ہوگئین -

محوی ؎ پرتو غم کس لیئے بھوپال پر ہے اب محیط   یہ مسلمانون کی بستی ہوگئی بے نور کیون

اصلاح ؎ سایۂ غم کس لیئے بھوپال پر ہی اب محیط   یہ مسلمانون کی - الخ

"پرتو" کی جگہ پہلے مصرع مین سایہ بنایا اور یہ فرمایا کہ پرتو کا لفظ غم یا تاریکی کے لیئے نہین بلکہ سایا ہونا چاہیئے روشن و نور کے لیئے پرتو اچھا ہے - یہ نکات کا جاننا اور بنانا حقیقتاً ایسے ہی مسلم الثبوت اُستاد کا کام ہے -

محوی - عقل و دانش نے مجھے تسکین دیکر یون کہا　　خود مجھے شکوہ ہے سُن بھی ہے قدر رنجور کیون

اصلاح - عقل و- الخ　　صبر کر اب صبر کر ہو اسقدر رنجور کیون

دوسرا مصرع کس قدر اُلجھا ہوا تھا اور لفظ شکوہ بالکل بے موقع تھا لہذا اُستاد نے مصرع بدل کر اپنے کمال اُستادی کا ثبوت دیا -

محوی - حیف دنیا سے گئے سوربتا عبد العزیز　　کھو گیا یا رب وجود واعظ مشہور کیون

اصلاح - حیف دنیا - الخ　　ہو گیا پنہان جمال واعظ مشہور کیون

دوسرے مصرع مین "یا رب" بالکل حشو تھا اور وجود کھو گیا مہمل اب اصلاح سے مصرع کی جو کچھ حالت ہو گئی ظاہر ہے سبحان اللہ

محوی - دیکھو یہان مرقع عبرت ہے کل وہان　　حاصل ہی لطف باغ مرے دل کے داغ مین

اصلاح - دیکھو - الخ　　ہے لطف باغ میرے دل داغ داغ مین

دوسرے مصرع مین ایک آنچ کی کسر تھی پورا مطلب ادا نہ ہوا تھا - لہذا یون بدلا گیا -

محوی - بلبل بھی نکتہ چین ہے خدا خیر ہی کرے　　محوی غزل سرا ہی حریفون کے باغ مین

بلبل کا نکتہ چین ہونا کسی نے نہین لکھا لہذا یہ غلط تھا اور اُسے حریف قرار دینے کی کوئی وجہ نہین لہذا استاد کامل نے اس مقطع کو یون بنایا -

رنگین بیانیون کا جمی رنگ یارب آج　　محوی ہی نغمہ سنج حریفون کے باغ مین

محوی - جب سے آیا ہے ماہ ساون کا　　کیسا دلکش سمان ہے گلشن کا

اصلاح - رنگ جب سے جما ہے ساون کا　　خوب دلکش سمان ہے گلشن کا

اب پہلے کی بہ نسبت شعر خوب و مرغوب ہو گیا اول مصرع مین محاورے نے کتنی خوبی پیدا کر دی -

محوی ؎ آتے بادل کے دل کے دل سارے انکے انداز ہین بہت پیارے
اصلاح ؎ آتے بادل کے دل کے دل کالے جھومتے ہین یہ جیسے متوالے

اول مصرع مین سارے،، کی جگہ،، کالے،، بنادیا اور دوسرا مصرع اتنا بلند کر دیا کہ شعر زمین سے آسمان پر پہنچ گیا۔

محوی ؎ زاید امید سے بھی یہ برسا آ گئے پور یک بیک دریا
اصلاح ؎ زاید امید سے جو یہ برسا ساحلون سے نکل گئے دریا

دوسرے مصرع مین،، یک بیک،، حشو تھا بجائے اس کے،، ساحلون سے نکل گئے،، کتنی پیاری اصلاح ہے۔ دوسرے مصرع کی روانی و بلندی قابل دید ہے پہلے مصرع مین بجائے،، بھی،، کے،، جو،، خوب بنایا۔

محوی ؎ اُف چلی کس غضب کی تیز ہوا ننھا ننھا کلیجا کانپ اُٹھا
اصلاح ؎ اُف چلی۔ الخ دل کچھ ایسا ڈرا کہ کانپ اُٹھا

ننھا ننھا کلیجا اس موقع پر اچھا نہ تھا۔ دوسرے مصرع کی ترمیم سے عمومیت بھی پیدا ہو گئی لطف زبان و بیان بھی نمایان ہو گیا۔ ۲۱۔ جولائی ۱۹۱۱ء

محوی ؎ ہو ثابت یہ بلبل کے بیان سے کہ گل ہین تنگ جور باغبان سے
اصلاح ؎ ہو ثابت یہ بلبل کی فغان سے کہ گل ہین۔ الخ

پہلے مصرع مین بجائے،، بیان،، کے،، فغان،، بنا دیا حقیقت یہ ہے کہ اسی لفظ کا یہ شعر محتاج تھا اور جو بات اب پیدا ہو گئی اُس کو بیان کرنا دشوار ہے۔ ۲۱۔ اگست ۱۹۱۱ء

محوی ؎ یہ کہتا ہے ٹپک کر قطرۂ اشک مین گم گشتہ ہون اپنے کاروان سے
اصلاح ؎ یہ کہتا ہے ٹپک کر قطرۂ اشک کہ مین چھوٹا ہون اپنے کاروان سے

ترمیم سے اب کس قدر صحیح معنی پیدا ہو گئے اور مصرعۂ اولی کو مصرعۂ ثانی سے کس قدر تناسب پیدا ہو گیا۔

محوی ؎ قیامت ہے دل مظلوم کی آہ گزر جاتی ہے ظالم آسمان سے

اصلاح ؎ قیامت ہے الخ — کہاں پہونچی گزر کر آسمان سے

"کہاں پہونچی" کی بلاغت کی کوئی انتہا نہیں اب دوسرا مصرع کس قدر بلیغ ہوگیا

محوی ؎ نہ دے غم مجکو عاشق ہین تمھارے — زرا آتنا تو کہدو آسمان سے

اصلاح ؎ نہ دے صدمے تمھارے عاشقون کو — زرا اتنا۔ الخ

محوی کا پہلا مصرع الجھا ہوا تھا اس کو کس خوبی سے درست فرمایا کہ اب پہلے مصرع کو دوسرے مصرع سے کتنا ربط پیدا ہوگیا۔ خوبی اصلاح یہ ہے کہ اب شعر کو پڑھیئے تو ادا ہی لطف دے گا۔ محوی

۷ ستمبر ۱۹۱۱ء

رباعی

اس ہستی کا اعتبار ناداں کریں — زیست ہی کیا کہ آخر کار مریں

ہمنے تو یہ عمر کھو کے سیکھا محوی — قابو ہو تو دنیا مین قدم ہی دہریں

اول شعر کے مصرع اول مین "ہستی" کی "ی" گر گئی جو فارسی لفظ ہونے کی وجہ سے جایز نہین مگر اس طرح بنانا کہ لطف شعر زیادہ اور شعر بلند پایہ ہوجائے یہ حضرت شوق ہی کا کام ہے حضرت نے یون درست فرمایا۔

اس زیست کا اعتبار ناداں کریں — جینا ہے وہ کیا کہ آخر کار مریں

محوی ؎ تو چرخ چنبری کا نور نظر ہے شاید — پیوند دل ہی اسکا لخت جگر ہے شاید

اصلاح ؎ کیا چرخ چنبری کا نور نظر کہوں مین — چھوٹا سا یا قمر کا لخت جگر کہوں مین

اول تو لفظ "شاید" پہلے مصرع مین اچھا نہ تھا اور دوسرا مصرع بہت الجھا ہوا اور خراب تھا اس اصلاح سے شعر اچھا خاصہ ہوگیا۔ یہ نظم "تارا" الہ آباد کے مشہور رسالہ ادیب مین چھپی ہے۔

یکم جولائی ۱۹۱۱ء

محوی ؎ پائی ہے مین نے تجھ مین شان کرشمہ سازی — ہے اپنے شائقون سے گرم نظارہ بازی

شائقون کا لفظ نکال کر اس شعر کو یون درست فرما کر بلند تر کردیا اور اب پہلے سے بہت صاف و پاکیزہ ہوگیا۔ اصلاح ملاحظہ ہو۔

کیا تیری آنکھ کو ہی فکر کرشمہ سازی　　　کیون جانب زمین ہی محو نظارہ بازی

اوپر سے جو استفہامیہ اشعار چلے آرہے تھے اب اس مین بھی وہ التزام برقرار رہا پہلے نہ تھا اور بھاری بھاری الفاظ بھی نکل گئے اور اب کچھ اور ہی خوبی پیدا ہو گئی۔

محوی ؎ تو او سپہر گردان گرم سفر نہین ہے　　　یا بام آسمان پر رقصان کوئی حسین ہے

اس شعر کے پہلے مصرع مین "سپہر گردان" اچھا نہ تھا اور "بام آسمان" کا ٹکڑا دوسرے مصرع مین، لہذا یون بنایا گیا ؎

پُر نور تیرا رخ ہی روشن تری جبین ہے　　　تارا ہی یا فضا مین رقصان کوئی حسین ہے

محوی ؎ جگنو ہی آسمان کا یا آگ کا شرارہ　　　رہتا ہی رات بھر تو بے شبہ عالم آرا

اصلاح ؎ جگنون مین تجکو سمجھون یا آگ کا شرارہ　　　رہتا ہی۔الخ

"آسمان کا جگنو" اول مصرع مین صحیح نہ تھا۔ لہذا اس نقص کو رفع فرما دیا اور یون بنایا "جگنو مین تجکو سمجھون یا آگ کا شرارا" دوسرا مصرع بدستور رکھا۔

محوی ؎ سو جا و پڑ کے محوی اب نیند آرہی ہے　　　یہ تیرگی بھیانک ہمکو ڈرا رہی ہے

دوسرا مصرع بہت بھدا تھا اور الفاظ موٹے موٹے آگئے تھے لہذا مصرعہ اولی کو مصرع ثانیہ قرار دیا اور پہلا مصرع یہ لکھدیا ؎

کالی گھٹا سے ظلمت دنیا پہ چھا رہی ہے

اسی نظم مین ایک شعر یہ تھا ؎

کیا دور سے نمایان تجھ مین چمک دمک ہے　　　بقعہ ہی نور کا تو یا اختر فلک ہے

اصلاح ؎ کیا دور سے نمایان تیری چمک دمک ہے　　　تو رونق فضا ہی تو زینت فلک ہے

اول مصرع مین "تجھ مین" کی جگہ "تیری" بنایا اور دوسرے مصرع مین "بقعہ ہے نور کا" یہ الفاظ اچھے نہ تھے مصرع کی بندش سست تھی۔ لہذا مصرع بدلکر اُس کو چست کیا۔

"نظم ادائے بے نیازی" اصلاح شدہ ۱۲ فروری ۱۹۱۱ء

محوی ؎ مرے دلکو بھا گئی ہے یہ ادائے بے نیازی کہ ہے بے نیاز ہو کر تمھیں پاس دلنوازی

اصلاح ؎ مرے دلکو بھا گئی ہے یہ ادائے حسن دلکش کہ ہے بے نیاز ہو کر تمھیں پاس دلنوازی

پہلے مصرع میں بجائے "بے نیازی" کے "حسن دلکش" بنایا اور یہ نوٹ تحریر فرمایا کہ قطعہ میں مطلعوں کے دونوں مصرعوں میں قافیہ ہونا معیوب نہیں بلکہ نہ ہو تو بہتر تاکہ قصیدے کی شان نہ پیدا ہو۔ لہذا مصرعہ اول کا قافیہ نکالنا پڑا"

محوی ؎ جو دکھاؤ اپنی صورت کہ ہے یہ بھی اک قیامت تو نہ عاشقوں کو کھٹکے شبِ ہجر کی درازی

اصلاح ؎ جو سحر پہ منحصر ہو رخِ مہوش کا جلوہ تو نہ۔ الخ

اول مصرع میں کہ ہے یہ بھی اک قیامت حشو اور ڈھیلا سا تھا اور مصرع بہت ہلکا تھا۔ ترکیب بھی چست نہ تھی۔ لہذا اسکو بدل دیا، جو سحر پہ منحصر ہو اس سے دوسرے مصرع میں جان پڑ گئی اور دونوں مصرعے اب دست و گریبان ہو گئے اور بندش الفاظ کسقدر پیاری رہی۔ الفاظ بھی عمدہ لائے گئے۔

محوی ؎ کوئی مرمٹے ستم کش تو جھلک تم دکھاؤ وہی دید روز محشر کی کروگے حیلہ سازی

اصلاح ؎ کوئی مرمٹے گا لیکن نہ جھلک دکھاؤ گے تم وہی دید۔ الخ

پہلے مصرع کی بندش خراب تھی اور چست ہونے کی ضرورت تھی اور ترکیب بھی بوسی تھی۔ لہذا اک نظر شوق اس کو بدستور رہنے دیسکتی تھی لہذا پہلے مصرع کو بدل کر صاف کر دیا۔ دیکھئے الفاظ وہی ہیں مگر اب شعر میں جان آگئی اور کسقدر چست و مضبوط ہو گیا۔

یہ تمھارا آستان ہی کہ دیر ہے یہ حرم ہے یہیں جمع ہیں برہمن یہیں جمع ہیں نمازی

اصلاح ؎ یہ تمھارا آستان ہی کہ ہے دیر بھی حرم بھی یہیں۔ الخ

پہلے مصرع کو ایک ادنے تصرف سے چست کر دیا اب کچھ ادا ہی بات پیدا ہو گئی۔

محوی ؎ کسی سنگدل نے آہ ہونکا جو صلہ پایا ۔ تو کر گئی نرم محوی اُسے تیری دلگدازی

اصلاح کسی سنگدل سے جلکر جو یہی ہے گرم آہین ۔ تو کر گئی ۔ الخ

اول مصرع اس مقطع کا بھی درست و چست نہ تھا اور نہ کوئی مناسبت مصرعہ ثانیہ سے رکھتا تھا اسلیئے ترمیم کیا گیا اور دوسرے مصرع سے کس قدر چسپان ہو گیا اور رعایت بھی پیدا ہو گئی۔

قطعہ تاریخ مثنوی عاجز اصلاح شدہ ۱۲ ۔ فروری ۱۹۱۱ء

محوی ؎ الفاظ درست بندش چست ۔ انداز بیان بھی ہے بے مثل

دوسرے مصرع کو یون بنایا " انداز بیان کا بھی ہے بے مثل " اور یہ نوٹ لکھدیا ۔ نون کا اعلان " ز " کی ترکیب اضافی سے غلط ہو گیا تھا۔

محوی ؎ قصہ کا پلاٹ ہے خوش اسلوب ۔ افسانہ ہے یا پری ہے بے مثل

پہلا مصرع بالکل بے تکا تھا ۔ پلاٹ کی صفت خوش اسلوب کیسے ہو سکتی ہے اس سبب سے شعر یون کر دیا گیا ؎

اللہ ری شوخی مضامین ۔ جو لفظ ہے وہ پری ہے بے مثل

اب جس قدر ترقی اور عمدگی شعر کو حاصل ہو گئی وہ محتاج بیان نہین۔

نظم مجمع احباب اصلاح شدہ ۱۷ فروری ۱۹۱۱ء

محوی ؎ یا یوسیون مین امید اسنے دلائی مجکو ۔ ٹوٹے ہوئے دلونکی اسنے بڑھائی ہمت

دوسرے مصرع مین ٹوٹے ہوے دلون کی ہمت بڑھانا یہ کچھ بے تکی سی بات تھی اس سبب سے تصرف کرنا پڑا اور ایسا تصرف کیا کہ مصرع زمین سے آسمان پر پہنچ گیا اور پہلے مصرع کے مقابلہ مین بہت خوب ہو گیا " مجبوریون مین اسنے دل کی بڑھائی ہمت " اب دیکھیے کیا بات پیدا ہو گئی نکتہ رس طبیعتین ہی کچھ ان نکات کو سمجھ سکتی ہین۔

محویؔ ۔ برتاؤ وہ وفا کے اخلاص سے وہ ملنا وہ دوستانہ رافت یارانہ وہ حمیت

بظاہر کوئی عیب اس شعر میں نہیں مگر پہلے مصرع کا دوسرا ٹکڑا اچھا نہ تھا اور دوسرے مصرع میں یہ آفت "غریب لفظ" ہے اس کی جگہ ایک پاکیزہ لفظ "باتیں" رکھ کر مصرع کو صاف کر دیا اول مصرع کو یوں بنا دیا "برتاؤ وہ وفا کا وہ لطف انتہا کا" اب شعر میں کس قدر خوبی و دلکشی پیدا ہو گئی۔

محویؔ ۔ ہمراز تھے وہ میرے وہ ہمخیال میرے وہ ہم سخن تھے میرے وہ میرے ہم عقیدت

اول مصرع کا دوسرا ٹکڑا خراب تھا وہاں بھی "تھے" کی ضرورت تھی تاکہ اول ٹکڑے سے تقابل رہے اور خوبی پیدا ہو لہٰذا یوں بنایا "ہم بزم تھے وہ میرے" اب اس شعر کو یوں پڑھیے ۔

ہمراز تھے وہ میرے ہم بزم تھے وہ میرے وہ ہم سخن تھے میرے وہ میرے ہم عقیدت

محویؔ ۔ یہ اتحاد یارب قائم رہے ہمیشہ ہرگز نہ منتشر ہو شیرازۂ محبت

اس شعر پر مندرجۂ ذیل نوٹ لکھکر کاٹ دیا اور اس کی جگہ دوسرا شعر لکھدیا۔

دوستوں کی جدائی سے صحبت مٹ سکتی ہے محبت نہیں مٹ سکتی محبت تو ہر جگہ دلوں میں رہے گی اگر محبت مٹے تو دوستی نہ تھی۔ پھر یوں شعر لکھدیا ہے۔

شیرازہ ٹوٹنے سے اوراق منتشر ہیں اب وہ کہاں ہیں جلسے اب وہ کہاں ہے صحبت

محویؔ ۔ فانوس شمع روشن اب ہے نہ فرش زریں برباد ہو گیا سب سامان زیب و زینت

اصلاح ۔ شب ہے تو شمع گل ہے دن ہے تو فرش میلا برباد ہو گیا ۔ الخ

"فانوس شمع" کچھ اچھا نہ تھا اور نہ فرش زریں کی قید مناسب تھی پہلے مصرع کی ترمیم سے یہ دونوں نقص رفع ہو گئے اور شعر چست ہو گیا۔

محویؔ ۔ اپنے لیے انھوں نے سر ابرانہ چاہا بے غم ہوئے کہ ہمیں پایا جو ہر شرافت

اصلاح ۔ اپنے لیے ۔ الخ گویا انھیں بدمیں تھا جوہر شرافت

پہلے مصرع میں چونکہ ماضی کا صیغہ استعمال میں لایا گیا ہے لہٰذا ضرورت

تھی کہ دوسرے مصرع مین بھی اُس کا لحاظ رکھا جاتا۔ اس سبب سے دوسرا مصرع بدلا گیا

یہ غزل ۶ جولائی سنہ ۱۹۱۱ء کو اصلاح ہوئی اور سنہ ۱۹۱۰ء مین کہی گئی تھی۔

محوی سہ ملک الموت مجھے مار کے کیا پائین گے　　نزع مین آپ بہت بے سروسامان ہون مین

نزع مین بے سروسامانی کچھ ٹھیک نہین تھی لہذا دوسرا مصرع یون درست کیا گیا "نزع مین آپ ہی اک پیکر بے جان ہون مین"

محوی سہ مین تڑپتا ہون دم نزع تو جان کہتی ہے　　موت ہی آکے نکالے گی وہ ارمان ہون مین

اصلاح سہ مین تڑپتا ہون دم نزع تو کہتی ہے یہ جان　　موت ہی۔ الخ

پہلے مصرع مین "جان" کے نون کا دبنا اچھا نہین۔ لہذا یون تصرف فرما دیا۔ "تو کہتی ہے یہ جان" اب یہ نقص نکل گیا۔

یہ پرانی غزل ہے جس پر ۱۷۔ جولائی سنہ ۱۹۱۱ء مین اصلاح ہوئی۔

محوی سہ خواہش نہ زر کی اور نہ مطلوب جاہ ہے　　درکار لطف یار کی ہم کو نگاہ ہے

دوسرے مصرع مین تعقید تھی جس نے مصرع کو پست کر دیا تھا اور خود مصرع بھی پست تھا اب یون بنا دیا۔ "درکار ہے تو اُس کے کرم کی نگاہ ہے" اب کچھ اور ہی خوبی پیدا ہو گئی اور تعقید بھی نکل گئی۔

محوی سہ رنج فراق یار بھی کرب عظیم ہے　　دل کو قلق جگر مین خلش لب پہ آہ ہے

اصلاح سہ اُسکے فراق مین مین بلا کی مصیبتین　　دل کو۔ الخ

پہلے مصرع مین الفاظ غریب اور بھاری بھاری تھے جس سے مطلب پورا ادا نہین ہوتا تھا نیز "ہے" کا لفظ دونون مصرعون کے آخر مین تھا اب اصلاح سے پہلا مصرع دوسرے مصرع سے بہت ہی چسپان ہو گیا اور نہایت صاف و پاکیزہ رہا۔

غزل اصلاح شدہ ۲۲۔ جولائی سنہ ۱۹۱۱ء

محوی سہ ادا و نین ہے فتنہ خیزی کا عالم　　قیامت ہے بیساختہ پن تمھارا

اصلاح سہ دوپٹہ ہے ڈھلکا ہوا سر کھلا ہے　　قیامت ہے۔ الخ

محوی کے پہلے مصرع سے بیساختہ پن ظاہر نہین ہوتا تھا۔ استاد نے مصرع تو نہین بدلا بلکہ بیساختہ پن کی تصویر کھینچدی۔ ورنہ پہلے مصرع کو دوسرے مصرع سے کوئی مناسبت نہ تھی اب اصلاح سے شعر مین بیساختہ پن اور کامل تناسب بھی پیدا ہوگیا۔

محوی ؎ شبِ وصل جانیکی جلدی ہی کیا ہے　　سحر ہوتے چھوڑونگا دامن تمھارا

اصلاح ؎ شبِ وصل کیا ایسی جانے کی جلدی　　سحر کو مین چھوڑونگا دامن تمھارا

"ہی" کو بدل کے پہلا مصرع سحر البیان حضرت شوق قدوائی نے یون بنایا

"شبِ وصل کیا ایسی جانے کی جلدی"

اور دوسرے مصرع مین بجائے "ہوتے" کاٹ کر "کو مین" بنادیا جس سے شعر بہت صاف ہوگیا۔

نظم گھر کی چڑیا اصلاح ۲ اپریل ۱۹۱۱ء

محوی ؎ ریعانِ حُسن مین ہی سب سادگی عالم　　تو بھولے پن کی گویا تصویر ہے مجسم

پہلے مصرع کو یون بنایا ؎

"اِس حسن قدرتی پر یہ سادگی کا عالم"

ریعانِ حُسن بھاری الفاظ تھے اُن کو نکال دیا اور اب مصرع بہت صاف ہوگیا۔

محوی ؎ اعضا تمام تیرے جسطرح مختصر ہین　　تجھ مین اسیطرح سے اِک مشت بال و پر ہین

دوسرے مصرع کو یون بنایا ؎

"یونہی ترے بدن پر اک مشت بال و پر ہین"

اب مفہوم صاف ادا ہوگیا اور چستی بھی آگئی۔

محوی ؎ ہر گھر مین تو مکین ہے ہر جا ترا مکان ہے　　دیوار و در مین تیرا چھوٹا سا آشیان ہے

اول مصرع کو یون بنا دیا "ہر سقف مین مکین تو ہر گھر ترا مکان ہے"۔ اِس صلاح سے اور بھی خوبی پیدا ہو گئی۔

محوی ؎ وہ نرم نرم بازو وہ رنگ ملگجا سا
وہ چونچ تیری نازک وہ جسم ہلکا ہلکا

دوسرے مصرع مین "تیری نازک" کی جگہ "کالی کالی" بنا کر مطرع کو درست کردیا یعنی "وہ چونچ کالی کالی وہ جسم ہلکا ہلکا"۔

محوی ؎ صیاد تاک مین ہی پائے تو پھر نہ چھوڑے
بلی یہ گھات مین ہے گردن تری مروڑے

پہلے مصرع مین "یہ" حشو تھا لہذا یون بنایا "بلی جو تجکو پائے گردن تری مروڑے" اور اول مصرع کو دوسرا قرار دیکر یون بنایا "شکرا بھی تاک مین ہے دیکھے تو پھر نہ چھوڑے" بلی کے مقابلے مین "صیاد" کی جگہ "شکرا" بہت عمدہ صلاح ہے۔ اب یہ شعر یون پڑھیئے۔

بلی جو تجکو پائے گردن تری مروڑے
شکرا بھی تاک مین ہے دیکھے تو پھر نہ چھوڑے

محوی ؎ تجکو اپنے بیحد شفقت سے پالتی ہے
اسکے دہن مین دانہ تو آپ ڈالتی ہے

صلاح ؎ ماں تیری تجکو بیحد شفقت سے پالتی ہے
تیرے دہن مین دانے لا لا کے ڈالتی ہے

اس صلاح سے شعر صاف اور بندش چست ہو گئی۔

"نظم صحرا نشین" - اصلاح ۲۴ جولائی ۱۹۱۱ء

محوی ؎ ترے بیساختہ پن پر ہزارون بانکپن صدقے
مرے صحرا نشین پر لاکھ سکانِ چمن صدقے

دوسرے مصرع مین "لاکھ سکان" کے بدنما لفظون کو نکال کر "سو جوانانِ" رکھ دیا اور یون کردیا "مرے صحرا نشین پر سو جوانانِ چمن صدقے" دو لفظون کے بدلنے سے شعر مین جان پڑ گئی اب دیکھیئے کہ مصرع کہان سے کہان پہنچ گیا۔

محوی ؎ بری حالت بنائی ہے یہ کیون اے ہم نفس تونے
مٹائی شان رعنائی و زیبائی زبس تونے

اصلاح ؎ بری حالت بنائی ہے کیوں اے ہمنفس تونے نہ کھایا کس لیئے اپنی جوانی پر ترس تونے

"زبس" دوسرے مصرع میں حشو تھا اور مصرع کی ترکیب و بندش بھی خراب تھی اس سبب سے مصرع کو یوں بدل دیا "نہ کھایا کس لیئے اپنی جوانی پر ترس تونے" اس اصلاح سے شعر کس قدر بلند ہو گیا۔ اور نقص بھی نکل گیا۔

محوی ؎ کھلا سر ہو برہنہ پانوں ہوں اور چاک داماں ہے غم دوری میں سکیں نہا کا خستہ ساماں ہے

دوسرے مصرع میں "خستہ ساماں" اچھا نہ تھا۔ اور بندش بھی خوب نہ تھی لہذا یوں بنا کر اپنی اُستادی کا ثبوت دیا "نہ کوئی لطف کی شے ہو نہ کچھ راحت کا ساماں ہے"

محوی ؎ ہتیلی پر جو سر ٹیکا یہ محویت کا عالم ہو سکوت روز و شب شاہد صدمات پیہم ہو

اول مصرع میں "سر ٹیکا" بے محل تھا لہذا بجائے اُسکے "دسر رکھا" بنا دیا گیا یعنی ؎

ہتیلی پر جو سر رکھا یہ محویت کا عالم ہے سکوت روز و شب شاہد صدمات پیہم ہے

محوی ؎ کرے کیا کوئی جا کر دشت میں اظہار ہمدردی کہ ہو شوریدہ سر کے سامنے بیکار ہمدردی

اول مصرع میں قافیہ ردیف کی جانب مضاف ہے اور دوسرا نہیں ہے۔ یہ صورت درست نہ تھی اس سبب سے دوسرا مصرع کاٹنا پڑا اور حضرت نے اس عیب کو یوں نکال دیا "سر شوریدہ اُس کا کب اُٹھائے بار ہمدردی" اب شعر یوں پڑھیئے ؎

کرے کیا کوئی جا کر دشت میں اظہار ہمدردی سر شوریدہ کب سکا اُٹھائے بار ہمدردی

نظم "تصویر شاعر" اصلاح شدہ ۶ مئی ۱۹۱۲ء

محوی ؎ ترے افکار میں فن وری سخندانی سے آلودہ ترے اشعار میں جذبات پنہانی ہیں آلودہ

لفظ "آلودہ" ناگوار معلوم ہوا اس سبب سے دونوں جگہ تصرف کرنا پڑا اور یوں درست فرمایا ؎ -

ترے افکار ہیں یا مخزن فن وری سخندانی ترے اشعار ہیں یا معدن جذبات پنہانی

شاگرد کے مضمون کو اُستاد نے اپنے الفاظ مین ادا کر دیا۔

محوی ؎ تجھے شوق سخنگوئی جنون بنکر یہان لایا کہ تنہائی تجھے مطلوب تھی تو خود چلا آیا

دوسرا مصرع پست تھا اُس کو کاٹ کر یہ مصرع لکھا۔ اثر تجھپر کیا جوش تخیل نے فسون بنکر۔ اور پہلا مصرع یون کر دیا " تجھے شوق سخن گوئی یہان لایا جنون بن کر " اب اِس شعر کو یون پڑھیئے ؎

تجھے شوق سخنگوئی یہان لایا جنون بنکر اثر تجھپر کیا جوش تخیل نے فسون بن کر

اِس اصلاح سے شعر کا عالم ہی کچھ اور ہو گیا۔

محوی ؎ کھلی صدری نے راز افشا کیا سینے کی مہر کن کا ترا چاکِ جگر ہے معجزہ اک شوخ چتون کا

اصلاح ؎ کھلی صدری تو پردہ کھل گیا سینے کی دلہن کا ترا چاک۔ الخ

اِس اصلاح سے مصرعہ اولیٰ نہایت بلند ہو گیا اور محاورے نے لطف جدید پیدا کر دیا " پردہ کھل گیا " یہ ٹکڑا استادانہ رکھ دیا۔ ایسی اصلاحین دینا واقعی ایسے ہی استاد ماہر فن کا حصہ ہے۔

جناب مولوی محبوب علی صاحب محبوب لکھنوی ؎

سوزش عشق نے جو آگ لگائی دل مین ایک خوناب جگر سے بھی بجھائی نہ گئی

اصلاح ؎ سوزش۔ الخ سیل خوناب جگر سے بھی بجھائی نہ گئی

مصرعہ ثانی مین بجائے " ایک " کے " سیل " بنایا۔ ایک کا لفظ بلا ضرورت تھا اور سیل کی ضرورت تھی جس نے شعر مین روانی پیدا کر دی۔

محبوب ؎ خیر مقدم ہے کس مصیبت کا خود بخود خوش جو یہ طبیعت ہے

اصلاح ؎ خیر مقدم۔ الخ خود بخود آج خوش طبیعت ہے

مصرعہ ثانی مین بجائے " خوش جو یہ " کے " آج خوش " بناکر شعر کو درست فرمایا اور حشو و زوائد سے پاک کیا۔

مولوی محمد امانت رسول صاحب عشقی خلف مولانا ہدایت رسول صاحب (مرحوم)

کا مطلع تھا۔

قتل عشاق کی شہرت ہے جفا کار وں مین — عید ہی عید محبت کے گنہگار وں مین

اصلاح۔ قتل عشاق۔ الخ — عید قربان ہے محبت کے گنہگار وں مین

مصرعہ ثانی مین بجاے "عید ہے عید" کے "عید قربان" بنایا چونکہ مصرعہ اولی مین قتل عشاق کا ذکر ہے اس مناسبت سے عید قربان کا ٹکڑا نہایت موزون بنایا گیا

عشقی۔ ہو گیا حسن کے بازار مین جھرمٹ کتنا — آج چلتی نظر آتی ہے خریدار وں مین۔

اصلاح۔ ہو گیا حسن کے بازار مین مجمع کتنا — آج چلتی۔ الخ

پہلے مصرع مین بجاے "جھرمٹ" کے "مجمع" بنایا حسینون کا جھرمٹ یستارونکا جھرمٹ کہتے ہین مگر "بازار مین جھرمٹ" کا یہ محل نہ تھا اس لیے مجمع بنایا اور بہت خوب بنایا

عشقی۔ یہ بھی اب تیری جوانی سے ہوا ہے محبوب — ایک ہی تھا فلک پیر ستمگار ون مین

اصلاح۔ اسکو بھی تیری جوانی نے دکھایا نیچا — کہنہ مشق ایک فلک ہی تھا ستمگار ون مین

بہت ہی خوب اصلاح دی۔

عشقی۔ اور ہمدرد کہون عشق مین کس کو عشقی — صرف اک دل ہے وہ ہے آپکے غمخوار ون مین

اصلاح۔ اور ہمدرد۔ الخ — صرف اک درد ہے باقی مرے غمخوار ون مین

مقطع کی شان اب پیدا ہوئی۔

عشقی۔ نہ ٹھہرے جرم اے ظالم نگاہ مہر اگر کرنا — تو ہم بھی خمی الفت ہین ہم پر بھی نظر کرنا

اصلاح۔ کسی جانب نگاہ دشرم والے تو اگر کرنا — تو ہم بھی دل لیے بیٹھے ہین ہم پر بھی نظر کرنا

عشقی کا مطلع ذرا الجھا ہوا تھا اب اصلاح سے مطلع مین صفائی کے علاوہ روانی بھی پیدا ہو گئی دوسرے مصرع مین "دل لیے بیٹھے ہین" یہ ٹکڑا استادی کا رکھ دیا۔

عشقی۔ قیامت خیز منظر ہے مری بیتابی دل کا — کلیجا تھام کر رخصت انھین وقت سحر کرنا

اصلاح۔ قیامت ہی کا منظر ہے یہ بیتابی کا منظر بھی — کلیجا۔ الخ

مصرعہ اولی مین "یہ قیامت ہی کا منظر" بھی خوب بنایا جس سے شعر مین اثر پیدا

ہو گیا۔

عشق ؎ کیسکی بزم محشر خیز مین جاتے تو ہو عشقی
جو کچھ افتاد پیش آئے تو ہمکو بھی خبر کرنا

صلاح ؎ کیسکی - الخ
جو کچھ افتاد پڑ جائے تو ہم کو بھی خبر کرنا

افتاد کے لئے پڑنا ہی خوب ہے۔

عشقی ؎ تم گئے دل سے تو اپنا درد دلکو دیگئے
مین بہت خوش ہون تمھارے ہجر کے آزار سے

صلاح ؎ تم گئے - الخ
وصل کا پہلو بھی نکلا ہجر کے آزار سے

مصرعۂ ثانی مین وصل کا پہلو بھی نکلا، یہ ٹکڑا استادی کا رکھ دیا۔ کیونکہ درد دل کو یہان بجائے معشوق کے قرار دے کر وصل کا پہلو نکال دیا جس سے شعر مین بہت ترقی پیدا ہو گئی۔

عشقی ؎ دل تھا پہلو مین ہمارے اک یہان آرزد
خون ہو کر بہ گیا برق نگاہ یار سے

صلاح ؎ دل تھا - الخ
خون ہو کر جل گیا برق نگاہ یار سے

برق نگاہ یار سے بہ جانا نا ممکن تھا جل جانا خوب اور بہت خوب ہے۔

مولوی سید خورشید علی صاحب مہر دہلوی ؎

تصور آپکا تنہائی مین ہے باعث تسکین
مرے خلوت کدے مین اک یہی تصویر اچھی ہے

دوسرے مصرع کو یون بنایا "مرے خلوت کدے کے واسطے تصویر اچھی ہے" اور یہ نوٹ لکھا یہی کا لفظ تو کہ رہا تھا کہ اور تصویرین بھی ہین جن مین آپ ہی یہی تصویر ہے حالانکہ شعر سے صرف ایک تصویر کا وجود پایا جاتا ہے۔

مہر ؎ وہ خفا مین آگ غصہ کو لگا ہی کیون نہ دین
دیکھ کر میری طرف اب سکرا ہی کیون نہ دین

اول مصرع کاٹ کر یہ لکھا ؎

میل کرنا ہے تو غصے کو اڑا ہی کیون نہ دین

اور یہ نوٹ لکھا۔ آگ لگانا عورتون کا محاورہ ہے۔ یہان بالکل نازیبا صورت سے بندھا

مہر ؎ ظلمت مری قسمت کی دہر بھی ہو دہر بھی
کم شام غریبان سے نہین غم کی سحر بھی

دوسرا مصرع یون بنادیا ؎

ہے شام غریبان یہ جدائی کی سحر بھی

اور یہ نوٹ لکھا غم کی سحر تو کوئی چیز نہین ہے ہان فرقت کی سحر ضرور ہے۔

تھرے ؎ ہے منتظر درد مرا دل بھی جگر بھی　　اے ترک کماندار کوئی تیر ادھر بھی

اول مصرع کو یون کر دیا "ہے درد کا مشتاق مرا دل بھی جگر بھی" اور لکھا کہ منتظر درد ترکیب ناقص ہے۔

تھرے ؎ کس طرح سناؤن دل بیمار کا احوال　　لینے دے ذرا چین مجھے درد جگر بھی

اول مصرع مین سے لفظ "احوال" کاٹ کر اُسکی جگہ "کچھ حال" بنادیا اور یہ نوٹ لکھا احوال اب فصحا مین مروج نہین ہے۔

تھرے ؎ ہو نہ لباس تار تار بڑھنے نہ دون جنون کو مین　　ضبط بھی ہو سکے مگر جوش بہار دیکھ کر

اول مصرع کاٹ کر یہ مصرع بنادیا گیا ہے "دست درازی جنون دشمن پیرہن تو ہے"

اس اصلاح سے شعر کس قدر بلند اور صاف ہو گیا۔

تھرے ؎ روؤن نہ کیون تباہئے بہ نکلین دل کی حسرتین　　میری طرف سے آپکے دل مین غبار دیکھکر

اصلاح ؎ روؤن نہ کیون تباہئے پڑگئی خاک اُمید پر　　اپنی طرف سے آپکے دل مین غبار دیکھکر

اور یہ نوٹ لکھا کہ پہلے مصرع مین حسرتون کا نکلنا یہان کچھ لطف نہین دیتا خاک سے غبار کا لطف بہت بڑھ گیا اور دوسرے مصرع مین یہ محل "میری" کا نہین ہے "میری" یہان خلاف محاورہ ہے۔

تھرے ؎ رنج والم سہی مگر ضبط بھی کوئی چیز ہے　　روئے قفس مین عندلیب فصل بہار دیکھکر

اصلاح ؎ رنج قفس سہی مگر ضبط بھی کوئی چیز ہے　　اتنی تڑپ نہ عندلیب فصل بہار دیکھکر

دوسرے مصرع پر نوٹ تحریر فرمایا تڑپنا اور نالے کرنا تو عندلیب کے لیئے ہے مگر رونا نہین ہے۔

تھرے ؎ ابتو نہین تھین مگر یاد یہ جور آئین گے　　مجکو خدا کے سامنے روز شمار دیکھ کر

آج اور کل کے لفظون نے شعر مین جو خوبی پیدا کر دی وہ محتاج بیان نہین ہے خود اُستاد نے یہ نوٹ لکھکر شاگرد کی حوصلہ افزائی فرمائی ہے - اس شعر کا مفہوم اچھا ہے -

مہر ؎ پھر سکون تو کہان دلکو فراق مین مگر　　اور بڑھا کچھ اضطراب نامۂ یار دیکھکر

اصلاح ؎ رحم کی ہر امید پر پڑ گئی اوس آج پھر　　اور بڑھا - الخ

پہلا مصرع بدل کر یہ نوٹ لکھا - اول مصرع مین لفظ ،، مگر ،، یہان زبان اور بول چال کے خلاف ہے - اول مصرع دوسرے مصرع سے الگ تھا سبحان اللہ اس اصلاح سے شعر مین ایک جان تازہ پڑ گئی -

مہر ؎ مین نے مانا مین گیا دنیا سے لیکر حسرتین　　تم کہو لیکن تمھارا کیا بھلا ہو جائے گا

اصلاح ؎ جاؤنگا دنیا سے مین تو حسرتین لیکر مگر　　تم کہو آخر تمھارا کیا بھلا ہو جائے گا

اس اصلاح سے شعر بہت بلند اور صاف ہو گیا اور جو خوبیان پیدا ہو گئین وہ بیان مین نہین آسکتین -

مہر ؎ حیرت نے آہ منھ سے کہنے دیا نہ کچھ بھی　　بیٹھے رہے ہم انکی محفل مین بے زبان سے

اول مصرع مین ' حیرت نے آہ ،، کی جگہ ،، پاس ادب نے ،، بنا دیا جس سے شعر کا لطف دوبالا ہو گیا اور حیرت کا سبب کچھ الفاظ سے ظاہر نہ تھا، اب سبب خموشی ظاہر ہو گیا -

مہر ؎ کس کی لحد پہ حسرت کرتی ہے پاسبانی　　ناشاد اٹھ گیا کون افسوس اس جہان سے

اول مصرع کو یون بنا دیا ہے ،، کس کی لحد ہے جسپر حسرت بنی مجاور ،، لحد کے لئے واقعی پاسبانی کا لفظ موزون نہ تہا ،، مجاور ،، کے لفظ نے شعر مین جان ڈال دی اُستادی کے یہی معنی ہین حضرت شوق کی اُستادی مین کس کو شک ہو سکتا ہے -

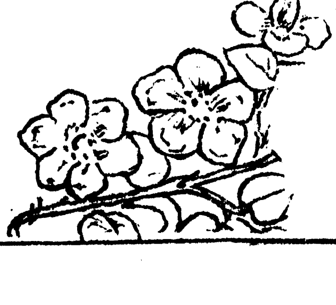

جلیل القدر نواب فصاحت جنگ بہادر جلیل جانشین حضرت امیر مینائی رح

خاکسار مؤلف کتاب ہذا۔

جدھر ان شوخ آنکھوں سے نگاہِ فتنہ زا نکلے قیامت تک اُس رستے سے اے قاتل قضا نکلے

اصلاح ؎ جدھر ان ۔ الخ قیامت تک اُدھر سے پھر نہ اے قاتل قضا نکلے

چونکہ پہلے مصرع مین "جدھر" کا لفظ تھا اسلیے اُسکے مقابل مین "اُدھر" کا لفظ نہایت ہی برمحل رکھا گیا۔ صنعت تقابل کے علاوہ اب دونون مصرع برابر کے ہو گئے اور مطلع بلند کر دیا گیا۔

مؤلف ؎ بہت چاہا چھپاین چوٹ الفت کی مگر ہم ہم جگر کے چند ٹکڑے آنسوؤن میں مل کے آنکلے

اصلاح ؎ چھپائی چوٹ الفت کی بہت پر کیا کرین ہمکو جگر کے۔ الخ

اے سبحان اللہ کیا اصلاح دی "کیا کرین ہمکو" یہ ٹکڑا کس قدر موثر ہے جس نے شعر کو دردانگیز اور باثر بنا دیا۔ اِس شعر کی داد ہمارے معنی فہم دوست حضرتِ محوی لکھنوی اِن الفاظ مین دیتے ہین۔

"بھائی صفدر! کیا قیامت کا شعر کہا ہے تعریف کے لئے زبان اور مُنھ چاہیے" یوں تو اِس غزل مین ایک سے ایک بڑھ کر شعر ہین مگر یہ خاص میرے مذاق کا ہے" دکھا ہوا دل۔ جلا ہوا کلیجا۔ برمایا ہوا جگر بے چین طبیعت اس کی لذت سے خوب واقف ہے اِس شعر سے آپ کے دفور غم اور پریشانیون کا حال معلوم ہوتا ہے اِس مذاق کیلئے پختگی اور بہت سی باتون کی ضرورت ہے ذوق صحیح اور مذاق سلیم ایسے ہی اشعار سے پیدا ہو سکتا ہے۔

مؤلف ؎ چٹکیان لینے کی اب کرتے ہین مشق شوخیون مین جان ڈالی جائے گی

اصلاح ؎ چٹکیان لینے کی وہ کرتے ہین مشق شوخیون ۔ الخ

پہلے مصرع مین "اب" کا لفظ بلا ضرورت تھا اور یہ بھی پتا نہ چلتا تھا کہ کون چٹکیان

لینے کی مشق کرتا ہے ایک لفظ "وہ" سے شعر مین روانی اور فصاحت ہی نہین پیدا ہوئی بلکہ دونون نقص رفع ہو گئے۔

مولف ؎ یہ نازکی ہو کہ تلوار تک نہین اٹھتی　　حلال تم نے کیا اور مین حلال ہوا

اصلاح ؎ یہ نازکی ہو کہ تلوار تک نہین کھنچتی　　حلال تم نے۔ الخ

اُستاد نے بجائے "اٹھتی" کے "کھنچتی" بنایا تلوار کے لئے کھنچنا ہی زیادہ مناسب ہے، اس اصلاح سے جو لطف آیا ہے وہ بیان مین نہین آسکتا۔

مولف ؎ جبین نے چوم لیا منھ بہت ہی شرمائے　　خطا مری تھی تمھین مفت انفعال ہوا

اصلاح ؎ جبین نے۔ الخ　　خطا مری تھی انھین مفت انفعال ہوا

دوسرے مصرع مین بجائے "تمھین" کے "انھین" بنایا چونکہ مصرع اولی مین معشوق سے خطاب نہین بلکہ ایک واقعہ کا بیان عام طور سے کیا جاتا ہے اس لیئے اُستاد نے انھین بناکر شعر مین ایک حسن پیدا کر دیا۔

مولف ؎ ادا پرست کی یہ بھی کوئی ادا سفاک ہی تھی شاید　　بھلا کیون ناوک مژگان جگر کے پار ہو جاتا

اصلاح ؎ مرے سفاک یہ بھی اک ادا پردہ دار ہی ہے　　بھلا۔ الخ

پہلے مصرع کی ترمیم سے انداز بیان۔ بندش۔ صفائی مصرع کی چستی ملاحظہ فرمائیے مضمون وہی ہے مگر لفظون کے الٹ پھیر نے ایک خاص لطف پیدا کر دیا اصلاح اسی کو کہتے ہین۔

مولف ؎ ادا سمجھ کے وہ دامن سے منھ چھپاتے ہین　　حجاب ہے جو یہی تو حجاب کیا ہوگا

اصلاح ؎ ادا سمجھ کے وہ آنچل سے منھ چھپاتے ہین　　حجاب ہی۔ الخ

پہلے مصرع مین بجائے "دامن" کے "آنچل" بنایا۔ اب حقیقت مین ادا ادا ہو گئی اس اصلاح مین اُستاد کامل نے آنچل اور دامن مین جو نازک فرق دکھایا وہ دیکھنے کی چیز ہے۔ دامن سے منھ چھپانے مین گو مفہوم ادا ہو جاتا ہے مگر آنچل سے منھ چھپانے مین ایک خاص ادا پیدا ہو گئی وہ کچھ انھین دل گرفتون کے دل سے پوچھئے جن پر

کبھی ایسا وقت گزر چکا ہے۔

مولف ؎ اِدہر ہم سے ذرا آنکھیں ملاؤ نگاہِ ناز کیا تاَمل نہیں ہے

اصلاح ؎ اِدہر دیکھو سوُئے خنجر نہ دیکھو نگاہِ ناز۔ الخ

اِس اصلاح کا کیا کہنا مصرعہ اولی کی ترمیم سے شعر مین معنوی خوبیون کے علاوہ ایک بانکپن پیدا ہو گیا۔ "سوئے خنجر نہ دیکھو" یہ ٹکڑا اُستاد انہ رکھ دیا۔ ہائے معشوق سے خطاب اور کس لطف سے اِس مصرع کی کیا تعریف ہو سکے۔ ارے توبہ "ادہر دیکھو سوئے خنجر نہ دیکھو" حضرت کی معنی فہمی اور وسیع النظری کے ثبوت مین بس یہی ایک اصلاح کافی ہے اہل نظر ذرا غور سے دیکھین اور داد دین۔

مولف ؎ آنکھون سے دیکھکر کوئی محفل مین رہ گیا کانٹا سا اک کھٹک کے مرے دل مین رہ گیا

اصلاح ؎ وہ دیکھکر کنکھیون سے محفل مین رہ گیا کانٹا۔ الخ

کنکھیون سے دیکھنا ایک خاص اَدا ہے خصوصًا بھری محفل مین گو آنکھون سے دیکھنا بھی غلط نہ تھا مگر کنکھیون سے اچھا خاصہ کانٹا بن گیا جو دل عاشق مین کھٹک کر رہ گیا۔

مولف ؎ سمجھنے والے اسکو ماجرائے درد دل سمجھے نظر آئے جو قطرے خون کے کچھ نوکِ مژگان پر

اصلاح ؎ سمجھنے والے روداد دلِ بسمل اسے سمجھے نظر آئے۔ الخ

اِس اصلاح سے شعر مین جو گنا حسُن بڑھ گیا اب یہ شعر رنگ مینائی مین ڈوبا ہوا نظر آتا ہے کیونکہ مصرعہ ثانی یون ہے کہ

نظر آئے جو قطرے خون کے کچھ نوکِ مژگان پر

اِس کی مناسبت سے "روداد دلِ بسمل" ہی مناسب تھا۔ سبحان اللہ کیا اصلاح دی ہے۔

مولف ؎ کون کہتا ہے اسے ناز و ادا آتی نہین مین قضا پر جان دیتا ہون قضا آتی نہین

اصلاح ؎ کون کہتا ہے اسے تیری ادا آتی نہین مین قضا۔ الخ

پہلے مصرع مین بجائے "ناز" کے "تری" بنایا اصل مصرع مین ناز کا لفظ بلاضرورت تھا صرف ایک لفظ کی ترمیم سے مطلع کس قدر بلند ہوگیا۔ اصلاح اسی کا نام ہے۔

مولف ؎ نالہ و آہ پہ ظالم کو ہنسی آتی ہے — بجلیان ٹوٹ رہی ہین مرے غمخوار وں پر

اصلاح ؎ نالہ و آہ پہ انکو تو ہنسی آتی ہے — بجلیان۔ الخ

پہلے مصرع مین بجائے "ظالم کو" "اُن کو تو" بنایا جس سے لطف زبان کتنا بڑھ گیا اور مصرع مین روانی پیدا ہوگئی۔ اس "تو" کی کیا تعریف ہو سکے اس موقع پر بغیر "تو" کے مصرعۂ ثانی کا صحیح مفہوم ادا نہو سکتا تھا۔ اصل شعر کے بعد اصلاح کو پڑھ کر لطف اندوز ہو جیئے۔

مولف ؎ پھول کس باغ کی ہین تو تو بتا دے اے گل — کہ نظر پڑتی ہو رضوان کی ترے ہارون پر

اصلاح ؎ کہہ تو اے حور لقا پھول ہین کس گلشن کے — کہ نظر۔ الخ

رضوان کی مناسبت سے پہلے مصرع مین "حور لقا" بنایا مضمون وہی ہے مگر صرف لفظون کی ترمیم سے شعر مین ایک حسن پیدا ہو گیا۔

مولف ؎ بارہا لوٹ گئی آکے اجل بالین سے — رحم آیا نہ اسے بھی ترے بیمارون پر

اصلاح ؎ بارہا پھر گئی آ آکے اجل بالین سے — رحم آیا۔ الخ

اصل مصرع مین "لوٹ گئی" غیر فصیح تھا اسلیئے بجاے اُسکے اُستاد نے "پھر گئی" بنایا۔ بارہا اجل کے آنے کا ثبوت "آ آ" کے سے پیدا ہو گیا۔ اس اصلاح سے شعر مین ترقی اور روانی ہی نہین پیدا ہوئی بلکہ بیمار کی نازک حالت کا پتہ چل گیا۔ بلاغت اسے کہتے ہین اللہ اللہ کیا اصلاح دی۔

مولف ؎ چلین گے جام جب آئیگا بزم مین ساقی — تمھاری آنکھ تو توبہ شکن ابھی سے ہے

اصلاح ؎ بھر ینگے مے سے پیالے جب آئیگا ساقی — تمھاری۔ الخ

پہلے مصرع کی ترمیم سے شعر مین ایک کیفیت پیدا ہو گئی۔ پیالہ مشبہ ہے اور آنکھ مشبہ بہ ہے ان دونون نے مل کر شعر کو پُر کیف بنا دیا اور پہلے سے چوگنا حسن بڑھ گیا۔

شعر مندرجۂ ذیل پر گو کوئی اصلاح نہین ہے مگر اُستاد کا ایک نوٹ ایسا ہی

تھے اگرچہ "مشاطۂ سخن" سے کوئی تعلق نہین مگر مولف کے لئے باعث فخر ہے اس لئے مقطع معہ نوٹ درج ذیل ہے۔

مولف ۔ چن چن کے پھول لائے ہین باغ جلیل سے
صفدر عروس نظم کا زیور بنائین گے

اِس مقطع پر حضرت نے یہ نوٹ تحریر فرمایا "بجائے جلیل کے اگر امیر ہوتا تو مین اور زیادہ خوش ہوتا" اللہ اللہ کیا اُستادانہ داد ہے۔ مولف کے لئے عمر بھر فخر کرنے کو یہ ایک فقرہ کافی ہے۔

مولف ۔ بیساختہ صفدر نے یہ تاریخ لکھی آج
جو لفظ ہے دیوان کا وہ جان سخن ہے

۱۹۱۶ء

اصلاح ۔ تاریخ بھی کیا خوب لکھی آپ نے صفدر
جو لفظ ہے ۔ الخ

پہلے مصرع مین یہ "اور" آج "زائد تھے۔ اس لئے مصرع ترمیم کیا گیا مصرعۂ تاریخ پر جو نوٹ تحریر فرمایا وہ یہ ہے "آپ نے تاریخ "جان سخن" کی ایسی بے مثل کہی کہ جس کی داد نہین دی جاسکتی۔ بہت جی خوش ہوا۔ بارک اللہ

مولوی عبدالغفور صاحب شہرؔ استھانوی بہاری ۔

آتش الفت مین جل بھنکر ہوئے دونون تباہ
شمع روتی ہی رہی پروانہ جلتا ہی رہا

اصلاح ۔ آتش الفت نے دونون کو نہ دم لینے دیا
شمع روتی ۔ الخ

اصل شعر مین جل بھن کر کا ٹکڑا اس وجہ سے صحیح نہ تھا کہ دوسرے مصرع مین "شمع روتی ہی رہی" کہا گیا ہے۔ گو اس کا رونا بغیر جلے ہوئے ناممکن ہے تاہم اسمین تعقید ضرور تھی، "دونون کو نہ دم لینے دیا" اس کی جگہ پر نہایت موزون ہوا علاوہ اس کے پہلے مصرع مین جو ثقالت تھی وہ رفع ہو گئی اور بندش نہایت چست اور شعر مین صفائی اور روانی بڑھ گئی۔

شہرؔ ۔ او دل بیتاب تجکو کچھ خبر بھی سکی ہے
آکے وہ پھر بھی گئے اور تو سنبھلتا ہی رہا

اصلاح ۔ او دل ۔ الخ
آکے وہ جا بھی چکے اور تو سنبھلتا ہی رہا

دوسرے مصرع مین بجائے "پھر بھی گئے" کے "جا بھی چکے" بنایا "پھر بھی گئے"

کی جگہ "جا بھی چکے" زیادہ فصیح ہے اور آنے کے مقابل مین جانا بہ نسبت پھر جانے کے علاوہ تقابل کے زیادہ موزون ہے۔

شعر ؎ کون ساقی بزم آرا ہی کہ ہر گلشن کا پھول
اپنے ہاتھون مین لئے ساغر نکلتا ہی ہا

اصلاح ؎ کون ساقی۔ الخ
دست نازک مین لئے ساغر نکلتا ہی ہا

دوسرے مصرع مین بجائے "اپنے ہاتھون" کے "دست نازک" بنایا۔ پھول کی صفت نازک ہونا چاہیے اسلئے دست نازک کسقدر مناسب حال ہے۔ علاوہ اس کے کون ساقی بزم آرا ہے۔ اس ٹکڑے کے لحاظ سے اس مین یہ معنی بھی پیدا ہو گئے کہ وہ ساقی کیسا ہوگا درحقیقت ذرا سے تغیر و تبدل سے ایسی خوبیونکا پیدا کرنا ایسے ہی جلیل القدر اُستاد کا کام ہے۔

شعر ؎ کیون در کو ترے چھوڑ کے جاؤن مین بیابان
مجنون کیطرح عشق مین وحشت تو نہین ہے

اصلاح ؎ کیون در کو ترے چھوڑ کے صحرا کو مین جاؤن
مجنون کیطرح کچھ مجھے وحشت تو نہین ہے

اس شعر کی اصلاح کا کیا کہنا جو بات پیدا ہو گئی ہے وہ صاحب مذاق سلیم خوب سمجھ سکتے ہین زیادہ محتاج تشریح نہین اس کی خوبیان ظاہر ہین۔

شعر ؎ غم مین رہنے دو مبتلا کر کے
درد بڑھ جائے گا دوا کر کے

اصلاح ؎ غم مین۔ الخ
کیا بنا لو گے تم دوا کر کے

دوسرے مصرع مین بجائے "درد بڑھ جائے گا" کے "کیا بنا لو گے" بنایا۔ کیا بنا لو گے نے اس شعر مین جو بلاغت پیدا کر دی اُس کا اظہار لفظون مین نا ممکن ہے صاحب ذوق سلیم خود سمجھ سکتے ہین۔

شعر ؎ کس کو معلوم تھا محبت مین
ہونگے آزردہ ہم وفا کر کے

اصلاح ؎ کس کو۔ الخ
ہونگے شرمندہ ہم وفا کر کے

دوسرے مصرع مین بجائے "آزردہ" کے "شرمندہ" بنایا۔ شرمندہ نے اس شعر مین جان ڈالدی محبت مین کوئی آزردہ نہین ہوتا۔ عاشق کا کام محبت کرنا ہے۔

محبت سے آزردگی کیون ہونے لگی۔

شعر ۔ کھینچتے کیون ہو میان سے خنجر   دیکھ لو یہ بھی حوصلہ کر کے

اصلاح ۔ کیون دکھاتے ہو دور سے تلوار   دیکھ لو یہ ۔ الخ

اصل شعر سے معلوم ہوتا تھا کہ میان سے خنجر کھینچنے کا حوصلہ ہے حالانکہ قاتل کا یہ مقصد نہین تھا جب دور سے تلوار دکھانا ظاہر کیا گیا اور اُسکے ساتھ کیون تو اس سے یہ بات پیدا ہو گئی کہ قتل کرنے کا جو حوصلہ ہے وہ حوصلہ بھی نکال ڈالو اور شعر کا اصل مفہوم اِس اصلاح سے اب ادا ہوا اِس مختصر زمین مین اِس اختصار کے ساتھ اصل مفہوم کو ادا کرنے سے اُستاد کی اُستادی معلوم ہوتی ہے۔

شعر ۔ چھپے گا ہمسے کیا محشر مین قاتل   شہادت دینگی یہ چھینٹین لہو کی

اصلاح ۔ کہان جائے گا بچکر ہم سے قاتل   شہادت ۔ الخ

اِس اصلاح نے تعمیم کر دی جس سے معانی کی وسعت بڑھ گئی۔

شعر ۔ مین کیا کہون کہ کیا نگہِ شوخ یار ہے   کوئی شہیدِ ناز کوئی دل فگار ہے

اصلاح ۔ مین کیا ۔ الخ   کوئی جگر فگار کوئی دل فگار ہے

شہیدِ ناز کے کہنے سے نگاہ ناز کی خصوصیت نہ رہتی اس لئے بجائے اُسکے جگر فگار بنایا۔

شعر ۔ دل بھی گیا جگر بھی گیا داغ رہ گیا   اُس مرنے کی ایک یہی یادگار ہے

اصلاح ۔ دل ۔ الخ   مجھ مٹنے کی ایک یہی یادگار ہے

دوسرے مصرع مین بجائے "اُس" کے "مجھ" بنایا جس سے شعر کے معنی واضح ہو گئے۔

شعر ۔ وہ آتا ہے تو عجب سب کا حال ہوتا ہے   چمن مین دیکھئے جس کو نہال ہوتا ہے

اصلاح ۔ وہ آتے ہین تو خوشی سے یہ حال ہوتا ہے   چمن ۔ الخ

اس شعر کی اصلاح بھی ظاہر ہے کہ اُن کے آنے کی خوشی مین جس کو دیکھئے نہال

ہوتا ہے بخلاف اسکے اصل شعر مین اُس کے آنے سے پہلے یہ ظاہر کیا گیا کہ سب کا عجب حال ہوتا ہے پھر دوسرے مصرع مین یہ دکھایا گیا کہ چمن مین جس کو دیکھے نہال ہوتا ہے جس مین کسیقدر بھونڈا پن تھا اس کو اصلاح نے رفع کر دیا۔

شعر ؎ اُٹھ گئے جب وہ میرے پہلو سے درد اُٹھکر شریک حال ہوا

اصلاح ؎ میرے پہلو مین جب نہ وہ بیٹھے درد۔ الخ

اِس اصلاح مین بھی ایک خفیف تغیر و تبدل سے جو لطف پیدا ہو گیا ہے اسکو ارباب نظر خوب سمجھ سکتے ہین اصل شعر مین دونون مصرعون مین ''اُٹھنے'' کا لفظ ثقل پیدا کرتا تھا۔ اسی کو جب نہ وہ بیٹھے کے ساتھ کہا گیا تو اسمین ایک معنوی خوبی پیدا ہو گئی۔ چونکہ دوسرے مصرع مین درد کے اُٹھنے کا ذکر کیا گیا اسلئے پہلے مصرع مین کہا گیا کہ میرے پہلو مین جب نہ وہ بیٹھے۔ اب اسکی معنوی خوبیون پر غور فرمائیے۔

شعر ؎ (نعتیہ)

حسن یوسف سے کچھ نہین تشبیہ تو زمانے مین بے مثال ہوا

اصلاح ؎ حسن یوسف سے تجھکو کیا نسبت تو زمانے مین۔ الخ

اصلاح مین حسن محبوب خدا کے سامنے حسن یوسف کی اہمیت اور عظمت کچھ نہین سمجھی گئی اور اس کو کس خوبی سے ادا کیا گیا صل علیٰ

شعر ؎ پاس اپنے کیا ہی اب تیغ ابروئے صنم مدتین گزرین کہ دلکو نذر پیکان کر چکے

اصلاح ؎ پاس اپنے۔ الخ ایک دل تھا اسکو نذر تیر مژگان کر چکے

اِس شعر کی اصلاح بھی اُستادی سے خالی نہین کیونکہ پہلے مصرع مین یہ ظاہر کیا گیا ہے کہ اب ہمارے پاس کچھ بھی نہین ہے اور پھر دوسرے مصرع مین یہ کہا جاتا ہے کہ مدتین گزرین کہ دِل کو نذر پیکان کر چکے اس سے یہ قطعاً ظاہر نہین ہوتا کہ اب ہمارے پاس کچھ بھی نہین ہے بخلاف اس کے جب یہ کہا گیا کہ ایک دل تھا اس کو نذر تیر مژگان کر چکے تو معلوم ہوا کہ واقعی اب کچھ بھی نہین رہا اور پہلے مصرع مین جو دعویٰ کیا

گیا تھا اُس کا ثبوت قوی دوسرے مصرع سے پیدا ہو گیا۔

شعر ؎ اس پہ مرتا ہون کہ لذت رہی باقی قاتل　　زخم دل شور تبسم سے نمکدان ہو جائے

اصلاح ؎ مین وہ بسمل ہون کہ ہے مجکو تمنا قاتل　　زخم دل۔الخ

اصل شعر کے پہلے مصرع سے یہ ظاہر نہین ہوتا تھا کہ کس چیز مین لذت باقی ہے اور دوسرے مصرع سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ زخم دل کو شور تبسم سے نمکدان ہونے کی آرزو ہے پہلے مصرع کی ترمیم سے یہ نقص رفع ہو گیا۔

شعر ؎ زرا غمزے سے اپنے پوچھ لینا　　ادا تیری اگر قاتل نہین ہے

اصلاح ؎ کیا ہے خون کس نے حسرتون کا　　ادا تیری ۔الخ

اس شعر مین اصلاح سے جو بلاغت پیدا ہو گئی وہ تعریف سے بالاتر ہے اس کی مزید توضیح یون ہے اُس کی ادا کے سوا کوئی اور دوسری چیز قاتل نہین ہو سکتی اسکو ملحوظ رکھتے ہوے کہ اگر تیری ادا قاتل نہین ہے تو میری حسرتون کا خون کس نے کیا ہے اور یہ واقعہ ہے کہ خون حسرتون کا ہوا ہے۔ لہذا ضرور ہے کہ تیری ادا قاتل ہے ایسے وسیع مضمون کو ان چھوٹے چھوٹے مصرعون مین ادا کرنا کمال استادی کی دلیل ہے اور پھر اصلاح سے جو خاص لطف پیدا ہو گیا وہ اہل نظر دیکھ سکتے ہین۔

اس شعر کو پھر پڑھیے اللہ اللہ ؎

کیا ہے خون کس نے حسرتون کا

ادا تیری اگر قاتل نہین ہے

قاتل کا قافیہ اس سے بہتر اب دشوار ہے۔

ابوالعلا حکیم سعید احمد ناطق لکھنوی

منشی عبدالشکور صاحب شاکر کانپوری ؎

یہان تو جان بھی کام آگئی عبادت مین ۔ وہان شمار ون مین رُ دِ سوال ہوتا ہے

اصلاح ؎ یہان تو رُوح بھی کام آگئی عبادت مین ۔ وہان ۔ الخ

جان بھی بیکام نہین مگر روحانیت کا تصرف بہ نسبت جان کے رُوح مین زیادہ ہے

حافظ عبدالعلی صاحب عزیز لکھنوی ؎

نور آنکھون مین ہی روشن آتش غم دل مین ہے ۔ کوئی دیکھے تو تجلی اسکی ہر محفل مین ہے

اصلاح ؎ روشنی ہر آنکھ مین ہے نور ہر اک دل مین ہے ۔ کوئی ۔ الخ

اِس کا عکس اس سے فصیح ہے ۔ آنکھ کے واسطے روشنی اور دل کے واسطے نور زیادہ صحیح ہے ۔

شیخ احمد حسین صاحب احمد مرادآبادی ؎

غم کہان اس عشق مین لیکن سلیقہ چاہئے ۔ اپنی یکجہتی سے مین نے غیر کو اپنا کیا

یکجہتی سے کنارہ کش ہو یکسوئی پیدا کرو دوسرے مصرع کو یون بنادو ۔

اپنی یکسوئی سے مین نے غیر کو اپنا کیا

منشی احمد علیخان صاحب سالک کانپوری ؎

اُڑتے دیکھے جو ہوا مین ذرّے دِلکی خاک کے ۔ میری وحشت سے ہر اک صحرا نے اندیشہ کیا

ذراتِ خاک بنکر دل کا ہوا مین صرف اُڑنا صحرا کے متاثر ہونے کے لئے کافی نہین اور کچھ نہین تو یون ہی سہی ۔

اُڑتے دیکھے یون ہوا مین ذرّے دلکی خاک کے ۔ میری وحشت سے ہر اک صحرا نے اندیشہ کیا

حاجی محمد یوسف صاحب شوق لکھنوی ؎

عشق احمد مُردہ دلکے حق مین ہے جان آفرین ۔ اُستن حنانہ غم مین آپکے رو دیا کیا

جس کو عشق ہے اُس کا مردہ دل ہونا غضب ہے۔ اور صرف نام بغیر القاب نعت میں سوءِ ادب ہے لہذا پہلا مصرع یوں بنا دو ؎

عشقِ حضرت ہے بیجان کے لیے جانِ آفرین | اُستنِ حنانہ غم میں آپ کے رویا کیا

جناب ضیا اکبرآبادی تلمیذ حضرت امیر مینائی ؎

دی مؤذن نے اذان ناقوس نے نالہ کیا | تیری روپوشی نے تجکو دہر میں رسوا کیا

اصلاح ؎ دی مؤذن ۔ الخ | تیری روپوشی نے تجکو خلق میں رسوا کیا

دوسرے مصرع میں بجائے "دہر" کے "خلق" بنایا جس سے مصرع میں صفائی پیدا ہوگئی۔

حکیم عارف برادر حضرتِ ناطق ؎

کشتگانِ عشق میں تکمیل اس کا نام ہے | قتل میں ہوتا رہا وہ سامنے دیکھا کیا

تکمیل اگرچہ ناقص نہیں مگر عروج کی کمی ہے اور اس میں تعمیم ہے اور یہاں تخصیص ضروری ہے لہذا یوں کہو ؎

کشتگانِ عشق میں معراج اس کا نام ہے | قتل میں ہوتا رہا وہ سامنے دیکھا کیا

عارف ؎ ظاہر آخر نورِ باطن کے لیے مردہ کیا | خاک ہو کر پاک ہم نے دل کا آئینہ کیا

اگرچہ نورِ باطن کے لیے ظاہر کا مردہ ہونا ظاہر ہے مگر بندش میں اُلجھ گیا ہے اور مناسبات ظاہری و باطنی کی بھی کمی ہے لہذا یوں بنا دو۔

روح کی کر لی صفائی روح کو کشتہ کیا | خاک ہو کر پاک ہم نے دل کا آئینہ کیا

عارف ؎ جلوہ گہ سے لائے خلوت میں دلِ ناچیز کو | آرسی کا دل بڑھا کر ہم نے آئینہ کیا

آرسی ناچیز نہیں بلکہ دیکھنے کی چیز ہے لہذا یوں ہونا چاہیے۔

جلوہ گہ سے لائے خلوت میں دلِ کم مایہ کو | آرسی کا دل بڑھا کر دل کو آئینہ کیا

قاری عظمت علی صاحب مضطر کانپوری ؎

بیکسی کا لطف جو تھا ہائے وہ جاتا رہا | چھا گئی تربت پہ جب حسرت یہ تم نے کیا کیا

نہ تاثیر بیان نہ تربت کا کوئی نشان یون بدل دو تو بہتر ہے ؎

بیکسی کا کچھ اثر تھا خاک مین وہ بھی ملا چھا گئی تربت پہ آئے حسرت یہ تو نے کیا کیا

محمد شفیع صاحب سلیم صفی پوری ؎

راز الفت کب چھپائے سے چھپا ہے خلق مین شمع کا فانوس نے محفل مین کب پردا کیا

رازِ الفت کو اگر شمع مان بھی لین جس مین کوئی ظاہری وجہ شبہ نہین تو خلق کو

فانوس سمجھین یا محفل مصرع اولی قابل ترمیم ہے ؎

صاف دل کیونکر چھپا ئین سوز عشق احباب سے شمع کا فانوس نے محفل مین کب پردا کیا

جناب نصیر کان پوری ؎

لائق عبرت نہ تھا اسپر بھی بیرحال زار شمع کے مانند مین جبتک جیا رویا کیا

نشست الفاظ نادرست اور بندش سست اسطرح بنائیے ؎

لائق عبرت نہ ٹھہرا پھر بھی بزم دہر مین گو کہ مثل شمع مین جبتک جیا رویا کیا

جنابِ ادیب برادر حضرتِ ناطق ؎

یون ہی اے بت غیر سے تجکو بھی چھپنا چاہیئے دیدۂ عالم سے حق نے جس طرح پردا کیا

عالم مین دیدۂ ظاہر و باطن دونون ہین اور نور باطن شاہدہ کے لئے کافی ہے

لھذا مصرعۂ ثانی اس طرح کہو ؎

چشم ظاہر سے خدا نے جس طرح پردا کیا

جناب شیدا صفی پوری ؎

کیا بلائین تھین آئین فسوس دم بازپسین اب وہ آئین بھی تو ہم کب ہین ٹھہرنے والے

افسوس بیموقع اور دم واپسین کو بھی واپس لیجئے۔ یون کہیئے ؎

کیا بلائین تھین جب وقت یہان آپہنچا اب وہ آئین بھی تو ہم کب ہین ٹھہرنے والے

جناب بیخود علی گڈھ کالج ؎

ہے آغاز محبت خوگر فریاد ہو جانا اور انجام محبت مٹ کے بس برباد ہو جانا

محبت کی تکرار اور بس۔ بالکل بیکار دوسرے مصرع کو اس طرح ترمیم کیجیے۔

اور اس فرہاد کا انجام ہے برباد ہو جانا

بیخود ~ ہے دعوائے غلط ثابت قدم رہنا محبت مین کہ نا ممکن ہے ہر انسان کا فرہاد ہو جانا

اگر یہ مضمون اپنے متعلق ہے تو افسوس کی جگہ ہے پہلے مصرع کو یون بنائیے "ہے دعوائے غلط ثابت قدم رہنا رقیبون کا"۔ اور دوسرے مصرع کا بھی ایک لفظ یون بدلیے۔ "کہ نا ممکن ہے ہر مزدور کا فرہاد ہو جانا"۔

بابو فقیر احمد صاحب تسلیم کان پوری ~

حشر مین یاد دلائینگے تجھے وعدۂ وصل زندہ ہونگے نہ کبھی کیا ترے مرنے والے

اصلاح ~ حشر مین یاد دلائینگے تجھے وعدۂ قتل زندہ۔ الخ

پہلے مصرع مین بجائے "وصل" کے "قتل" بنا کر شعر مین جان ڈال دی۔

منشی حشمت علی صاحب برق لکھنوی ~

گذری اے شمع مری عمر یونہی ایک شب بھی تری گزر نہ ہوئی

اصلاح ~ کی بسر مین نے یونہی ساری عمر شمع سے ایک شب بسر نہ ہوئی

مضمون وہی الفاظ بھی قریب قریب وہی ہین مگر لفظون کی الٹ پھیر نے شعر کو کس قدر فصیح اور مضمون کو کتنا روشن کر دیا حکیم الشعرا حضرت ناطق کی ایک ایک اصلاح سبق آموز ہے اور جن اشعار پر نوٹ لکھے ہین وہ دیکھنے کی چیز ہین۔

سیّد ریاض احمد ریاض

منشی سلطان احمد صاحب واقف بسوانی ؎

مزہ ہو آئین وہ کچھ دن چڑھا کے محشر مین کچھ اہل حشر کو بھی لطف انتظار آئے

لسان الملک حضرت ریاض نے یون بنایا ؎

مزہ ہو آئین ذرا دن چڑھا کے محشر مین کچھ اہل حشر کو۔ الخ

واقف کے دونون مصرعون مین "کچھ" کی تکرار کانون کو بھلی نہ معلوم ہوتی تھی اسلئے مصرعۂ اولی مین "ذرا" بنایا اِس "ذرا" نے شعر مین کس قدر ترقی پیدا کر دی اب یہ شعر زبان کے سانچے مین ڈھل کر قیامت ڈھا رہا ہے۔

واقف ؎ خمار آنکھون مین دل مین لئے غبار آئے بنے تھے مست مگر کتنے ہوشیار آئے

اصلاح ؎ خمار۔ الخ وہ مست آئے مگر کتنے ہوشیار آئے

دوسرے مصرع مین بجائے "بنے تھے مست" کے "وہ مست آئے" بنایا اِس "آئے" کی تکرار نے مطلع مین خاص لطف پیدا کر دیا یہی وہ تکرار ہے جسے بحر فصاحت کی لہرین اور ہوائے حسرت کی موجین کہنا چاہیئے۔

واقف ؎ خرام ناز سے پوچھو کدھر وہ جائین گے چمن مین آئے کہ دل مین کہان بہار آئے

اصلاح ؎ خرام ناز بتادے کدھر وہ جائین گے چمن مین۔ الخ

پہلے مصرع مین "خرام ناز سے پوچھو" کی جگہ "خرام ناز بتا دے" بنایا "خرام ناز سے پوچھو" اس سے صحیح مفہوم ادا نہ ہوتا تھا "خرام ناز بتا دے" یہ ٹکڑا استاد کامل نے استادانہ رکھ دیا۔ اے سبحان اللہ۔

مولف ؎ نظر آیا اُسے کثرت مین بھی جلوا تیرا رہگیا دیکھتا ہی دیکھنے والا تیرا

اصلاح ؎ نظر آیا مجھے کثرت مین بھی جلوا تیرا دیکھتا ہی نہین کچھ دیکھنے والا تیرا

مصرعۂ اولی مین "اُسے" کی جگہ "مجھے" بنایا اور دوسرے مصرع کو تو اسقدر بلند کر دیا

کہ زمین کا پایہ آسمان سے مل گیا (بقول جناب ثابت لکھنوی مولف حیات دبیر) کہ اب اس مطلع کا جواب ہی نہین ہو سکتا۔ مین نے جب یہ مطلع موصوف کو سنایا گھنٹون انھین وجد رہا کم سے کم بیس مرتبہ تو مجھ سے پڑھوایا ہوگا۔

مولف ؎ بے نیازی کی کہین شان کہین بندہ نواز | دیکھتا ہون انھین آنکھون سے تماشا تیرا

صلاح ؎ بے نیازی ہی کہین بندہ نوازی ہی کہین | دیکھتا ہون تری آنکھون سے تماشا تیرا

اس صلاح سے مصرعۂ اولیٰ مین کیسی سلاست پیدا ہو گئی اور دوسرا مصرع بجائے "انھین آنکھون" کے "تیری آنکھون" نے معنوی خوبیان کسقدر پیدا کر دین۔ اللہ اللہ

دیکھتا ہون تری آنکھون سے تماشا تیرا

یہ مصرع تعریف سے مستغنی ہے۔

مولف ؎ آپ دیکھین غور سے پہلو مری تحریر کے | آپکے شکوے نہین شکوے ہین یہ تقدیر کے

صلاح ؎ آپ دیکھین الخ | آپکے شکوے نہین شکوے ہین سب تقدیر کے

مصرعۂ ثانی مین بجائے "یہ" کے "سب" بنا کر مطلع مین روانی کے علاوہ معنوی خوبیان بڑھا دین۔

مولف ؎ چرخ سے آئی ہی پھر کر انکے دیوانے کی آہ | ہاتھ مین ٹکڑے لئے ہے دامن تاثیر کے

صلاح ؎ آئی ہی گردون سے پھر کر انکے دیوانے کی آہ | ہاتھ مین۔ الخ

پہلے مصرع مین بجائے "چرخ سے آئی ہے" کے "آئی ہے گردون سے پھر کر" بنایا "چرخ سے آئی ہے" یہ ٹکڑا زبان پر ثقیل تھا "آئی ہے گردون سے" فصیح تر ہے اس شعر کو حضرت نے پسند فرمایا اور یہ نوٹ لکھا کہ بالکل نیا اور اچھوتا خیال ہے۔ بارک اللہ۔

مولف ؎ خدا کیواسطے آنا نہ اپنی حد سے بڑھ غافل | وہین تک پاؤن پھیلا جسقدر وسعت ہو چادر کی

صلاح ؎ نہ اپنی حد سے بڑھ غافل کہ رہ جائے ترا پردہ | وہین تک۔ الخ

مصرعۂ اولیٰ بالکل سادہ تھا مگر صلاح سے کیا لطافت پیدا ہو گئی "رہ جائے ترا پردہ" اس ٹکڑے نے شعر مین معنوی خوبیان بڑھا دین۔ چادر کی مناسبت کے علاوہ

ایک محاورہ بھی نظم ہوگیا۔ اِس شعر کو آرزو لکھنوی جانشین حضرت جلال مرحوم نے بیحد پسند فرمایا اور جن الفاظ مین داد دی اُن کو مین اپنے قلم سے لکھنا مناسب نہین جانتا۔

مولف ؎ ٹپک پڑتے ہین آنسو نیکتے مارے چشم گریونسے — دکھایا رب دشمن کو بھی ویرانی مرے گھر کی

اصلاح ؎ ٹپک پڑتے۔ الخ — خدا دشمن کو دکھلائے نہ ویرانی مرے گھر کی

اصل دوسرے مصرع مین "بھی" کا کوئی ثبوت نہ تھا۔ اُستاد نے اسی مضمون کو اپنے الفاظ مین اس حسن سے ادا کردیا کہ جس کی تعریف مین زبان وقلم دونون قاصر ہین اب یہ شعر زمین سے آسمان پر پہنچ گیا۔ ارباب نظر ذرا غور سے اصلاح کو دیکھین اور اُستاد کی وسیع النظری کی داد دین۔

مولف ؎ صدقے ساقی ترے محفل مری میخانہ بنے — گردش چشم سیہ گردش پیمانہ بنے

اصلاح ؎ صدقے۔ الخ — گردشِ چشم ذرا گردشِ پیمانہ بنے

دوسرے مصرع مین بجائے "سیہ" کے "ذرا" بنایا۔ اِس "ذرا" کو ذرا اہل نظر دیکھین اِس ذرا نے شعر مین ایک معشوقانہ ادا پیدا کردی اور معنوی خوبیان کس قدر ترقی کرگئین سبحان اللہ کیا اُستادانہ اصلاح ہے۔

حاجی محمد انور خان صاحب انور لکھنوی ؎

مانند برق آپ نظر سے گزر گئے — یہ بھی نظر نہ آیا کدھر سے کدھر گئے

اصلاح ؎ مثل شرار برق نظر سے گزر گئے — یہ بھی نہ کوئی دیکھ سکا وہ کدھر گئے

اصل شعر کا انداز بیان خوش اسلوب نہ تھا اب اصلاح سے مطلع مین صفائی اور لطف بیان پیدا ہوگیا۔ "شرار برق" کے ٹکڑے پر دل تڑپ جاتا ہے۔

انور ؎ نرگس بھی رو رہی ہے کھڑی انتظار مین — دکھلا کے آنکھ اسکو بھی بیمار کر گئے

اصلاح ؎ نرگس کو بھی تو روگ لگا انتظار کا — دکھلا کے آنکھ اسکو بھی بیمار کر گئے

اصل شعر بالکل معمولی تھا اور مضمون فرسودہ مگر پہلے مصرع مین "روگ لگا انتظار کا" اِس ٹکڑے سے اُستاد کامل نے اس مین تازگی پیدا کردی۔

سید محمد ذکریا زکی دہلوی تلمیذ حضرت غالب

جناب محمد مبین صاحب نازش بدایونی ؎

بے لطف ہو نہ جائے کہیں لطفِ زندگی — یہ کون رو رہا ہے سرہانے کھڑا ہوا

بے لطف ہو نہ جائے کہیں مرگِ بیکسی — یہ کون۔الخ

پہلے مصرع میں بجائے "لطفِ زندگی" کے "مرگِ بیکسی" بنایا اس مرگِ بیکسی نے شعر میں جان ڈال دی۔ اب اس شعر میں جو خوبیاں پیدا ہوگئیں وہ بیان میں نہیں آسکتیں۔ مرگ بیکسی کا معشوق کے رونے سے بے لطف ہونا شعر میں ثابت کردیا گیا اور کس خوبی سے اللہ اللہ کیا اصلاح[1] دی۔

نازش ؎ دور اے خیال توبہ کہ ہوں تشنہ کامِ عیش — رکھا ہے میرے سامنے ساغر بھرا ہوا

اصلاح ؎ بس اے خیال توبہ کہ ہوں تشنہ کامِ عیش — رکھا ہے۔الخ

جناب زکی نے پہلے مصرع میں بجائے "دور" کے "بس" بنایا۔ اس "بس" نے شعر میں کیا حسن پیدا کردیا۔ زبان کی لطافت۔ فصاحت بلاغت اس شعر میں آپ ملاحظہ فرمائیے ایک لفظ کے بدلنے سے شعر کیا سے کیا ہوگیا۔ اصلاح اسی کا نام ہے۔

---

[1] یہ اصلاحیں خود ہمارے محترم دوست حضرت نازش بدایونی نے مرحمت فرمائیں۔ مولف اُن کا شکر گزار ہے۔

سید پیارے صاحب رشید لکھنوی

مرزا واجد حسین صاحب یاس عظیم آبادی ؎

صحبت واعظ مین بس انگڑائیاں آنے لگین — راز اپنی میکشی کا کیا کہین کیونکر کھُلا

اصلاح ؎ صحبت واعظ مین بھی انگڑائیاں آنے لگین — راز اپنی - الخ

پہلے مصرع مین بجائے "بس" کے "بھی" بنایا اس بھی نے کیا کیا معنی اس شعر مین پیدا کر دیے مطلب یہ کہ میخانے مین جو انگڑائیاں لینے کی عادت تھی تو صحبت واعظ مین بھی انگڑائیاں آنے لگین جس سے راز اپنی میکشی کا کھُل گیا۔ نشہ کے سرور مین یہ نہ معلوم ہوا کہ یہ صحبت وعظ ہے یا میخانہ یاس کے مصرعۂ اولیٰ مین "بس" کا لفظ بلا ضرورت تھا اِس اصلاح سے یہ نقص بھی رفع ہو گیا اور "لفظ بھی" سے شعر مین ایک خاص کیفیت پیدا ہو گئی۔ اُستادانہ اصلاح ہے۔

یاس ؎ لو دلکو سبنھالو بس اب آستانہ کرا ہو — ایسا نہ ہو پھٹ جائے کہین زخم جگر بھی

اصلاح ؎ اب چپ ہو جو دلپہ گزرتی ہے گزر جائے — ایسا نہ ہو - الخ

یاس کے پہلے مصرع مین دل کے سبنھالنے کا ذکر ہے اور دوسرے مصرع مین کہا جاتا ہے کہ ایسا نہ ہو پھٹ جائے کہین زخم جگر بھی۔ یہ محل استعجاب ہے جب دل کو سبنھال لیا تو دوسرے مصرع مین "بھی" بیکار ہوئی جاتی ہے اصلاح سے پہلے مصرع کو دوسرے مصرع سے کس قدر ربط پیدا ہو گیا اور بھی کا بھی صحیح مفہوم ادا ہو گیا مگر مصرعۂ ثانی مین ذم کا ایک پہلو رہ گیا بعض شعرا اس کا بہت خیال رکھتے ہین اور بعض بے پروا رہتے ہین۔

یاس ؎ اللہ رے اضطراب دل ناصبور کا — پیاس اور بڑھ گئی ہی جو کوثر قریب ہے

اصلاح ؎ منھ انکے منھ کے پاس ہے دلکو سوا ہے شوق — پیاس - الخ

اس تغیر سے شعر مین عاشقانہ رنگ پیدا ہو گیا۔

یاس ؎ چلے چلو جہان لیجائے ولولہ دل کا — دلیل راہ محبت ہے فیصلہ دل کا

اصلاح ۔ چلینگے پہ چلے جس سمت کو لوا دل کا دلیل راہِ محبت ہے فیصلہ دل کا

اِس اصلاح مین کوئی خاص بات قابل ذکر نہین سوائے اسکے کہ "جہان" سے "سمت" بہت فصیح ہے کیونکہ جہان کے آخری دونون حرف دبتے ہین۔ مگر یاس نے اُستاد کی اصلاح کو قبول نہ کیا۔ اور نشتر یاس مین اپنا ہی مصرع رہنے دیا۔

خان بہادر علی محمد شاد عظیم آبادی

یاس ۔ مین قفس مین بھی کسی وزنہ خاموش رہا شکلو مین بھی طبیعت کا وہی جوش رہا

اصلاح ۔ مین قفس ۔ الخ کشمکش مین بھی طبیعت کا وہی جوش رہا

دوسرے مصرع مین بجائے "شکلون" کے "کشمکش" بنایا۔ کشمکش کے لفظ سے اسیری کا منظر سامنے آگیا اور ادبی خوبیان بھی ترقی کر گئین۔

یاس ۔ صبحدم رو دیا ہون مینا سے گلے مل ملکر چلتے چلتے بھی خم و جام مین اک جوش رہا

اصلاح ۔ اٹھتے اٹھتے بھی وہی بزم کی مستانہ روش چلتے چلتے بھی خم مے کو وہی جوش رہا

یاس کے پہلے مصرع مین صبحدم کی تخصیص بلا ضرورت تھی میخانہ مین قید وقت کی حاجت نہین اسلیئے "اٹھتے اٹھتے بھی وہی بزم کی مستانہ روش" نے ایک خاص کیفیت پیدا کر دی دوسرے مصرع مین "چلتے چلتے بھی خم مے کو وہی جوش رہا" اس تقابل سے اب ساری بزم کو اس روش جوش کا لطف نصیب ہو گیا۔ عمدہ اصلاح ہے۔

یاس ۔ مطلب یہ ساقی کہ رہون حشر مین بے فکر ایسا نہو یہ نشہ اسی روز اُتر جائے

پہلے مصرع مین بجائے "بے فکر" کے "بدست" بنایا صرف نشہ کی مناسبت سے یہ لفظ بنایا گیا۔

یاس ۔ اس مدرسۂ غم سے نکلنا نہ کبھی یاس ناصح کی نصیحت کہین تاثیر نہ کر جائے

دوسرے مصرع مین بجائے "ناصح" کے "یارون" بنایا۔ خود ناظرین دیکھین کہ اس اصلاح سے شعر مین کیا خوبی پیدا ہوئی۔

یاس ؎ جلوۂ قاتل سے مجھ ایسا مین حیران رہ گیا ۔ اک تڑپنے کا جو ارمان تھا وہ رہ گیا

اصلاح ؎ جلوۂ ۔ الخ ۔ اک تڑپنے کا تھا ارمان وہ بھی رہ گیا

اس اصلاح سے کیا خوبیان پیدا ہوئین خود ارباب نظر دیکھ لین۔

یاس ؎ مرتے دم تک تھے نہ شرمندہ ہوا احباب سے ۔ لاش اٹھانے کا مگر آخر اک احسان رہ گیا

اصلاح ؎ زندگی بھر تک تو شرمندہ نہ تھے یارون سے ہم ۔ لاش ۔ الخ

یاس کے پہلے مصرع مین اس کا پتہ نہ تھا کہ کون احباب سے مرتے دم تک شرمندہ نہ تھا اس کو تو صاف کر دیا۔

آخر کی تین اصلاحین قابل اطمینان نہین اگر جناب شاد نے واقعی یہ ترمیمین کی ہین تو سب پہلوؤن پر خیال نہین فرمایا۔ ناظرین غور سے ملاحظہ فرمائین۔

مولوی احمد حسین تمنا مرزاپوری تلمیذ حضرت غالب

مولف ؎ خوشی کو آنے دیتی ہے نہ غم کو جانے دیتی ہے ۔ تمھاری آرزو بیٹھی ہے دل مین پاسبان ہو کر

اصلاح ؎ خوشی کو ۔ الخ ۔ در دل پر کسی کی یاد بیٹھی پاسبان ہو کر

دوسرے مصرع مین بجائے "تمھاری آرزو بیٹھی ہے دل مین" کے "در دل پر تمھاری یاد بیٹھی" بنا کر شعر مین چوگنا حسن پیدا کر دیا۔ پاسبانی کے لیئے در دل ہی کی ضرورت تھی۔ کیا اُستادانہ اصلاح دی۔

مولف ؎ رخنہ برقع جو ترے اوستم ایجاد نہو ۔ حشر ہو جائے یہ زاہد کو خدا یاد نہو

اصلاح ؎ رخنہ برقع ۔ الخ ۔ حشر کے روز بھی زاہد کو خدا یاد نہو

دوسرے مصرع کی ترمیم سے شعر مین صفائی اور روانی پیدا ہو گئی۔

مولف ؎ نقاب الٹو ابھی ہنگامۂ محشر نظر آئے — قیامت کا تمھارے دیکھنے والونکو ارماں ہے

اصلاح ؎ نقاب الٹو یہین ہنگامۂ محشر نظر آئے — قیامت کا۔ الخ

پہلے مصرع مین بجائے "ابھی" کے "یہین" بنایا جس سے شعر مین ترقی پیدا ہوگئی۔

مولف ؎ دم آخر سر بالین وہ کس دم ہائے ہین — کہ اتنا بھی نہین کہنے کے قابل ہوکہ جی جاں ہے

اصلاح ؎ دم آخر سر بالین وہ ایسے وقت آئے ہین — کہ اتنا۔ الخ

دوسرے مصرع مین "وہ کس دم ہائے" کی جگہ "وہ ایسے وقت" بنایا "وہ ایسے وقت" یہ ایک ٹکڑا استادانہ رکھدیا جس مصرع ثانی کا صحیح مفہوم ادا ہوگیا اور تاثیر بڑھ گئی

سید بندہ کاظم جاوید لکھنوی

جناب مجن صاحب تمنا لکھنوی ؎

شام فرقت یہ فلک پر چاند ہے تارونکے پاس — یا لہو اک ظرف مین رکھا ہے انگارونکے پاس

اصلاح ؎ شام فرقت یہ شفق مین چاند ہے تارونکے پاس — یا لہو۔ الخ

پہلے مصرع مین بجائے "فلک پر" کے "شفق مین" بنایا شفق کا ایک ٹکڑا یہ ایسا معنی خیز رکھدیا کہ جس سے لہو کی مشابہت پیدا ہوگئی اور مطلع زمین سے آسمان پر پہنچ گیا۔

تمنا ؎ المدد اے گریۂ بیتابی دل المدد — آچکا پھر اس کا دامن دیدۂ رخسار کے پاس

اصلاح ؎ المدد اے جوش گریہ ہے یہی رونیکا وقت — آچکا پھر۔ الخ

پہلے مصرع کی ترمیم سے شعر مین صفائی اور روانی پیدا ہوگئی۔

تمنا ؎ جانکنی مین بھی رہی سینے پہ سیر دونون ہاتھ — حال زخم دل اسی سے آشکارا ہو گیا

اصلاح ؎ جانکنی۔ الخ — راز درد دل اسی سے آشکارا ہو گیا

"حال زخم دل سے" "راز درد دل" خوب ہے۔ کیا خوب بنایا۔

تمنا ؎ دل اپنا محو آبروئے دیدار یار ہے — تیغین بھی اب پڑین تو مجھے کچھ خبر نہو

اصلاح ؎ دل اپنا محوِ الفتِ ابروئے یار ہے — تیغین بھی۔ الخ

تمنا کا پہلا مصرع غلط تھا اس لیئے بدلا گیا۔

تمنا ؎ بھڑکتی آتشِ حسن اسکی گر کچھ اور محفل مین — تو ہر شمع طرب افزائے محفل آپ جل جاتی

اصلاح ؎ بھڑکتی آتشِ حسن اُسکی گر کچھ اور بھی شبکو — تو ہر۔ الخ

شب کی قید نے کیا لطف دیا چونکہ مصرع ثانی مین محفل کا لفظ موجود ہے اسلئے اُستاد نے پہلے مصرع مین بجائے کچھ اور محفل مین "کچھ اور شب کو" بنا کر شعر مین حسن پیدا کر دیا اب شعر مین کوئی لفظ بیکار نہین۔

تمنا ؎ کچھ ایسی بڑھ گئی تھی آج تحد قلب سوزانکی — مرے بستر پہ شبکو چاندنی ہوتی تو جل جاتی

اصلاح ؎ ترقی کر رہی تھی ایسی حد قلب سوزاں کی — مرے بستر پہ شبکو چاندنی پڑتی تو جل جاتی

پہلے مصرع مین بجائے "ایسی بڑھ گئی" کے "ترقی کر رہی" بنا کر شعر مین ترقی پیدا کر دی اور دوسرے مصرع مین بجائے "چاندنی ہوتی" کے "چاندنی پڑتی" بنایا جس سے شعر مین معنویت بڑھ گئی۔

تمنا ؎ رات اُس نے جو غصے سے سوئے چرخ نظر کی — بجلی سے بھی کچھ بڑھ گئی رفتار قمر کی

اصلاح ؎ غصے مین جو شبکو سوئے چرخ اُسنے نظر کی — بجلی۔ الخ

تمنا کے پہلے مصرع مین "رات اُس نے" یہ ترکیب پرانی ہے اب مستعمل نہین اسلیے مصرع ترمیم کیا گیا۔

تمنا ؎ اِس عذر کو آئے ہین وہ تربت پہ مری آج — ہم کو نہ کسی نے ترے مرنے کی خبر کی

اصلاح ؎ یہ کہنے کو آیا ہے فقط قبر پہ ظالم — ہم کو۔ الخ

سبحان اللہ کیا خوب بنایا۔ اِس اصلاح سے شعر مین جان پڑ گئی "یہ کہنے کو آیا ہے فقط قبر پہ ظالم" اس مصرع کی کیا تعریف ہو فی الحقیقت ایسی ہی اصلاحین اُستادون کی اُستادی اور وسیع النظری کا ثبوت دیتی ہین۔

میرن صاحب وفا لکھنوی ؎

آج دشوار ہے بچنا دلِ شیدائی کا　　کوئی مونس بھی نہین ہے شبِ تنہائی کا

اصلاح ؎ خاتمہ جل کے ہوا ہی دلِ شیدائی کا　　کیا چراغ آج بجھا ہے شبِ تنہائی کا

اس اصلاح سے مطلع کچھ اور ہی ہو گیا دوسرے مصرع کی کیا تعریف ہو سبحان اللہ۔

وفا ؎ آسمان پر مہِ نو دیکھ کے مین نے یہ کہا　　ہو بہو یہ تو ہی نقشہ تری انگڑائی کا

اصلاح ؎ یادِ مے سے جو کلیجے کی رگین کھنچنے لگین　　یاد آیا مجھے عالم تری انگڑائی کا

اِس اصلاح سے شعر کچھ اور چیز ہو گیا۔

جناب محمد حسن صاحب کردار لکھنوی ؎

دیکھ کر وہ بال گھونگھر دار یہ پھبتی کہی　　سانپ کا جوڑا نہین زنجیر ہے زنجیر پر

اصلاح ؎ آئینہ پر سر وہ رکھکر سو گئے بکھری ہے زلف　　کیا تماشا ہی کہ اک زنجیر ہے زنجیر پر

اصل شعر مین زنجیر ہے زنجیر پر کا کوئی ثبوت نہ تھا اُس کو اُستاد نے کس حسن سے اصلاح مین ثابت کر دیا۔

جناب صولت لکھنوی ؎

اِدھر تو حدتِ دل ہی اُدھر کو یار کا رُخ ہے　　تماشا اک نیا ہی اک جگہ پر آگ پانی ہے

اصلاح ؎ ادھر یہ دیدۂ تر ہین اُدھر وہ آتشین رُخ ہے　　تماشا یہ نیا ہی اک جگہ پر آگ پانی ہے

اصل شعر مین آگ پانی کا تقابل نہ تھا کیونکہ حدتِ دل اور یار کا رُخ دونوں مین گرمی موجود تھی اب اصلاح مین "دیدۂ تر" پانی۔ اور "آتشین رُخ" آگ دونوں کا ثبوت بہم پہنچ گیا۔

صولت ؎ ذرا تم حالِ بسمل دیکھ لو آکر سرِ مقتل　　تماشے کا تماشا ہے کہانی کی کہانی ہی

اصلاح ؎ ذرا تم قصۂ بسمل سنو اور حال بھی دیکھو　　تماشے۔ الخ

اصل شعر مین "کہانی" کا ثبوت نہ تھا اب اس ٹکڑے سے "ذرا تم قصۂ بسمل سنو" کہانی کا ثبوت پیدا ہو گیا۔

جناب بسمل لکھنوی ؎

تم سے زیادہ کوئی نہیں ہے حسین آج — یوسف کی رہ گیا ہوں میں تصویر دیکھ کر

اصلاح ؎ اب اسکو کیا کہوں جو کہا تھا نگاہ نے — یوسف کی اور آپ کی تصویر دیکھ کر

سبحان اللہ کیا خوب بنایا۔ کیا کہوں کی بلاغت ملاحظہ فرمائیے۔ اس کیا کہوں نے شعر میں کیا کیا معنی پیدا کر دیے حضرت یوسف سے معشوق کی تصویر کا مقابلہ اس حسن سے کیا گیا کہ ادب کا پہلو بھی ہاتھ سے نہ گیا۔

بسمل ؎ کیا فرق امتیاز زمانہ سے رہ گیا — خوش ہو گیا ہوں چاند سی تصویر دیکھکر

اصلاح ؎ دونوں حسین سامنے ہیں اتفاق سے — دیکھونگا چاند آپ کی تصویر دیکھکر

مضمون وہی ہے مگر اب شعر شعر ہو گیا۔ تقابل نے اک حسن پیدا کر دیا۔

جناب شبیر حسین صاحب دل لکھنوی ؎

ابھی تو واقعہ بھولا نہیں تھا طور سینا کا — ابھی پھر تم نقاب اُلٹے ہوئے محفل میں آبیٹھے

اصلاح ؎ ابھی تو واقعہ پیش نظر تھا طور سینا کا — ابھی — الخ

پہلے مصرع میں بجائے "بھولا نہیں" کے "پیش نظر" بنایا اس اصلاح سے شعر اور بلند ہو گیا۔

جناب للّن صاحب بہار لکھنوی ؎

اک نہ ہونے سے مرے اللہ ایسا انقلاب — آج سنتا ہوں در دولت پہ مجمع کم ہوا

اصلاح ؎ ایک مرجانے سے میرے وضع عالم میں یہ فرق — آج سنتا ہوں — الخ

پہلے مصرع کی ترمیم سے شعر میں جو خوبیاں پیدا ہو گئیں وہ بیان میں نہیں آسکتیں۔

دفا ؎ تم جو اغیار سے ہنستے ہو یہ کیا کرتے ہو — دیکھو ہوتا ہے لہو اس دل شیدائی کا

اصلاح ؎ بے محل غیر کو سینے سے لگایا تم نے — دم نکلنے بھی نہ پایا کسی شیدائی کا

دفا کا شعر معمولی تھا اصلاح سے شعر ہی کچھ اور ہو گیا۔ "بے محل" کا ٹکڑا کیسا با محل

صرف کیا گیا ہے جس سے جناب جاوید کی شان اُستادی ظاہر ہوتی ہے۔

جناب ظفر حسین صاحب ظفر لکھنوی ؎

رات بھر اُسنے بھی جل جل کر سحر کو جان دی فرق کیا ہی شمع سوزاں اور تیرے بیمار مین

اصلاح ؎ رات بھر دونوں جلے دونوں سحر کو ختم تھے فرق کیا تھا شمع سوزاں اور تیرے بیمار مین

اس اصلاح سے شعر مین صفائی اور بیان مین سلاست پیدا ہو گئی۔

جناب اغن صاحب قمر لکھنوی ؎

گرہ رشتۂ انفاس بنا ہے مرا دل دم مرے سینے مین رک جاتا ہے روتے روتے

اصلاح ؎ گرہ رشتۂ انفاس بنے ہین آنسو دم مرے۔ الخ

قمر کے شعر مین گرہ رشتۂ انفاس کا دل کا بننا اچھا نہ تھا اِس لیئے بجائے "بنا ہے مرا دل" کے "بنے ہین آنسو" خوب بنایا مضمون مین بھی تازگی اور جدت ہے۔

حکیم محمد فتحار علی جگر بسوانی (از تلامذہ حضرت امیر مینائی)

سید محمد باسط علی صاحب باسط بسوانی ؎

سیاہی مین تیرے بخت سے وہ زلف ملتی ہے رسائی مین مگر وہ غیر کی تقدیر ہوتی ہے

اصلاح ؎ سیاہی مین تیرے بخت سے ملتی ہے زلف انکی رسائی۔ الخ

پہلے مصرع مین بجائے "وہ زلف ملتی ہے" کے "ملتی ہے زلف انکی" بنایا جس سے مصرع مین صفائی پیدا ہو گئی اور ردیف یا ردیف کا آخری بامعنی ٹکڑا شعر مین لانا عیب ہے اِس اصلاح سے یہ عیب بھی رفع ہو گیا۔

باسط ؎ تقاضا ہی یہی رہ رہ کے مجھ سے ضبط گریہ کا بہے آنسو جو آنکھوں سے ہری شاخ تمنا ہو

اصلاح ؎ تقاضا ہی محبت مین یہ مجھسے ضبط گریہ کا بہین آنسو جو آنکھوں سے ہری شاخ تمنا ہو

پہلے مصرع مین بجائے "یہی رہ رہ کے" "محبت مین" بنایا اور دوسرے مین بجائے

بہے ”کے ”بہین“ بناکر شعر کو درست کیا۔ باسط کا پہلا مصرع الجھا ہوا تھا جس سے یہ پتا نہ چلتا تھا کہ کیون رہ رہ کے ضبط گریہ کا تقاضا ہے اب محبت مین“ اِس ٹکڑے نے صاف کر دیا یعنی محبت مین مجھ سے ضبط گریہ کا تقاضا ہے کہ بہین آنسو جو آنکھون سے ہری شاخ تمنا ہو“ اُستاد نے ایک محبت کا لفظ رکھ کر شعر مین کیسی خوبی پیدا کر دی۔

باسط — ہو کے پردے مین کسی نے یہ سرطور کہا — دیکھ سکتے بھی نہین طالب دیدار بھی ہو

اصلاح — جلوۂ یار نے پردے مین سرطور کہا — دیکھ سکتے۔الخ

ہو کے پردے مین“ اچھا نہ تھا اِس لیئے پہلا مصرع بنایا گیا جس سے شعر کا صحیح وصاف مفہوم اب ادا ہوا۔

باسط — بلبل کو ذبح کرتے پہلے نہ سوچا مین — اب رو رہا ہے بیٹھا صیاد چپکے چپکے

اصلاح — بلبل کو ذبح کر کے پہلے تو شادمان تھا — اب۔الخ

اے سبحان اللہ کیا خوب اصلاح دی ”پہلے تو شادمان تھا“ یہ ٹکڑا اُستادانہ رکھدیا چونکہ دوسرے مصرع مین کہا گیا ہے کہ ”اب رو رہا ہے“ اسلیئے پہلے مصرع مین پہلے تو شادمان تھا“ بنایا یہان صنعت تقابل نے کیا لطف دیا اِس اصلاح سے شعر مین کس قدر ترقی پیدا ہو گئی۔

باسط — غضب ہے حشر کے فتنون نے اُٹھ اُٹھ کر قدم چومے — خرام ناز کرتا جب مرا مست شباب آیا

اصلاح — غضب ہے۔الخ — سر محشر جو اٹھلاتا مرا مست شباب آیا

باسط کے مصرع ثانی مین ”خرام ناز کرتا“ یہ ٹکڑا بہت ثقیل اور خلاف محاورہ تھا اِسلیئے بجائے اِس کے ”سر محشر جو اٹھلاتا“ بنایا جس نے قیامت ڈھائی اصلاح سے شعر مین فصاحت کے علاوہ روانی بھی پیدا ہو گئی۔

باسط — سو رہتے ہین ہم خاک بیابان پہ سر رکھ کے — یہ کیون کہین پردیس مین بستر نہین ہوتا

اصلاح — سو رہتے ہین ہم جادۂ غربت پہ سر رکھ کے — یہ کیون۔الخ

پہلے مصرع مین بجائے ”خاک بیابان“ کے ”جادۂ غربت“ بنایا خاک بیابان

سے دوسرے مصرع کا صحیح مفہوم ادا نہ ہوتا تھا کیونکہ دوسرے مصرع میں یہ کہا گیا ہے "یہ کیوں کہیں پردیس میں بستر نہیں ہوتا" پردیس کے لیئے جادۂ غربت ہی خوب ہے جو اُستاد نے بنا کر شعر کو صحیح کر دیا۔

باسط ؎ نگاہِ مست سے ساقی نے کیا کیا جام ڈھالے ہیں ... مگر یہ ظرف ہے اپنا کہ ہم خود کو سنبھالے ہیں

اصلاح ؎ نگاہِ مست ساقی نے ہزاروں جام ڈھالے ہیں ... مگر۔ الخ

باسط کے پہلے مصرع کو دوسرے مصرع سے کوئی تعلق نہ تھا کیونکہ کہا ہے کہ "نگاہ مست سے ساقی نے کیا کیا جام ڈھالے ہیں" تو اس سے ہم خود کیوں بیہوش ہونے لگے گو نگاہ مست ساقی کے دیکھنے سے بیہوشی کا اطلاق ممکن ہے مگر اس مصرع نے ایک خاص کیفیت پیدا کر دی "نگاہِ مست ساقی نے ہزاروں جام ڈھالے ہیں" اب دوسرے مصرع کا صحیح مفہوم بھی ادا ہو گیا۔ اور شعر بھی باکیف بن گیا۔

سیّد انور حسین آرزو جانشین جناب جلال لکھنوی

جناب نشتر سندیلوی ؎

ہو رہے ہیں خستہ انداز فراقِ روح و تن ... ایسے نازک وقت میں اسباب ہیں تاخیر کے

اصلاح ؎ ہو رہے۔ الخ ... ایسے نازک وقت میں نازک سبب تاخیر کے

دوسرے مصرع میں "اسباب اِس" کی جگہ "نازک سبب" بنایا جس سے شعر میں ایک خاص نزاکت پیدا ہو گئی "نازک سبب" نے شعر میں جو گنا حسن پیدا کر دیا۔ نزاکت خیال کی ایک اعلیٰ مثال ہے۔

نشتر ؎ کہاں وہ دن جب اپنی نالہائے دل میں قوت تھی ... ارادے ہی سے پہلے تختۂ گیتی لرزتا تھا

اصلاح ؎ کہاں۔ الخ ... کہ قبل از جنبش لب تختۂ گیتی لرزتا تھا

دوسرے مصرع میں بجائے "ارادے ہی سے پہلے" کے "کہ قبل از جنبش لب" بنایا نالہائے دل کے لیئے جنبش لب کی ضرورت تھی۔

جناب بسمل سندیلوی ؎

جب کوئی دل کا آبلہ ٹوٹا شب فراق فوراً مریض عشق کا چہرہ اتر گیا

اصلاح ؎ جب کوئی دل کا آبلہ بیٹھا شب فراق فوراً الخ

پہلے مصرع میں بجائے "ٹوٹا" کے "بیٹھا" بنایا ٹوٹا سے بیٹھا بہت خوب ہے

جناب منی لال جوان سندیلوی ؎

آسمان تھرا گیا تھا نالۂ شبگیر سے اب زمین کو زلزلہ ہے آہ کی تاثیر سے

اصلاح ؎ آسمان الخ اب زمین کو زلزلہ ہے ضبط کی تاثیر سے

دوسرے مصرع میں بجائے "آہ" کے "ضبط" بنایا اور خوب بنایا۔

جناب فرید لکھنوی کا ایک مصرع تلوار کی تعریف میں یہ تھا۔ ع

خدا کی شان ہے گویا شعاع نور کی ہے

بجائے "گویا" کے "ترچھی" بنایا یعنی۔ ع

خدا کی شان ہے ترچھی شعاع نور کی ہے

تلوار کے لیے ترچھی کا لفظ کیسا موزون ہے۔

مرزا محمد جعفر اوج لکھنوی خلف مرزا دبیر مرحوم

سید اعجاز حسین صاحب اعجاز لکھنوی ؎

اب اس سے بڑھ کے ہوگا اور کیا رتبہ محمدؐ کا نصیری کا خدا مانا گیا بندہ محمدؐ کا

دوسرے مصرع سے "نصیری کا خدا مانا گیا" اس ٹکڑے کو نکال کر یون بنایا

نصیری کا خدا کہتا تھا ہون بندہ محمدؐ کا

جس سے واقعیت کا اظہار ہو گیا کیونکہ صرف قوم نصیری ہی نے حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو خدا تسلیم کیا ہے۔

سید سرفراز حسین صاحب خبیر لکھنوی ؎

غضب ہے سید والا کا حال جس نے سنا　　جگر پہ اُسکے رواں خنجر ملال ہوا

اصلاح ؎ غضب ہے دلبر زہرا کا حال جس نے سنا　　جگر پہ۔الخ

پہلے مصرع مین بجائے "سید والا" کے "دلبر زہرا" بنایا جس سے شعر مین اثر پیدا ہو گیا۔

خبیر ؎ مجھی کو سب سے بڑھ کر چاہنے والا سمجھے ہین　　رہا ہے آج میرے ہاتھ مین پالا محبت کا

اصلاح ؎ مجھی کو الخ　　رہا ہے آج میرے ہاتھ کیا پالا محبت کا

اصل دوسرے مصرع مین "ہاتھ مین پالا محبت کا" خلاف محاورہ تھا۔ محاورہ یہ ہے کہ میرے ہاتھ پالا رہا۔ اسلیئے دوسرے مصرع مین ترمیم کی گئی۔

خبیر ؎ ہاتھ سے گر کر گلِ نازی اُٹھالے آنکھ سے　　جو گرے آنکھون سے انکی وہ بھلا کیونکر اُٹھے

اصلاح ؎ ہاتھ سے۔ الخ　　جو گرے آنکھوں سے آنسو کیطرح کیونکر اُٹھے

معشوق کی آنکھون سے گر کر اُٹھنا تو ضرور دشوار تھا مگر آنسو کی طرح آنکھون سے گر کر اُٹھنا ناممکن ہو گیا۔ اِس اصلاح سے شعر مین کس قدر ترقی ہو گئی۔

خبیر ؎ کہان وہ ساقی روشن جبین ہے　　خجل جس سے رُخ مہرِ مبین ہے

اصلاح ؎ کہان وہ ساقی زہرہ جبین ہے　　خجل۔الخ

پہلے مصرع مین بجائے "روشن جبین" کے "زہرہ جبین" بنایا جس سے شعر اور روشن ہو گیا۔

خبیر ؎ نہ دی کچھ موت نے فرصت علاج دردِ پنہان کی　　ہوا کیسا یہ مجبوری کا پردہ درمیان حائل

اصلاح ؎ نہ دی۔الخ　　دوا کیسی کہ تشخیص مرض بھی ہو گئی مشکل

جناب خبیر نے یہ شعر جناب عارف مرحوم کی اچانک موت سے متاثر ہو کے تاریخ مین کہا تھا دوسرا مصرع معمولی تھا جسے اُستاد کامل نے ترمیم کر کے واقعیت کا اظہار کر دیا ۱؎

۱؎ یہ اصلاحین بہت دیر مین وصول ہوئین اس وجہ سے بے ترتیب درج ہوئین۔

سید بادشاہ حسین صاحب عرفاںؔ خلف سید شہنشاہ حسین مرحوم وکیل لکھنؤ۔

سخی ابن سخی کی پیاس میں یاد لگی کھو زبان تیر کی تسکین ہوئی ہو خون اصغر سے

اصلاح ؎ سخی۔ الخ زبانِ خشک پیکان تر ہوئی خونِ اصغر سے

مضمون وہی ہے مگر اُستاد نے اپنے الفاظ میں کس حسن سے ادا کر دیا۔ سبحان اللہ

صفدر علی صفدرؔ مرزا پوری مؤلف کتاب ہذا

جناب مولوی احسن اللہ خان صاحب احسنؔ کورٹ انسپکٹر اناوی ؎

مرتے ہی اُسکے محفل دشمن میں رم گئے دو دن بھی تمکو ہائے نہ احسن کا غم ہوا

اصلاح ؎ بیٹھے سوم سے پہلے ہی بزم نشاط میں دو دن۔ الخ

پہلے مصرع کی ترمیم سے جو خوبیاں شعر میں پیدا ہو گئیں وہ ظاہر ہیں اول تو "غم" کے لئے بزم نشاط کا تقابل اور دوسرے مصرع میں "دو دن" کی تخصیص تھی جو اس مصرع سے ثابت کر دی گئی کہ بیٹھے سوم سے پہلے ہی بزم نشاط میں۔ سوم سے پہلے بزم نشاط میں معشوق کا بیٹھنا اسکو ثابت کر رہا ہے کہ دو دن بھی اُس کو ہائے نہ احسن کا غم ہوا۔

نشترؔ لکھنوی ؎

حوصلہ اور تر اتیر نظر کیا ہو گا خون نہ ہو گا مرے پہلو میں جگر کیا ہو گا

اصلاح ؎ حوصلہ۔ الخ خون پہلو میں نہ ہو گا تو جگر کیا ہو گا

خون میں اعلان نون فصحا ضروری جانتے ہیں۔ بغیر اعلان نون غیر فصیح ہے اسلئے دوسرا مصرع بدلا گیا۔ اس لیئے معنوی خوبیاں بھی بڑھ گئیں اور مطلع بہت بلند ہو گیا

حافظ محمد فاروق صاحب اثرؔ لکھنوی ؎

تماشا خاک دیکھیں جا کے ہم صبح قیامت کا ابھی رونا پڑا ہے ہمکو اپنی شام غربت کا

اصلاح ؎ تماشا خاک دیکھیں خندہ صبح قیامت کا ابھی۔ الخ

رونے کا ذکر مصرعۂ ثانی مین ہے رونے کے لیئے خندہ جب بلا تکلف آ جائے تو کیون یہ چھوڑا جائے۔ اس ایک لفظ سے دیکھو مطلع کہان سے کہان پہنچ گیا۔ جب "ہم کو" مصرعۂ ثانی مین موجود ہے تو مصرعۂ اولی مین "ہم" کی کیا ضرورت۔

اثر ۔ یہ تم اِن سونیوالون کو ٹہر کے پوچھتے کیون ہو — مسافر تھے جو تھک کر پڑے ہے گورِ غریبان مین

اصلاح ۔ نہ پوچھو کچھ نہ پوچھو ماجرا ان سونیوالون کا — مسافر۔ الخ

پہلے مصرع کی ترمیم سے شعر مین سلاست اور بیان مین روانی پیدا ہو گئی۔

اثر ۔ اے سوز درون کب تک رہیگی شعلہ فشانی — کہ ہر ہر حلقہ لو دینے لگا ہو سلاسل کا

اصلاح ۔ مرے سوزِ درون سے آگ لگجائے نہ زندان مین — کہ حلقہ حلقہ لو دینے لگا ہے اب سلاسل کا

اثر کا شعر بہت الجھا ہوا تھا۔ اصلاح سے صاف ہو گیا۔ سلاسل کی مناسبت سے زندان کا لفظ بھی نہایت موزون رکھا گیا۔ اور جو خوبیان پیدا ہوئین وہ ناظرین خود ملاحظہ فرمائین۔

اثر ۔ تنِ مجروح پر اسنے کھلائے ہین چمن کیسے — کوئی گلکاریان دیکھے ذرا قاتل کے خنجر کی

اصلاح ۔ کھلے ہین پھول بن بنکر یہ زخم خونچکان تن کے — کوئی۔ الخ

پہلے مصرع کی ترمیم سے تشبیہ تام پیدا ہو گئی اور بندش مین چستی بھی آ گئی۔

جناب اسد لکھنوی ۔

یہ کس بیکس کا لاشہ آ رہا ہے — کہ حسرت آگے آگے نوحہ گر ہے

اصلاح ۔ یہ کس بیکس کی میت آ رہی ہے — کہ حسرت۔ الخ

اس موقع پر "لاشہ" سے میت زیادہ فصیح ہے۔

اسد ۔ یہ چرخ کو محفل ساقی کی ترقی پہ ہے رشک — ابر آیا ہوا ہے دور ہے پیمانے کا

اصلاح ۔ یہ چرخ کو محفل ساقی نے دکھایا نیچا — جھک پڑا دیکھ لیا دور جو پیمانے کا

اس اصلاح سے اسقدر شعر مین ترقی پیدا ہو گئی کہ یہ شعر اب زمین سے آسمان پر پہنچ گیا۔ ارباب نظر ذرا غور سے دونون مصرعون کو ملاحظہ فرمائین اگر یہ اصلاح قابل داد ہو

تونا چیز مولف کی ہمت افزائی فرمائین۔

منشی حیات بخش رسا مرحوم شاعر دربار رام پور

حضور احمد صاحب حضور نعیمی مرادآبادی۔

حضور ـــ مجکو کہتا ہو کہ تو دوست نما دشمن ہے کوئی دیکھے یہ اِس ستمگار کی بات

اصلاح ـــ مجکو کہتا ہے کہ عیار ہے دنیا بھر کا کوئی۔الخ

عیار اور پھر دنیا بھر کا۔سبحان اللہ کیا خوب اصلاح ہے شعر مین لطف زبان پیدا ہو گیا۔دوست نما ایک عاشق کو معشوق کی زبان سے کہنا کچھ اچھا نہین ہے

حضور ـــ رنگ کر ہاتھ مرا خون مین بولا قاتل اسکی شوخی سے کہین رنگ حنا اچھا ہو

اصلاح ـــ ہاتھ قاتل نے مرے خون مین رنگ کر یہ کہا اسکی۔الخ

اصل پہلے مصرع مین "رنگ کر" اچھا نہ تھا اِس لیئے جناب رسا نے دوسرے طریقہ سے مطلب ادا کر دیا اور اب مصرع بہت صاف ہو گیا۔

حضور ـــ اللہ کوئی مجھ سا بھی حسرت نصیب ہے جسکا کوئی فراق مین بھی ہمنشین نہین

اصلاح ـــ اللہ کوئی۔الخ جسکا کوئی رفیق نہین ہمنشین نہین

اِس اصلاح سے دوسرا مصرع بہت صاف اور بلند ہو گیا۔

حضور ـــ بیچین ہے اب میری طرح وہ بھی ستمگر کیا معنی کہ آہوں مین عاشق کی اثر ہو

دوسرے مصرع مین "کیا معنی" کی جگہ "ممکن نہین" بنا دیا اِس سے شعر کس قدر پاکیزہ و صاف ہو گیا۔

حضور ـــ غیر کی الفت چھپائے سے کہین چھپ جائیگی اُڑتے اُڑتے ساری دنیا کو خبر ہو جائیگی

اول مصرع مین چھپ جائے گی خلاف محاورہ تھا۔جناب رسا نے یون بنایا۔

"غیر کی الفت چھپائے سے چھپے ممکن نہین"

جس سے شعر مین زور پیدا ہو گیا[1]

[1] جناب رسا کی اصلاحین ترتیب کے وقت غلطی سے رہ گیئن تھین اس لیئے آخر مین درج ہوئین۔

ناظرین سے استدعا ہی کہ اگر انکے پاس اساتذہ کی اصلاحین موجود ہون تو مہربانی فرماکر پتہ ذیل پر ارسال فرمایئن تاکہ ادبی جواہر ریزے دستبرد زمانہ کی نذر ہونے سے محفوظ رہ سکین۔ خادم: منیجر صدیق بکڈپو لکھنؤ

تصنیفات مصورِ غم علامہ راشد الخیری

شام زندگی

اس کتاب سے زیادہ آخری پانچ سال مین اُردو کی کوئی کتاب مقبول نہین ہوئی ہی اسوقت تک چودہ ہزار بک چکی ہی اور مانگ کا وہی حال ہی جو شروع مین تھا۔ جو مرد چاہتے ہین کہ انکی بیویان انکے مزاج کے موافق ہوجائین وہ شام زندگی کو انھین پڑھواتے ہین اور جو عورتین آرزو کرتی ہین کہ انکا گھر رشک جنت بنجائے وہ شام زندگی کو پڑھتی ہین اور اس کی مدد سے اپنے خاوندون کا دل موہ لیتی ہین جنھین اولاد کی تربیت کا خیال ہے انکے نزدیک تو اس کام کے لئے شام زندگی سے بہتر اتالیق نہین ہے۔ شام زندگی مین قصہ کے طور پر ایک لڑکی کا حال لکھا ہے کہ اس نے شادی سے لیکر مرنے کے وقت تک کیونکر زندگی بسر کی زندگی کے کسی شعبہ اور حیات کے کسی مرحلہ کو جس سے انسان ہوکر گزرتا ہے نظرانداز نہین کیا گیا۔ پھر پیرایہ اسقدر دلچسپ کہ چند صفحہ دیکھکر کتاب ہاتھ سے چھوڑ دیجئے تو ہم قیمت معہ محصول ڈاک واپس دینے کو تیار ہین اور موثر اسقدر کہ لوگون نے اسی کی وجہ سے مصنف کو مصور غم کا خطاب دیا ہے۔ ہر سطر آنکھون کو پرنم کردیتی ہے۔ غرض شام زندگی بڑی ہی کامیاب کتاب ہے۔ کسی اعتبار سے کوئی عیب اس مین نہین بلکہ تمام محاسن ہی محاسن ہین۔ ایک جلد طلب فرما لیجئے آپکے تمام خاندان اور احباب مین پہنچ جائے گی۔ عورت اور مرد سب اسپر شیدا ہوجاتے ہین تمھارے دکھ کا علاج تمھارے درد کی دوا۔ تمھارے دل کا بہلاوا۔ تمھاری آنکھون کی ٹھنڈک شام زندگی اور صرف شام زندگی ہے۔ شام زندگی نے سیکڑون جانورون کو انسانیت سکھادی لامذہبون مین مذہبیت پیدا کردی اور گم گشتہ راہون کو راہ پر لگا دیا۔ جو شخص شام زندگی سے محروم رہے اور شام زندگی سے فائدہ نہ حاصل کرے اس کی تقدیر ہے ورنہ شام زندگی نے دین و دنیا کی درستی کا سامان پیش کردیا ہے۔ ضخامت تقریباً دس جزو اعلیٰ کاغذ اعلیٰ لکھائی چھپائی۔ قیمت سوا روپیہ عہ

صبح زندگی

یہ شام زندگی کا پہلا حصہ ہے شام زندگی مین نسیمہ بیگم کی شادی سے موت تک کے حالات پڑھنے

سے پہلے ذرا ان کا کوارپنہ بھی دیکھ لیجئے اس سے تم کو پتہ چلے گا کہ ایک لڑکی کی پیدایش سے شادی تک کیونکر انھیں تعلیم و تربیت کرنی چاہئے علامہ موصوف اس قسم کے مضامین کو دلچسپ اور موثر بنا دینے مین جو ملکہ رکھتے ہین وہ کسی سے پوشیدہ نہین یہ تمھاری بیٹیون کی آتالیق ہے تمھاری بیویون کی مشیر ہے اور خود تمھاری ذات کے لئے لٹریچر کا بیش بہا خزانہ ہے۔ انمول قصہ ہے اس سے کام لو نصیحت پکڑو اور لطف اٹھاؤ صبح زندگی مین درد بیان کیف زبان اور زندگی کا سامان سب کچھ موجود ہے صبح زندگی کا بھی حال مین دسوان ایڈیشن چھپا ہے قیمت ع۸ر

شب زندگی

صبح زندگی مین نسیمہ کے بچپن اور جوانی کو دکھایا گیا ہے اور شام زندگی مین اسے آخری منزل پر پہنچایا ہے۔ شب زندگی مین موت کے بعد کی سرگزشت پڑھو اور اپنے بیوی بچون کے سامنے نسیمہ کا پاک نمونہ پیش کر کے انھین اس جیسا بناؤ۔ تاکہ وہ یہان بھی اچھے بیج بوئین اور وہان بھی اچھے پھل کھائین۔

صبح زندگی اور شام زندگی مفید ہونے کے ساتھ جیسی موثر اور درد انگیز کتابین ہین آپکو انکا علم ہے پھر شب زندگی جو تم ٹھنڈے کم ہے۔ علامہ راشد الخیری کی ہر سطر جادو کا کام کرتی ہے اور شب زندگی تو ان کا ماسٹر پیس ہے۔

شب زندگی چونکہ ذرا زیادہ طویل ہوگئی تھی اس لئے اس کے الگ دو حصے کر دیے ہین قیمت حصہ اول عہ حصہ دوم عہ (پانچوان ایڈیشن)

نوحہ زندگی

یہ بھی مصور غم علامہ راشد الخیری کی مشہور کتاب ہے جس مین بتایا گیا ہے کہ اسلام نے بیوہ کے ساتھ کس سلوک کا حکم دیا تھا اور آجکل مسلمانون نے اس کی کیا صورت اختیار کرلی ہے۔ نوحہ زندگی باطل پرستون کو حق پرستی کا سبق سکھائے گی اور مسلمانون کو سکھائے گی کہ مسلمانون کے لئے رسم و رواج نہین مذہب اور صرف مذہب ہی ایک چیز ہے۔ نوحہ زندگی ظالمون کو رحیم۔ جابرون کو نرم بنا دیتی ہے۔ نوحہ زندگی گویا بیواؤن کا مرثیہ ہے۔ جو جادو کا اثر رکھتا ہے پیرایہ دلچسپ قصہ کا ضخامت ۸۸ صفحے کتابت اور طباعت عمدہ قیمت ۱۲ر (پانچوان ایڈیشن)

قطرات اشک

مصور غم علامہ راشد الخیری کے اُن موثر و مقبول افسانوں کا مجموعہ جو مخزن، تمدن خطیب عصمت اور کہکشاں میں شائع ہوئے تھے اخبار مدینہ اس کے متعلق لکھتا ہے "اپنی مخصوص طرز انشاء کہیں ہاتھ سے نہیں چھوٹی جس کی دلآویزی ہمیشہ مسلم رہی ہے" رسالہ نگار لکھتا ہے "اس میں اکثر وہ افسانے ہیں جو شائع ہو کر مقبول ہو چکے" رسالہ ہمایوں لکھتا ہے "چند غم انگیز افسانوں کا مجموعہ ہے" قیمت ایک روپیہ آٹھ آنے عہ؍

جوہر قدامت

دو بہنوں کی پرلطف کہانی دو لڑکیوں کی مفصل زندگی اور دو عورتوں کی جگر خراش داستان ہے جن میں سے ایک دور قدیم کی درخشندہ تصویر اور دوسری طرز جدید کی دلدادہ وشیدا۔ اس کتاب کے مطالعہ سے معلوم ہوگا کہ عالم نسواں آج سے پچاس برس پہلے کیا جوہر رکھتا تھا مسلمان گھروں میں اس وقت کیسے کیسے لعل گودڑیوں میں چمکتے تھے اور مغربی رو اُن کو کس سمت لے جا رہی ہے۔ قیمت فی جلد ایک روپیہ آٹھ آنے (عہ؍)

یاسمین شام

حسن و عشق کی جیتی جاگتی قابل دید تصویریں جذبات کی مزید اثر انگیزیاں دور فاروقی کا دلکش آئینہ فتح بیت المقدس کے کارنامے وصل و ہجر کی دلچسپ داستان رنج و غم کے دلسوز مرقعے اردو لٹریچر کا اعلیٰ نمونہ مسلمانوں کی سرفروشانہ دلیری۔ قیمت عہ؍

آفتاب دمشق

تثلیث و توحید کا مقابلہ۔ ہلال و صلیب کا منازعہ اسلام و نصرانیت کے معرکے عہد صدیق و فاروق کے کارنامے۔ وصل و ہجر کی دلچسپ داستان رنج و غم محبت کی چاشنی شیریں زبان دردناک بیان قیمت فی جلد ایک روپیہ چار آنے عہ؍

تیغ کمال

اگر آپکو غازی اعظم مصطفےٰ کمال کی مفصل سوانح عمری۔ یونان کے برخلاف مسلمانون کی کوشش اور فتح کے مناظر دیکھنے ہیں تو اس کتاب مین دیکھیے جس مین یورپ کی سازشون کے راز افشا کیے گئے ہین شاہ قسطنطین کی سیاسی چالین ملکہ کونٹ کوئٹ کا عشق اور غازی اعظم پر فریفتگی کی داستان اس قدر عجیب ہو کر ناظر متعجب ہوتا ہے۔ اتحادی شہزادون کا ملکہ پر فریفتہ ہونا اور شادی کی درخواست کرنا یہانتک کہ انکار پر قید کرنا اور قتل کا حکم دینا ملکہ کا دم آخر اور مصطفےٰ کمال کا پہنچکر جلاد کو قتل کرنا۔ ایسے ہوشربا مناظر ہین کہ دیکھ کر ہوش اڑ جاتے ہین۔ یونان کے دردانگیز مناظر اور علامہ راشد الخیری مدظلہ کا قلم۔ کتاب نہین ایک جادو ہی جو پڑھنے والے کو ساکت کر دیتا ہی۔ قیمت عہ

سمرنا کا چاند

اگر آپ ناول پڑھتے ہین تو دنیا کا مخرب اخلاق اور بیہودہ ناولون کو چھوڑ کر سمرنا کا چاند دیکھیے کیونکہ یہ اُن سے زیادہ دلچسپ ہے اُنسے زیادہ پرلطف ہے اور پھر سب سے بڑھ کر یہ بات ہے کہ شریف خاتونین بھی اس کو پڑھتی اور اس سے فائدہ اٹھاتی ہین اور بغیر ختم کیے کسی طرح چھوڑنے کو جی نہین چاہتا اگر آپ سیاسیات کے دلدادہ ہین تو آپ سمرنا کا چاند ملاحظہ فرمائیے کیونکہ اس مین سیاسیات حاضرہ پر بھی قصہ کے ضمن مین بہت کچھ روشنی ڈالی گئی ہے اور نہایت دلچسپ الفاظ مین اسکے محاسن اور معائب کو خوبی کے ساتھ بیان کیا ہے۔ اگر آپ تعلیم و تربیت پر شیفتہ ہین تو سمرنا کا چاند دیکھیے جس مین تعلیم و تربیت کے فوائد اور عدم تربیت کے نقایص کو ثابت کیا ہے۔ اگر آپ اردو لٹریچر کا لطف اٹھانا چاہین تو سمرنا کا چاند ملاحظہ فرمائیے۔ جو علامہ راشد الخیری کی بہترین تصنیف ہی قیمت سوا روپیہ عہ

منازل السائرہ

جسے پہلی اور دوسری دفعہ خان بہادر شیخ عبد القادر صاحب پریسیڈنٹ پنجاب کونسل نے شائع کیا تھا اور اب جو اُن کی عدیم الفرصتی کے سبب مدت سے تیار نہ ہو سکی تھی مین نے حصول اجازت کے بعد اور مولانا سے نظرثانی کرا کے اُسے چھاپ لیا ہے۔ منازل السائرہ مین

سائرہ کی زندگی کے مختلف حالات نہایت دلچسپ اور نصیحت آمیز طریق سے بیان کیے گئے ہین مولانا کی طرز تحریر کا یہ ایک لاثانی نمونہ ہے۔ اخبارات اسپر اچھی اچھی رائین ظاہر کر چکے ہین عمر

ماہ عجم

فاروق اعظم کے عہد مین مسلمانون کے جنگی کارنامے۔ فرزندان ایران کا سرفروشانہ مذہبی جوش حسن وعشق کے جذبات لطیفہ قیمت عہ ؍

عروس کربلا

مصر کے مشہور مصنف علامہ جرجی زیدان نے اپنی کتاب محبوبہ کربلا مین اسلام پر جو دبی ہوئی چوٹ کی ہو اس کا بدلہ اس کتاب مین اس خوبصورتی سے لیا گیا ہے کہ بے ساختہ قابل مصنف کے کمال کی داد دینی پڑتی ہو کربلا کے واقعات اور حضرت امام حسین اور ان کے رفقا کی شہادت کے حالات خود کچھ کم دردانگیز نہین اس پر شاہ ٹریجیڈی کے قلم نے تو وہ غضب ڈھایا ہو کہ آنکھونسے دریا بہ جاتے ہین۔ قیمت عہ ؍

مجبوبۂ خداوند

اس بے نظیر قابل دید کتاب مین عہد عثمانی کے واقعات اور مسلمانون کے اُن بے نظیر کارنامون اور حب ایمانی وشجاعت کی تصویرین مصور غم نے ایسی دردانگیز کھینچی ہین کہ جو آنکھون سے آنسو جاری کرا دیتی ہین تاریخی واقعات علامہ محترم کی زبان سے ایسے پیارے معلوم ہوتے ہین کہ بے ساختہ منہ چوم لینے کو جی چاہتا ہے۔ لکھائی چھپائی کاغذ سب عمدہ قیمت ۱۲ ؍

بنت الوقت

دور جدید کے کرشمے مشنری لیڈیز کی حیرت خیز تبلیغ۔ مغربی تہذیب کی دلدادہ مس فرخندہ کی شرمناک لائف۔ وحید کا اپنے بڑے بھائی مجید کو محروم الارث نہین جائداد کے حاصل کرنے کے لئے باغیون مین گرفتار کرانا اور بالآخر مجید کی موت۔ پھر یہ پیاری کہانی اور مولانا کی زبانی۔ بنت الوقت بتائے گی کہ یورپ کی کورانہ تقلید اور نئے تمدن کی اندھا دھند پیروی کس طرح گھرون کو تباہ کرتی ہے۔ قیمت ۸ ؍

منیجر صدیق بکڈپو لکھنو

سراب مغرب

یہ وہ تصنیف ہی جس کا دنیائے نسوان کو مدتون سے انتظار تھا اور اردو لٹریچر جس کے واسطے بیچین تھا تعلیم نسوان کے مسئلے مین اس فیصلہ کی شدید ضرورت تھی کہ غیر مسلم ذرائع سے مستفید ہونا کہان تک جایز ہے حضرت مصنف کا فیصلہ قابل دید ہی قصہ اس قدر دردانگیز ہی کہ ہر ہر لفظ کلیجے کے پار ہوجاتا ہی اور آنکھین روتے روتے طوفان بپا کردیتی ہین۔ سراب مغرب کتاب نہین ایک جادو ہی جس کو پڑھ کر ہر ناظر ساکت ہوجاتا ہی۔ اکرم کے ہاتھون آبروے سادات کا انجام فیشن جدید کے نتائج پارٹیز کا حشر دیکھنے سے تعلق رکھتا ہی۔ قیمت ۸ ر

فسانہ سعید

یہ اپنے رنگ کی وہ کتاب ہی جس کا شکریہ قدردانان اردو ادا نہین کرسکتے نکاح ثانی اسلام کا مسلمہ فیصلہ ہی لیکن جس قابلیت سے مولانا نے سعید کے نکاح ثانی کو بے سود ثابت کیا ہی وہ درحقیقت یہ حق رکھتا ہی کہ ہر مسلمان اس کتاب کو پڑھے سعید کی داستان جگرخراش ناظرین کا دل دہلا دیگی اس کا انجام بے حد دردانگیز ہے سنگدل باپ نے بھولی بچی پر وہ ستم توڑے ہین کہ کلیجہ منہ کو آتا ہے فسانہ سعید ایک معمولی کتاب نہین درس عبرت ہی جو بتا رہا ہی کہ کس طرح عیش پرست باپ بیوی کی موت کے بعد اولاد کے ساتھ پیش آتا ہی اور ایک کٹر باپ اپنے نفس کے واسطے بیٹی پر کیا کیا مصیبت ڈہاتا ہی کتاب کی تعریف فضول ہی۔ مصور غم علامہ راشد الخیری کی تصنیف تعریف سے مستغنی ہے اچھی لکھائی اچھی چھپائی سفید کاغذ۔ قیمت ۸ ر

تائید غیبی

مصور غم علامہ راشد الخیری کی فسانہ نگاری قوم سے قبولیت عام کی سند حاصل کرچکی ہی مگر بہت کم آدمیون کو معلوم ہوگا کہ جس طرح تصویر غم اُتارنے مین مولانا سے محترم کا قلم بے نظیر ہی۔ اسیطرح مذاق کا کیرکٹر بھی علامہ محترم بے مثل لکھتے ہین۔ اس لاجواب فسانے مین درد والم کی تصویر کے علاوہ تاریخ اسلامی کا ایک ایسا مرقع آپ کو ملے گا کہ بے اختیار آپ کی آنکھون سے آنسو نکل پڑینگے مگر اس کے ساتھ ہی مارے ہنسی کے پیٹ مین بھی بل پڑجائین گے تائید غیبی مسلمانون کو بتائے گی کہ

سرزمین اندلس پر وہ کیا کر چکے ہین کس طرح وقت نے ان کو معراج کمال پر پہنچایا اور کس طرح وہ اپنے اعمال سے فنا ہوئے - تائید غیبی مین دردہی مذاق ہو - افسانہ ہو - تاریخ ہو - اور اس قلم کے جواہر ریزے جس کا مثل اس وقت ہندوستان مین نہین ہو - قیمت ۸ ؍

لڑکیون کی انشاء

ہندوستان کے بہت سے نامی انشا پردازون نے لڑکیون کے لئے اچھی اچھی انشائین لکھی ہین مگر علامہ راشد الخیری صاحب دہلوی مصنف منازل السائرہ، صبح زندگی وشام زندگی نے لڑکیون کی انشاء لکھ کر سب انشا پردازون کے قلم توڑ دیے اور بلا مبالغہ کہا جا سکتا ہو کہ " لڑکیون کی انشاء " دوسری سب انشاؤن سے بازی لیگئی اس کا پہلا اور دوسرا اڈیشن ہاتھون ہاتھ بک گیا اور تیسرا بھی اسیطرح بک رہا ہو اس مین پچاس کے قریب مختلف قسم کے نہایت دلچسپ خطوط ہین جن مین خانہ داری کی تمام ضروری اور کارآمد باتین جو بچیون لڑکیون اور عورتون کے لئے مناسب ہین بتائی گئی ہین زبان ایسی پیاری اور شیرین ہو کہ بلا ضرورت بار بار پڑھنے کو دل چاہتا ہو ایسا معلوم ہوتا ہو کہ لکھنے والی بچیان سامنے کھڑی بول رہی ہین - زنانہ خطوط کی زبان کیسی ہونی چاہیئے اس کا اس سے بہتر نمونہ نہین ہو سکتا - باعتبار ادب اردو زبان کا بہترین تحفہ ہو اور بلحاظ نصائح خانہ داری کی کوئی نصیحت اس مین نہین چھوڑی گئی -

تمام معزز اخبارون نے اس پر عمدہ عمدہ ریویو کئے ہین لکھائی چھپائی اور کاغذ نہایت عمدہ قیمت ۱۲ ؍ جن صاحبون کو منگوانا ہو فوراً منگوالین -

سوکن کا جلاپا

یہ قصہ اگرچہ چھوٹا سا ہو مگر تمام کتابون مین بلحاظ درد واثر کے ممتاز ہو ساس نے ایک لڑکی پر سوکن لا بٹھائی اور اس بے گناہ مصیبت زدہ لڑکی کو سخت تکلیفین جھیلنی پڑین تہمتین اور بے بنیاد بدنامیان اٹھانی پڑین اور ماں باپ کی لاج رکھنے کے لئے اس نے وہ سب اذیتین صبر اور شکر سے سہین یہان تک غمون مین گھل گھل کر جان دیدی - قیمت ۶ ؍

سنجوگ

دولت پر سمجھ بوجھ پیاری بیٹی کا قربان کرنا - اس ناول کا فقرہ فقرہ نیشتر ہو اور سطر سطر نشتر - قیمت ۱۰ ؍

انقلاب فرانس

مشہور سچے ناول "ثورۂ فرنسا" کا اردو ترجمہ

جو

اُس مشہور تاریخی انقلاب پر روشنی ڈالتا ہے جس کے لئے فرانسیسی قوم نے فرقہ وارانہ تنازعات بالائے طاق رکھکر متحدہ اور متفقہ جد وجہد کی اور استبدادیت اور مطلق العنانی کے بت کو توڑنے کے لئے اپنا خون پانی ایک کردیا اور آخرکار بادشاہ کو شکست دیکر قوم نے فتح حاصل کی۔ اس ناول مین آپکو صدہا فتح و شکست کے پُر شوکت نظارے ملین گے۔ انقلابی تحریک اِس کی نشو ونما خفیہ انجمنین۔ سیاسی خونریزیان۔ جذبات انسانی کا مدوجزر اندرونی اور بیرونی سازشین۔ یوروپین سازباز قلعہ باشل کے خونریز ہنگامے۔ قوم کی بہادرانہ جانبازی و سرفروشی۔ صبر و استقلال اور اُس کے کامیاب نتائج۔ قیمت عمر

مترجمہ

جناب مولوی عبدالرزاق صاحب سابق اڈیٹر پیام الجامعہ کلکتہ

ملنے کا پتہ

منیجر صدیق بکڈپو امین آباد پارک لکھنؤ

دنیائے ادب کے مشہور سخنور جناب صفدر مرزاپوری کی نئی تالیف

بزمِ خیال

جس مین

شعراء اردو اور فارسی کی مجالس کے لطائف وظرائف کو جمع کیا گیا ہے۔ برجستہ گوئی اور حاضر جوابی کے بہترین نمونے دکھائے گئے ہین۔ فارسی اور اردو کے ان منتخب اشعار کو لیکر جنکا کسی لطیفہ یا دلچسپ قصہ سے تعلق ہے۔ اسکی مفصل کیفیت بیان کی ہے خوش مذاق حضرات کے لیے تفریح طبع کا بہترین سامان ہے۔ اسکے ساتھ ادبی اور تاریخی حیثیت سے ہم خرما و ہم ثواب کا مصداق ہے قیمت

ایک روپیہ

مرقع ادب حصہ ۱

یہ ان نایاب خطوط کا مجموعہ ہے جنہین ملک کے نامور ادیب اور سربرآوردہ حضرات نے ایک دوسرے کے نام لکھا ہے۔ اسمین کا حرف حرف سند ہے۔ ہر ہر فقرہ موتی کی لڑی ہے۔ زبان اردو سیکھنے کے لیے موجودہ زبان اردو کا بہترین مرقع ہے۔ ادبی خوبیون کے علاوہ بہت سے نامور اور باکمال شعراء اور مشاہیر کے سوانح زندگی پر بھی روشنی پڑتی ہے اور ایک دو مین نظم کے لیے مکتوب اور مکتوب الیہ حضرات کا خاصہ تذکرہ ہے۔ اکثر خطوط مین شاعرانہ نکات وحقائق پر بحث ہوئی ہے کہین شاعرانہ نوک جھونک ہے کہین ہمعصرانہ چھیڑ چھاڑ کہین لطیفہ طرازی کے چٹکلے

قیمت عہ

ملنے کا پتہ صدیق بک ڈپو - امین آباد پارک لکھنؤ